سیر الصحابیات

مع

اسوۂ صحابیات

تالیف

مولانا سعید انصاری
مولانا عبدالسلام ندوی
علامہ سید سلیمان ندوی

تخریج

محمد سرور عاصم

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مع رسالہ
مسلمان عورتوں کی بہادری

سیر الصحابیات
مع
اسوۂ صحابیات

تالیف

مولانا سعید انصاری مولانا عبدالسلام ندوی
علامہ سید سلیمان ندوی

تخریج

محمد سرور عاصم

مکتبہ اسلامیہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ---------------- اُسوۂ صحابیاتؓ
تالیف ---------------- مولانا سعید انصاری
کتاب ---------------- سیر الصحابیاتؓ
تالیف ---------------- مولانا عبدالسلام ندوی
ناشر ---------------- محمد سرور عاصم
کمپوزنگ/ڈیزائننگ ---------------- مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز
اشاعت ---------------- ستمبر 2005ء
قیمت ----------------

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973
فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیر الصحابیات

از

مولانا سعید انصاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
دیباچہ	7
تمہید	7
صحابیات رضی اللہ عنہن کے مذہبی کارنامے	9
سیاسی کارنامے	11
علمی کارنامے	12
عملی کارنامے	13
انتخاب وترتیب	14
دیباچہ طبع ثانی	18
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	
ا۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	19
۲۔حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	28
۳۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	33
۴۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	45
۵۔حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا	51
۶۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	52
۷۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش	66
۸۔حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	73
۹۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	77
۱۰۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	81
۱۱۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	84
بنات طاہرات رضی اللہ عنہن	
ا۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا	88
۲۔حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا	91
۳۔حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا	93
۴۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	94
عام صحابیات رضی اللہ عنہن	
ا۔حضرت امامہ رضی اللہ عنہا	103
۲۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	105
۳۔حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا	108
۴۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد	111
۵۔حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا	113
۶۔حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا	115
۷۔حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا	117
۸۔حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا	119
۹۔حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا	124
۱۰۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا	126
۱۱۔حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ بن عفراء	129
۱۲۔حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب	132

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱۳۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب	134	۲۲۔حضرت خنساء رضی اللہ عنہا	160
۱۴۔حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا	136	۲۳۔حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا	163
۱۵۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	140	۲۴۔حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ	165
۱۶۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس	147	۲۵۔حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت عتبہ	166
۱۷۔حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ	150	۲۶۔حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ	170
۱۸۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی معاویہ	152	۲۷۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ	172
۱۹۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید	154	۲۸۔حضرت ام ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا	174
۲۰۔حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا	157	۲۹۔حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم	175
۲۱۔حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا	158	۳۰۔حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش	176

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ○ هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ٭ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ○﴾ [1]

اسلام کا مقصد وحید تمام دنیا کو ایک سطح پر لانا تھا۔ اس کی شہنشاہی میں پست و بلند، شاہ و گدا، امیر و غریب، وضیع و شریف، عالم و جاہل، عورت و مرد، سب میانہ حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے اس نے اپنی تعلیمات، احکام اور قوانین کے ذریعہ سے تمام دنیا کو مساوات کا پیغام سنایا، جس سے مذہب، اخلاق، تمدن اور سیاست کا قالب بدل گیا اور اس میں وہ نئی روح حرکت کرنے لگی جس کے پیدا کرنے کو اسلام اپنا فرض اولین خیال کرتا تھا۔

اسلام سے پہلے دنیا نے جس قدر ترقی کی تھی، صرف ایک صنف (مرد) کی اخلاقی اور دماغی قوتوں کا کرشمہ تھی، مصر، بابل، ایران، یونان، اور ہندوستان مختلف عظیم الشان تمدن کے چمن آراء تھے۔ لیکن ان میں صنف نازک (عورت) کی آبیاری کا کچھ دخل نہ تھا، اسلام آیا تو اس نے دو صنفوں (مرد وعورت) کی جدوجہد کو وسائل ترقی میں شامل کرلیا اس لئے جب اس کے باغ تمدن میں بہار آئی تو ایک نیا رنگ و بو پیدا ہوگیا۔

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ ہے۔ روما اس کو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے۔ یونان اس کو شیطان کہتا ہے۔ تورات اس کو لعنت ابدی کا مستحق قرار دیتی ہے۔ کلیسا اس کو باغ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا ہے۔ یورپ اس کو خدا یا خدا تعالیٰ کے برابر مانتا ہے۔ لیکن اسلام کا نقطۂ نظر ان سب سے جداگانہ ہے۔ وہاں عورت نسیم اخلاق کی نکہت اور چہرۂ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ مدینہ میں نسبتاً ان کی قدر تھی۔ لیکن جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق آیات نازل کیں تو ہم کو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی۔ [2]

---

[1] [۶۲/ الجمعۃ: ۱۔۲] [2] بخاری: کتاب اللباس، باب ما کان النبی ﷺ یتجوز من اللباس والبسط، رقم ۵۸۴۳۔ مسلم: کتاب الطلاق، باب فی الایلاء واعتزال النساء وتخییرھن، وقولہ تعالیٰ: ﴿وَاِنۡ تَظٰهَرَا عَلَیۡهِ﴾ رقم ۳۶۹۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرب جاہلیت کی رسم دختر کشی پر نظر ڈال کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر ((یَا اَنْجَشَۃُ رُوَیْدَکَ بِالْقَوَارِیْرِ)) ''انجشہ! دیکھنا یہ آبگینے ہیں۔'' ❶
غور کرو تو تم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی صحیح تشریح معلوم ہوگی۔

اسلام نے صرف یہی نہیں کیا کہ عورتوں کے چند حقوق متعین کر دیئے' بلکہ ان کو مردوں کے مساوی درجہ دے کر مکمل انسانیت قرار دیا۔ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے۔

((اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ)) ❷

''مرد اپنے اہل کا راعی بنایا گیا ہے اور اس سے ان کے متعلق جواب طلب ہوگا۔ اور عورت شوہر کے گھر کی راعیہ ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔''

سنن ابن ماجہ میں اس کی مزید تشریح ہے۔

((لَیْسَ تَمْلِکُوْنَ مِنْھُنَّ شَیْئًا غَیْرَ ذَالِکَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ)) ❸

''تم کو عورتوں پر بجز مخصوص حقوق کے کوئی دسترس حاصل نہیں ہے' لیکن ہاں جب کوئی گناہ کریں۔''

اس بنا پر اسلام میں عورت کی جو قدر و منزلت قائم ہوئی وہ بلحاظ نتائج دیگر اقوام و مذاہب سے بالکل مختلف تھی۔ تمام دنیا اپنی قومی تاریخ پر ناز کرتی ہے اور بجا طور پر کرتی ہے لیکن اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ اس افسانہائے پارینہ میں صنف نازک کی سعی و کوشش کا کس قدر حصہ تھا؟ تو دفعتاً ہر طرف خاموشی چھا جائے گی اور فخر و غرور کا سارا ہنگامہ سرد ہو کر رہ جائے گا۔ یونان بلاشبہ اپنی ''ربات النوع'' کو پیش کر سکتا ہے۔ ہندوستان متعدد عصمت و عفاف کی دیویوں کے نام لے سکتا ہے۔ یورپ کا ''گولڈن ڈیڈس'' چند جنگ آزما عورتوں کو منظر عام پر لاسکتا ہے۔ لیکن کیا ان کی وجہ سے دنیا نے کچھ بھی ترقی کی ہے؟ اور تمدن کا قدم ایک انچ بھی آگے بڑھ سکا ہے؟ تاریخ ان سوالات کا جواب نفی میں دیتی ہے۔

قومی تاریخ کو چھوڑ کر اگر دنیا کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرو تو صاف نظر آئے گا کہ اس کے اوراق بھی صنف نازک کے عظیم الشان کارناموں سے خالی ہیں۔ مصر اس سلسلہ میں آسیہ رضی اللہ عنہا بنت

---

❶ مسند احمد: ۳/۱۷۶۔ ❷ بخاری: کتاب الجمعۃ فی القریٰ والمدن' رقم ۸۹۳۔ مسلم: کتاب الامارۃ' باب فضیلۃ الامیر العادل وعقوبۃ الجائر والحث علی الرفق بالرعیۃ والنہی عن ادخال المشقۃ علیھم' رقم ۴۷۲۴۔
❸ ترمذی: کتاب الرضاع' باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجھا' رقم ۱۱۶۳۔ ابن ماجہ: کتاب النکاح' باب حق المرأۃ علی الزوج رقم ۱۸۵۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مزاحم کو پیش کرے گا۔تورات مریم اخت ہارون علیہا السلام کو آگے بڑھائے گی۔ ناصرہ مریم عذرا علیہا السلام کو سامنے لائے گا۔ان خواتین کی مذہبی بزرگی اور عظمت مسلم ہے لیکن کیا ان مقدس اور پاک خواتین کا کوئی مذہبی یا اصلاحی کارنامہ تاریخ نے بھی یاد رکھا ہے؟

بخلاف اس کے اسلام نے جن پردہ نشینوں کو اپنے کنار عاطفت میں جگہ دی انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیئے ہیں جو تاریخ کے صفحات میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔لیکن چونکہ یہ کتاب خاص صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات میں ہے۔اس لئے ہم صرف ان ہی کارناموں کو پیش کریں گے جو صحابیات رضی اللہ عنہن سے متعلق ہیں' کیونکہ یہ صنف نازک کا پہلا قدم تھا جو ترقی کی راہ میں اٹھایا گیا۔

صحابیات رضی اللہ عنہن کے کارنامے تمدن کے تمام عنوانات پر منقسم ہیں اور ہم ان کو اجمالاً اس مقام پر لکھنا چاہتے ہیں۔

مذہبی کارنامے

مذہبی خدمات کے سلسلہ میں سب سے اہم خدمت جہاد ہے اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے جس جوش' جس خلوص' جس عزم اور جس استقلال سے اس خدمت کو ادا کیا ہے اس کی نظیر مشکل سے مل سکے گی۔ غزوۂ احد میں جب کہ کافروں نے عام حملہ کر دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف چند جاں نثار رہ گئے تھے' حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں۔ کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ ابن قمیہ جب درّاتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بڑھ کر روکا۔ چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑ گیا۔انہوں نے تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئی۔ [1] جنگ مسیلمہ میں انہوں نے اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ ۱۲ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔ [2]

غزوہ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جس بہادری سے ایک یہودی کو قتل کیا اور یہودیوں کے حملہ کے روکنے کی جو تدبیر اختیار کی وہ بجائے خود نہایت حیرت انگیز ہے۔ [3] غزوہ حنین میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خنجر لے کر نکلنا ایک مشہور بات ہے۔ [4]

---

[1] طبقات الکبریٰ لابن سعد: ۸/۳۰۱' تحت عنوان ام عمارہ۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ۲/۱:۴۶۶/۴' تحت عنوان اسماء من تشھد العقبۃ۔ ابن ہشام: ص ۸۴۔ [2] طبقات الکبریٰ لابن سعد: ۸/۳۰۴' تحت عنوان ام عمارہ۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ۱/۲:۴۶۶' عنوان اسماء من تشھد العقبۃ۔ [3] سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۷۰' ترجمہ ۴۱۔

[4] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۴/۴۶۱' رقم ۱۳۴۰۔ مسلم: کتاب الجھاد' باب غزوۃ النساء مع الرجال' رقم ۴۶۷۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنگ یرموک میں جو خلافت فاروقی میں ہوئی تھی حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا' حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا' ام حکیم رضی اللہ عنہا' خولہ رضی اللہ عنہا' ہند رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے بڑی دلیری سے جنگ کی تھی اور اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا نے جو انصار کے قبیلہ سے تھیں' خیمہ کی چوب سے نو رومیوں کو قتل کیا تھا۔ ❶

نہ صرف بری بلکہ بحری لڑائیوں میں بھی صحابیات رضی اللہ عنہن شرکت کرتی تھیں۔ ۲۸ھ میں جزیرہ قبرس پر حملہ ہوا تو حضرت امّ حرام رضی اللہ عنہا اس میں شامل ہوئیں۔ ❷

میدان جنگ میں اس کے علاوہ صحابیات رضی اللہ عنہن اور خدمات بھی انجام دیتی تھیں۔ مثلاً (۱) پانی پلانا (۲) زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا (۳) مقتولوں اور زخمیوں کو اٹھا کر میدان جنگ سے لے جانا (۴) چرخہ کاتنا (۵) تیر اٹھا کر دینا (۶) خورد و نوش کا انتظام کرنا' پکانا (۷) قبر کھودنا (۸) فوج کو ہمت دلانا' چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' ام سلیم رضی اللہ عنہا' ام سلیط رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد میں مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔ ❸ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی چند عورتیں زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں اور اس مقصد کے لئے وہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ ❹ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے شہدا و مجروحین کو قتل گاہ سے اٹھا کر مدینہ پہنچایا تھا۔ ❺ ام زیاد الشجعیہ اور دوسری پانچ عورتوں رضی اللہ عنہن نے غزوہ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی' وہ تیر اٹھا کر لاتی اور ستو پلاتی تھیں۔ ❻ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے سات غزوات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے کھانا پکایا تھا۔ ❼ اغوات اور امارث وغیرہ کی جنگوں میں جو خلافت فاروقی میں ہوئیں' عورتوں اور بچوں نے گورکنی کی خدمت انجام دی تھی۔ ❽ اور جنگ یرموک میں جب مسلمانوں کا میمنہ ہٹتے ہٹتے حرم کے خیمہ گاہ تک آ گیا تو ہند رضی اللہ عنہا اور خولہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے پر جوش اشعار پڑھ کر لوگوں کو غیرت دلائی تھی۔ ❾

اشاعت اسلام بھی مذہب کی ایک بڑی خدمت ہے اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس سلسلے میں خاص کوششیں کی ہیں' چنانچہ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کی دعوت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ ❿ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ترغیب سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا تھا۔ ⓫

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۹۶۔ الاصابۃ: ۸/ ۲۳۵' رقم ۵۸ ❷ بخاری: کتاب الاستئذان' باب من زار قوما فقال عندھم' رقم ۶۲۸۲۔ ❸ بخاری: کتاب المغازی' باب قولہ: ﴿اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ﴾ رقم ۴۰۶۴' باب ذکر ام سلیط' رقم ۴۰۷۱۔ ❹ ابوداود: کتاب الجھاد باب فی النساء یغزون' رقم ۲۵۳۱۔ ❺ بخاری: کتاب الطب' باب ھل یداوی الرجل المرأۃ والمرأۃ الرجل' رقم ۵۶۷۹۔ ❻ ابوداود: کتاب الجھاد' باب فی المرأۃ والعبد یحذیان من الغنیمۃ' رقم ۲۷۲۹۔ ❼ مسلم: کتاب الجھاد' باب النساء الغازیات یرضخ لھن ولا یسھم' رقم ۴۶۹۰۔ وابن ماجہ: کتاب الجھاد' باب العبید والنساء یشھدون مع المسلمین' رقم ۲۸۵۶۔ الطبقات: ۸/ ۳۳۳۔ ❽ تاریخ الطبری: ۳/ ۵۷۹ ۱۴ھ ❾ اسد الغابۃ: ج ۵/ ۵۶۳۔ ❿ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۱۹۔ ⓫ الاصابۃ: ۸/ ۲۶۱' رقم ۱۳۲۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عکرمہ رضی اللہ عنہا اپنی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہا کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے تھے۔ ❶ اور ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا تھا۔ جو نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو انجام دیتی تھیں۔ ❷

اسلام کی حفاظت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیات رضی اللہ عنہن میں سب سے زیادہ اس خدمت کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ادا کیا ہے۔ ۳۵ھ میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور نظام مذہب درہم برہم ہو گیا تو انہوں نے اصلاح کی آواز بلند کی جس پر مکہ اور بصرہ کے لوگوں نے لبیک کہا۔

نماز کی امامت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس کو کبھی کبھی عورتوں کے مجمع میں انجام دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا' ام ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا اور سعدہ بنت قمامہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ انہوں نے اپنے مکان کو سجدہ گاہ بنالیا تھا' جہاں وہ ہمیشہ امامت کرتی اور اذان دیتی تھیں۔ ❸ (عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے۔ مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے)

سیاسی کارنامے

صحابیات رضی اللہ عنہن نے متعدد سیاسی خدمتیں بھی انجام دی ہیں۔ چنانچہ حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا اس درجہ صائب الرائے تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی تحسین کرتے اور ان سے مشورہ لیتے تھے۔ ❹ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بسا اوقات بازار کا انتظام بھی ان کے سپرد کیا ہے۔ ❺

ہجرت سے قبل جب قریش نے کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنا چاہا تو رقیقہ بنت صیفی رضی اللہ عنہا نے جو عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں' سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ارادہ کی اطلاع دی تھی۔ ❻ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب گاہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ❼

عورت کے سیاسی اختیارات اس قدر وسیع ہیں کہ وہ دشمنوں کو پناہ دے سکتی ہے اور امام اس کے امان کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے زمانہ میں ام ہانی رضی اللہ عنہا نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں' ایک مشرک کو پناہ دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ وَاَمَنَّا مَنْ اَمَنْتِ)) ❽

---

❶ موطا: کتاب النکاح' نکاح المشرک اذا اسلمت زوجتہ قبلہ' رقم ۱۱۴۳۔

❷ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۸/ ۴۶۶' رقم ۱۳۴۷۔ ❸ اسد الغابۃ: ۵/ ۶۲۶۔ حرف واو۔

❹ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۷۔ حرف شین۔ ❺ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۷ حرف شین۔ ❻ الاصابۃ: ۸/ ۳۰۲' رقم ۴۲۵۔

❼ طبقات الکبریٰ لابن سعد: ۸/ ۳۵ تحت عنوان رقیقہ۔ ❽ ابوداؤد: کتاب الجھاد باب فی امان المرأۃ' رقم ۲۷۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”تم نے جس کو پناہ یا امان دی ہم نے بھی دی۔“

علمی کارنامے

اسلامی علوم یعنی قرات' تفسیر' حدیث' فقہ' فرائض میں متعدد صحابیات رضی اللہ عنہن کمال رکھتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' حفصہ رضی اللہ عنہا' ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ (1)

ہند بنت اسید رضی اللہ عنہا' ام ہشام رضی اللہ عنہا بنت حارثہ' رائطہ بنت حیان رضی اللہ عنہا اور ام سعد بنت سعد ابن ربیع رضی اللہ عنہا بعض حصوں کی حافظہ تھیں' ام سعد رضی اللہ عنہا قرآن مجید کا درس بھی دیتی تھیں۔ (2)

تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص کمال تھا' چنانچہ صحیح مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا معتدبہ حصہ منقول ہے۔

حدیث میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن عموماً اور حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا خصوصاً تمام صحابیات رضی اللہ عنہن سے ممتاز تھیں۔ (3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات ۲۲۱۰ ہیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۳۷۸ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان کے علاوہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا' ام ہانی رضی اللہ عنہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس بھی کثیر الروایہ گزری ہیں۔

فقہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ (4)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا' حفصہ رضی اللہ عنہا' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا' جویریہ رضی اللہ عنہا' میمونہ رضی اللہ عنہا' فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا' ام شریک رضی اللہ عنہا' ام عطیہ رضی اللہ عنہا' اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا' لیلی بنت قانف رضی اللہ عنہا' خولا بنت تویت رضی اللہ عنہا' ام الدرداء رضی اللہ عنہا' عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا' سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا' فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا' زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا' ام ایمن رضی اللہ عنہا' ام یوسف رضی اللہ عنہا' ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے ایک مختصر رسالہ میں جمع کیے جا سکتے ہیں۔

فرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مہارت تھی۔ اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے فرائض کے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے۔ (5)

اسلامی علوم کے علاوہ اور علوم میں بھی صحابیات رضی اللہ عنہن دسترس رکھتی تھیں مثلاً علم اسرار میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پوری واقفیت تھی (6) خطابت میں اسماء بنت سکن رضی اللہ عنہا کا خاص شہرہ تھا (7)

---

(1) فتح الباری: ۹/۵۲' کتاب فضائل القرآن' باب قراء الصحابۃ۔ (2) الاصابۃ: ۸/۲۵۶' رقم ۱۲۹۴۔ اسد الغابۃ: ۵/۸۶۔

(3) طبقات الکبریٰ: ۲/۱۲۶' تحت عنوان عائشہ رضی اللہ عنہا۔ (4) اعلام الموقعین: ۱/۱۲ من المکثرین

(5) طبقات ابن سعد: ۲/۱۲۶' عنوان عائشہ رضی اللہ عنہا۔ (6) زرقانی: ۳/۲۷۲' والاصابۃ: ۴/۲۵۹۔

(7) [illegible] ۳۳۴' رقم ۵۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تعبیر میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا مشہور تھیں۔ 1

طب اور جراحی میں رفیدہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا' ام مطاع رضی اللہ عنہا' ام کبشہ رضی اللہ عنہا' حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا' معاذہ رضی اللہ عنہا' لیلی رضی اللہ عنہا' امیمہ رضی اللہ عنہا' ام زیاد رضی اللہ عنہا' ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا' ام عطیہ رضی اللہ عنہا' ام سلیم رضی اللہ عنہا کو زیادہ مہارت تھی۔ رفیدہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ جس میں جراح خانہ بھی تھا مسجد نبوی کے پاس تھا۔ 2

شاعری میں خنساء رضی اللہ عنہا' سعدی رضی اللہ عنہا' صفیہ رضی اللہ عنہا' عاتکہ رضی اللہ عنہا' امامہ مریدیہ رضی اللہ عنہا' ہند بنت حارث رضی اللہ عنہا' زینب رضی اللہ عنہا بنت عوام' اروی رضی اللہ عنہا' عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا' ہند بنت اثاثہ رضی اللہ عنہا' ام ایمن رضی اللہ عنہا' قتیلہ عبدریہ رضی اللہ عنہا' کبشہ رضی اللہ عنہا بنت رافع' میمونہ بلویہ رضی اللہ عنہا' نعم رضی اللہ عنہا' رقیہ رضی اللہ عنہا زیادہ نامور ہیں۔ خنساء رضی اللہ عنہا کا جواب آج تک عورتوں میں پیدا نہیں ہوا' ان کا دیوان چھپ گیا ہے۔

عملی کارنامے

اس سے مراد صنعت و حرفت ہے' جس میں حیاکت' فلاحت' کتابت' تجارت اور خیاطت وغیرہ داخل ہیں۔ اسد الغابہ اور مسند احمد بن حنبل کی متعدد روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن عموماً کپڑا بنا کرتی تھیں جو ان کو اور ان کی اولاد کو کافی ہوتا تھا۔ 3

کاشتکاری تمام صحابیات رضی اللہ عنہن نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ مدینہ یا دیگر سرسبز مقامات کے باشندوں کے ساتھ مخصوص تھی۔ مدینہ میں عموماً انصار کی عورتیں کاشتکاری کرتی تھیں' مہاجر عورتوں میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مشغلہ تھا۔ 4

لکھنا بہت سی صحابیات رضی اللہ عنہن جانتی تھیں' چنانچہ شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کو اس میں خاص طور پر شہرت حاصل ہے جنہوں نے ایام جاہلیت ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ شفاء رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا' ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا اور کریمہ بنت المقداد رضی اللہ عنہا بھی لکھنا جانتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اگرچہ پڑھنا آتا تھا لیکن لکھنا نہیں آتا تھا۔ 5

صحابیات رضی اللہ عنہن میں بعض عورتیں تجارت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت نہایت وسیع پیمانہ پر شام سے تھی۔ 6 خولا رضی اللہ عنہا' ملیکہ رضی اللہ عنہا' ثقفیہ رضی اللہ عنہا اور بنت مخربہ رضی اللہ عنہا عطر کی تجارت

---

1 الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۸/۲۳۱' رقم ۵۱' کتاب النساء۔

2 ابن سعد: ۸/۲۱۳' تحت اسم کعیبہ۔ الاصابۃ: ۴/۳۹۶' رقم ۹۲۹۔

3 اسد الغابۃ: ۵/۳۹۸' عنوان اسماء بنت یزید۔ مسند احمد: ۵/۱۲۶۔ 4 بخاری: کتاب النکاح' باب المتشبع بما لم ینل' رقم ۵۲۲۴۔ مسند احمد: ۶/۳۴۷۔ 5 فتوح البلدان بلاذری: ص ۱۸۱ القسم الثالث۔

6 الاصابۃ: ۴/۲۸۱' رقم ۳۳۵۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۳۵۔ الطبقات: ۸/۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا کرتی تھیں۔ ❶ سینا عام تھا' چنانچہ فاطمہ بنت شبیہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے حالات سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات میں انصار کی لڑکیاں گیت گا لیتی تھیں' بلکہ کبھی کبھی شادی بیاہ اور خوشی کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اشعار گائے ہیں اور فریعہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے جو حدیث روایت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی تھی۔ مدینہ میں ایک بی بی تھیں جن کا نام ارنب تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو انصار کی بعض شادیوں میں گیت گانے کو بھیجا ہے۔ ارنب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ اصابہ میں آیا ہے۔ ❷

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا لحن کے ساتھ قرآن پڑھتی تھیں اور خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں۔ ❸

ان صنعتوں کے علاوہ بعض صحابیات رضی اللہ عنہن اور کام بھی جانتی تھیں' مثلاً حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طائف کی کھالیں درست کرتی اور ان کو دباغت دیتی تھیں۔ ❹ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی دستکار تھیں۔ ❺

اس تمام تفصیل کے بعد اب ہم کو اس کتاب کے متعلق عرض کرنا ہے۔

انتخاب وترتیب

یہ کتاب صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات میں ہے اور سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم کی آخری جلد ہے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات میں اگرچہ بعض مخصوص کتابیں لکھی گئی ہیں' مثلاً ابن اثیر (المتوفی ۶۳۰ھ) نے تاریخ النساء کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ناپید ہے۔ ❻ اس کے علاوہ اسماء الرجال کی تمام کتابوں میں ان کا خاص طور پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن مندہ (المتوفی ۳۹۵ھ) ابونعیم (المتوفی ۴۰۳ھ) قاضی ابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳ھ) اور ابوموسیٰ اصفہانی (المتوفی ۵۸۱ھ) نے اپنی کتابوں میں ان کے حالات لکھے ہیں۔

قاضی ابن عبدالبر کی کتاب کا نام استیعاب ہے۔ اس میں ۳۹۸ صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات ہیں جن میں مکررات ہیں۔ اصابہ میں لکھا ہے کہ استیعاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قاضی صاحب نے اپنے

---

❶ اسد الغابۃ:۵/۴۳۲_۵۴۸_ ❷ الاصابۃ:۴/۲۲۶' رقم ۲۸_

❸ مسند احمد:۶/۳۰۰_ ترمذی: ابواب فضائل القرآن' باب ماجاء کیف کانت قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم' رقم ۲۹۲۳_ ابوداؤد: کتاب الحروف والقراءات' رقم ۳۹۹۰_ ❹ اسد الغابۃ:۵/۴۴۰_ الاصابۃ:۴/۲۸۶' رقم ۳۵۰_

❺ اسد الغابۃ:۵/۴۶۵_ الاصابۃ:۴/۳۱۴_ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا_

❻ اسد الغابۃ:۵/۴۷۲' تحت حرف السین_

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیال میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا استقصا کرلیا تھا۔حالانکہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر صرف صحابیات رضی اللہ عنہن کو لیا جائے تب بھی یہ خیال غلط ٹھہرتا ہے۔طبقات الصحابہ رضی اللہ عنہم میں جو محمد بن سعد زہری کاتب واقدی کی تصنیف ہے اور تیسری صدی کے اوائل میں لکھی گئی ہے' ۶۲۷ عورتوں کے حالات ہیں جن میں ۹۳ غیر صحابیات ہیں۔ابن سعد نے اپنی کتاب کی آٹھویں جلد مستقل عورتوں کے حالات میں لکھی ہے۔

قاضی صاحب کے بعد علامہ ابن اثیر جزری (المتوفی ۶۳۰ ھ) نے اسد الغابہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جس میں عورتوں کے حالات کا ایک حصہ مخصوص کیا' اس میں ۱۰۲۲ صحابیات رضی اللہ عنہن کے نام ہیں' جن میں مکررات کے علاوہ ۶ ۷ مجہول عورتیں بھی ہیں۔

نویں صدی میں حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ ھ) نے اسماء الرجال پر دو نہایت ضخیم کتابیں لکھیں۔تہذیب التہذیب اور اصابہ فی تمیز الصحابہ' تہذیب کی بارہویں جلد کا ایک حصہ عورتوں کے حالات میں ہے۔جس میں ۳۲۲ عورتوں کے تذکرے ہیں' ان میں مکرر نام بھی آ گئے ہیں' اور تابعیات کے حالات بھی۔البتہ اصابہ کی آٹھویں جلد خاص صحابیات کے حالات میں ہے' جس میں ۱۵۴۵ عورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اس میں مکررات بھی ہیں اور کنیتیں بھی۔اصابہ میں صحابیات رضی اللہ عنہن کی سب سے بڑی تعداد مذکور ہے۔ [1]

تاہم ان تمام کتابوں میں چند خصائص مشترک ہیں (۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسماء الرجال کے مصنفین کا مقصد محض ناموں کا استقصا ہوتا ہے' ان کو اپنے مقصد کے لحاظ سے اس سے بحث نہیں ہوتی کہ جو واقعات ہاتھ آئے ہیں ان سے کوئی مفید تاریخی نتیجہ نکل سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ بحث ان کے فن سے خارج ہے۔(۲) کثرت سے ان کو ایسے نام لکھنے پڑتے ہیں جن کے حالات دوسرے طریقوں سے بالکل معلوم نہیں ہوتے یہ وہ نام ہیں جو بر سبیل تذکرہ کسی حدیث میں آ گئے ہیں۔(۳) بعض جگہ صرف کنیت یا لقب لکھ دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ ان کا کوئی حال ان کو معلوم نہ ہو سکا۔(۴) کہیں بالکل مبہم تذکرہ کرتے ہیں مثلاً امرات (ایک عورت) اور اس کے بعد کوئی واقعہ لکھتے ہیں اس سے زیادہ کا علم ہی نہیں ہوتا۔(۵) عموماً جن عورتوں کے حالات پہلے لکھ جاتے ہیں ان کا کنیتوں اور القاب میں دوبارہ تذکرہ کرتے ہیں' جس سے تکرار پیدا ہوتی ہے۔

ان کے علاوہ ایک اور مشکل یہ ہے کہ ان تمام کتابوں میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں ہے۔تہذیب میں تو تابعیات تک کے حالات ہیں۔البتہ طبقات ابن سعد اس نکتہ چینی میں شامل نہیں ہے۔

[1] یہ تعداد تخمینی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ پہلے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں، پھوپھیوں، ان کی لڑکیوں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے تراجم ہیں' پھر قریش اور عام مہاجرات رضی اللہ عنہن کا تذکرہ ہے اس کے بعد انصاریات رضی اللہ عنہن کے حالات ہیں جن میں ہر خاندان کا ذکر جدا جدا ہے۔ آخر میں ان عورتوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے بجائے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن وغیرہ سے روایت کی ہے اور یہ حصہ صحابیات رضی اللہ عنہن سے بالکل الگ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے استقصا اور ان کی سیرتوں کی ترتیب کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں فن سیرت نگاری نے جو ترقی کی ہے اس کے لحاظ سے یہ تمام کتابیں ناکافی تھیں۔ نیز مسلمانوں کا موجودہ تنزل ان کی کتابوں کو نئے آب و رنگ سے پیش کرنے کا داعی تھا اس بنا پر ہم نے کتب اسماء الرجال کے ساتھ صحاح ستہ اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ کا مطالعہ کرکے مفید معلومات کا اضافہ کیا اور بالکل جدید انداز سے صحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرتیں مرتب کیں۔

اسماء الرجال کی کتابوں میں مناقب پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ ہم نے ان کے بجائے مذہبی' سیاسی، علمی اور اخلاقی کارناموں پر زیادہ توجہ کی اور ان کو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا۔ کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جو ایک مردہ قوم کے قالب میں جان ڈال سکتی ہیں۔ یہ وہ خیال تھا جس نے خود بخود صحابیات رضی اللہ عنہن کی تعداد کو گھٹا دیا جس سے ہمارا دائرہ انتخاب بھی بہت محدود ہوگیا۔

اس کتاب میں ۴۵ صحابیات رضی اللہ عنہن کی سوانح عمریاں ہیں جو شرائط مذکورہ کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ اور اس بنا پر یہ کتاب فن اسماء الرجال میں داخل ہونے کی بجائے صحابیات رضی اللہ عنہن کی تاریخ بن گئی ہے جس میں ان کے محاسن کمال کا ایک ایک خال وخط نظر آتا ہے۔

واقعات کے انتخاب میں خاص احتیاط مدنظر رکھی گئی ہے اور ان کو روایت ودرایت کی کسوٹی پر جانچ لیا گیا ہے۔ اسی بنا پر بہت سے واقعات جو عام کتابوں میں متداول ہیں، اس کتاب میں نہیں ملیں گے۔

(اس میں ناظرین کو صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات میں بعض ایسی روایتیں ملیں گی جو مسائل فقہیہ کے معارض ہیں۔ اس لئے یہ بات واضح رہنا چاہیے کہ یہ کتاب تذکرہ وتراجم کی ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس پاکیزہ جماعت کی زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے آجائے۔ مسائل فقہیہ کی تشریح اور روایات مختلفہ کی تطبیق وترجیح اس کا موضوع نہیں ہے۔ اس لئے اختلافی مسائل فقہیہ میں اس کتاب کو اپنے عمل کے لئے سند بنانا صحیح نہ ہوگا۔

ناظرین کی سہولت کے لئے اس قسم کی مندرجہ روایات پر نوٹ دے دیئے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان تمام باتوں کے ساتھ ممکن بلکہ اغلب ہے کہ مجھ سے تحریر میں کچھ فروگزاشتیں ہوگئی ہوں۔ لیکن انسان اس سے زیادہ اور کیا کرسکتا ہے۔

وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط﴾ ❶

سعید انصاری
دار المصنفین اعظم گڑھ
۵ محرم ۱۳۴۰ھ

❶ [۲/البقرة:۲۸۶]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ طبع ثانی

دار المصنفین نے سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم کا جو سلسلہ لکھا اور شائع کیا تھا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مسلمانوں میں اس کو مقبولیت بخشی اور بہت سے سعادت مندوں کو اس سے علمی و عملی فائدے پہنچائے۔ اس سے امید ہے کہ اس سلسلہ کے لکھنے والوں کو ان شاء اللہ تعالیٰ اجر آخرت بھی ملے گا۔ اس سلسلہ کو دار المصنفین کے حسب ذیل رفقا نے لکھ کر پورا کیا ہے۔

① مولانا عبد السلام صاحب ندوی۔

② مولانا حاجی معین الدین صاحب ندوی مرحوم سابق صدر مدرس مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ۔

③ مولانا شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی۔

④ مولانا سعید انصاری صاحب۔

یہ سیر الصحابیات رضی اللہ عنہن آخر الذکر رفیق کے قلم سے نکلی ہے اور یہ پہلی دفعہ آج سے تیئس برس پہلے ۱۳۴۱ھ میں چھپی تھی اور اب وہ دوبارہ شائع کی جا رہی ہے۔ اس دوسرے ایڈیشن پر ہمارے ایک اور رفیق مولانا محمد اویس صاحب نگرامی ندوی نے نظر ثانی کی ہے۔ حوالوں کی تصحیح، بعض غلطیوں کی اصلاح اور بعض مطالب میں مناسب ترمیم بھی انہوں نے کی ہے، جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب اس کے بعد اپنی افادیت میں پہلے سے بہتر اور ان شاء اللہ مؤلف اور مصحح دونوں کے لئے خیر جاری ثابت ہوگی۔

مسلمان عورتیں زمانہ کے نئے حالات سے بدل رہی ہیں۔ ان کے سامنے سعادت مند خواتین کا کوئی اسوہ موجود نہیں اس لئے ان کا راہ سے ہٹنا دور از عقل نہیں، لیکن اگر ہماری بہنیں اور بیٹیاں اس کتاب کو اپنی زندگی کا نمونہ بنائیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ دینداری، خدا ترسی، پاکیزگی، عفت اور اصلاح و تقویٰ کے ساتھ وہ دنیا کو کیونکر نباہ سکتی ہیں اور دنیا اور آخرت دونوں کی نیکیوں کو اپنے آنچل میں کیسے سمیٹ سکتی ہیں۔

والسلام
سید سلیمان ندوی
ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ
۴ شعبان ۱۳۶۳ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا [1]

نام و نسب

خدیجہ نام' ام ہند کنیت' طاہرہ لقب' سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنے قبیلہ میں نہایت معزز شخص تھے۔ مکہ آ کر اقامت کی' عبدالدار ابن قصی کے جوان کے ابن عم تھے حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے عام الفیل سے ۱۵ سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ [2]

سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر طاہرہ [3] کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

نکاح

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لئے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے منتخب کیا لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن نباش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔ [4]

ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں۔

اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی' جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لئے نکلے اور مارے گئے۔ [5] یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ [6]

تجارت

باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سخت دقت واقع ہوئی ذریعہ معاش تجارت تھی جس کا کوئی نگران نہ تھا۔ تاہم اپنے اعزہ کو معاوضہ دے کر مال تجارت بھیجتی تھیں۔ ایک مرتبہ مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جا کر ملنا چاہیے

---

[1] طبقات ابن سعد: ۸/ ۷۔ ۱۱۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۸۱، رقم ۳۳۴۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۰۹، رقم ۱۶۔
[2] الاصابۃ: ۴/ ۲۸۱، رقم ۳۳۴۔ الطبقات: ۸/ ۱۰۔ [3] الاصابۃ: ۴/ ۲۸۱، رقم ۳۳۴۔
[4] ابن سعد: ۸/ ۸۔ السیر: ۲/ ۱۱۱، رقم ۱۶۔ [5] الطبقات لابن سعد: ۸/ ۹ یوم فجار میں۔ [6] ابن سعد: ۸/ ۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا مال شام جائے گا۔ بہتر ہوتا کہ تم بھی ساتھ جاتے میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں خود تمہارے لئے سرمایہ مہیا کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کی شہرت ''امین'' کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپ ﷺ کے حسن معاملت' راست بازی' صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کا عام چرچا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً پیغام بھیجا کہ ''آپ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں۔ جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا مضاعف دوں گی۔'' آنحضرت ﷺ نے قبول فرمالیا اور مال تجارت لے کر میسرہ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام) کے ہمراہ بصریٰ تشریف لے گئے۔ اس سال کا نفع سالہائے گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا۔ 1

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے عقد میں آتی ہیں

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دولت وثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ اور ہر شخص ان سے نکاح کا خواہاں تھا۔ لیکن کارکنان قضا وقدر کی نگاہ انتخاب کسی اور پر پڑ چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ مال تجارت لے کر شام سے واپس آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کا پیغام بھیجا۔ نفیسہ بنت منیہ (یعلی بن امیہ کی ہمشیرہ) اس خدمت پر مقرر ہوئی۔ آپ ﷺ نے منظور فرمایا۔ 2 اور شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اگرچہ وفات پا چکے تھے تاہم ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے۔ عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کر سکتی تھیں۔ اسی بنا پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے چچا کے ہوتے ہوئے بھی خود براہ راست تمام مراتب طے کئے۔

تاریخ معین پر ابو طالب اور تمام رؤسائے خاندان جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا تھا۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ سو طلائی درہم مہر قرار پایا اور خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت ہو کر ام المؤمنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ پچیس سال کے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس کی تھی۔ یہ بعثت سے پندرہ سال قبل کا واقعہ ہے۔ 3

---

1 الاصابۃ: ۲۸۲/۴' رقم ۳۳۴۔ اسد الغابۃ: ۴۳۴/۵۔ زرقانی: ۲۳۰/۱۔

2 الاصابۃ: ۲۸۲/۴، رقم ۳۳۴۔ 3 طبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱۰/۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اسلام

پندرہ برس کے بعد جب آنحضرت ﷺ پیغمبر ہوئے اور فرائض نبوت کو ادا کرنا چاہا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ پیغام سنایا وہ سننے سے پہلے مؤمن تھیں، کیونکہ ان سے زیادہ آپ ﷺ کے صدق دعویٰ کا کوئی شخص فیصلہ نہیں کرسکتا تھا۔ صحیح بخاری باب بدء الوحی میں یہ قصہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

((عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَابُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَايَرىٰ رُؤْيَا اِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ. ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْبِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ. وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَ هُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَ هُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَءْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَااَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَااَنَا بِقَارِئٍ فَقَالَ فَاَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ.﴾ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ مَايُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَداً اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى ابْنَ عَمِّ خَدِيْجَةَ وَكَانَ امْرَاءً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخاً كَبِيْراً قَدْعَمِيَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنَ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَاابْنَ اَخِيْ مَاذَاتَرىٰ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَارَاٰی فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ هٰذَاالنَّامُوْسُ الَّذِیْ نَزَّلَ اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی مُوْسٰی یَالَیْتَنِی فِیْھَا جَذَعٌ لَیْتَنِی اَکُوْنُ حَیًّااِذْ یُخْرِجُکَ قَوْمُکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِیَّ ھُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ یَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَاجِئْتَ بِہٖ اِلَّاعُوْدِیَ وَاِنْ یُدْرِکْنِی یَوْمُکَ اَنْصُرْکَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَۃُ اَنْ تُوُفِّیَ وَفَتَرَالْوَحْیُ.)) [1]

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدار ویائے صادقہ سے ہوئی۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے تھے سپیدہ صبح کی طرح نمودار ہوجاتا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلوت گزین ہوگئے۔ چنانچہ کھانے پینے کا سامان لیکر غار حرا تشریف لے جاتے اور وہاں تحنث یعنی عبادت کرتے تھے۔ جب سامان ختم ہوجاتا تو پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور پھر واپس جا کر مراقبہ میں مصروف ہوتے یہاں تک کہ ایک دن فرشتۂ غیب نظر آیا کہ آپ سے کہہ رہا ہے پڑھ' آپ نے فرمایا میں پڑھا لکھا نہیں' اس نے زور سے دبایا' پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے پھر کہا کہ میں پڑھا لکھا نہیں پھر اس نے دوبارہ زور سے دبایا اور چھوڑ دیا اور کہا پڑھ' پھر میں نے کہا میں پڑھا لکھا نہیں اسی طرح تیسری دفعہ دبا کر کہا پڑھ اس اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو جلال الٰہی سے لبریز تھے' آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھ کو کپڑا اڑھاؤ' مجھ کو کپڑا اڑھاؤ' لوگوں نے کپڑا اڑھایا تو ہیبت کم ہوئی پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا ''مجھ کو ڈر ہے'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ متردد نہ ہوں اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا' کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں' مہمان نوازی اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔ پھر وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہباً نصرانی تھے' عبرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے' اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے' خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے بھتیجے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں سنو' بولے ابن الاخ تم نے کیا دیکھا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔ کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو

[1] بخاری: کتاب بدء الوحی' باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ' رقم ۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہاری وزنی مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وحی کچھ دنوں کے لئے رک گئی۔"
اس وقت تک نماز پنجگانہ فرض نہ تھیں آنحضرت ﷺ نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں' ابن سعد کہتے ہیں۔ 1

((مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَخَدِيْجَةُ يُصَلِّيَانِ سِرًّا مَاشَاءَ اللّٰهُ))

"آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھا کرتے تھے۔"

عفیف کندی سامان خریدنے کے لئے مکہ آئے' اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں فروکش ہوئے' صبح کے وقت ایک دن کعبہ کی طرف نظر تھی' دیکھا کہ ایک نوجوان آیا' اور آسمان کی طرف دیکھ کر قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف آ کر کھڑا ہوا' پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی' نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے تو عفیف نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں' پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ یہ میرا بھتیجا محمد ہے' یہ دوسرا بھتیجا علی ہے' اور یہ محمد ﷺ کی بیوی (خدیجہ رضی اللہ عنہا) ہے' میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اس کا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے' اس کے حکم سے کرتا ہے' دنیا میں جہاں تک مجھ کو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہیں۔ 2

عقیلی اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں' درایت کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی نہیں' روایت کی حیثیت سے اس کے ثبوت کے متعدد طرق میں محدث ابن سعد نے اس کو نقل کیا ہے۔ بغوی' ابو یعلی اور نسائی نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے۔ حاکم' ابن خثیمہ' ابن مندہ اور صاحب غیلانیات نے اسے مقبول مانا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں' آنحضرت ﷺ کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے' اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ آغاز نبوت میں جب آنحضرت ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "مجھ کو ڈر ہے" تو انہوں نے کہا "آپ متردد نہ ہوں' اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا" دعوت اسلام کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی اور تشفی

1 طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۰۔ 2 طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دی۔ استیعاب میں ہے۔ ❶

((فَكَانَ لَا يَسْمَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَيْئًا يَكْرَهُ مِنْ رَدٍّ عَلَيْهِ وَتَكْذِيبٍ لَهُ إِلَّا فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَا تُثَبِّتُهُ وَتُصَدِّقُهُ وَتُخَفِّفُ عَنْهُ وَتُهَوِّنُ عَلَيْهِ مَا يَلْقَى مِنْ قَوْمِهِ.))

''آنحضرت ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر دور ہو جاتا تھا' کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔'' ❷

۷ نبوی میں جب قریش نے اسلام کے تباہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا جائے' چنانچہ ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابو طالب میں پناہ گزیں ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں سیرت ابن ہشام میں ہے۔ ❸

(وَهِيَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فِي الشِّعْبِ)

''اور وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ شعب ابو طالب میں تھیں''

تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کی یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا' تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے' راہ میں ابوجہل نے دیکھ لیا اور چھین لینا چاہا' اتفاق سے ابوالبختری کہیں سے آگیا' وہ اگرچہ کافر تھا' لیکن اس کو رحم آیا' ابوجہل سے کہا ایک شخص اپنی پھوپھی کو کھانے کے لئے کچھ بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے۔ ❹

وفات

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد ۲۵ برس تک زندہ رہیں اور ۱۱ رمضان ۱۰ نبوی (ہجرت سے تین سال قبل) انتقال کیا۔ ❺ اس وقت ان کی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ تھی' چونکہ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کردی گئی۔

❶ سیرت ابن ہشام: ۱/ ۲۳۹۔ ❷ الاصابۃ: ۴/ ۲۸۱، رقم ۳۳۴۔ ابن ہشام: ۱/ ۲۴۰۔ ❸ ایضاً۔
❹ زرقانی: ۱/ ۳۲۷۔ ❺ الاصابۃ: ۴/ ۲۸۳، رقم ۳۳۴۔ طبقات: ۸/ ۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر حجون میں ہے۔ ❶ اور زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تاریخ اسلام میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ یہی وہ زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے اور خود آنحضرت ﷺ اس سال کو عام الحزن (سالِ غم) فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہیں رہ گیا اور اب وہ نہایت بے رحمی اور بیباکی سے آنحضرت ﷺ کو ستاتے تھے' اسی زمانہ میں آپ ﷺ مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے تھے۔

اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہت سی اولاد ہوئی' ابوہالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے' دو لڑکے پیدا ہوئے' جن کے نام ہالہ اور ہند تھے۔ دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی' اس کا نام بھی ہند تھا۔ آنحضرت ﷺ سے چھ اولادیں ہوئیں' دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ ❷

(۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ' آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے لڑکے تھے' ان ہی کے نام پر آپ ﷺ ابوالقاسم کنیت کرتے تھے۔ صغرسنی میں مکہ میں انتقال کیا' اس وقت پیروں چلنے لگے تھے۔ (۲) حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ (۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بہت کم عمر پائی' چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے اس لئے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (۴) حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہا ۵) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (۶) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ان سب میں ایک ایک سال کا فرق تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا تھا یعنی صاحب ثروت تھیں' اس لئے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا' وہ ان کو کھلاتی اور دودھ پلاتی تھیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بعض خاص خصوصیتیں حاصل ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کی پہلی بیوی ہیں' جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کی تھی لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد انہی سے پیدا ہوئی۔

---

❶ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۴/۲۸۳، رقم ۳۳۴۔

❷ اسد الغابۃ: ۸/۴۳۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضائل ومناقب

ام المومنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وفضیلت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اٹھی۔ کوہ حرا' وادی عرفات' جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر ایک پیکر تصویر بنا ہوا تھا' لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کر رہی تھی' یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی' جو اس ظلمت کدہ کفر وضلالت میں انوار الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ مقدس خاتون ہیں جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی ترک کر دی تھی' چنانچہ مسند ابن حنبل میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "باللہ تعالیٰ میں کبھی لات وعزیٰ کی پرستش نہ کروں گا" انہوں نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجئے' عزیٰ کو جانے دیجئے' یعنی ان کا ذکر بھی نہ کیجئے۔ ❶ آنحضرت ﷺ نے جب نبوت کی صدا بلند کی تو سب سے پہلے انہوں نے ہی اس پر لبیک کہا۔ آنحضرت ﷺ اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت نبوی ﷺ کے ایک ایک صفحہ سے نمایاں ہے۔ ابن ہشام میں ہے۔

(وَكَانَتْ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ عَلَى الْإِسْلَامِ.) ❷

"وہ اسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ کی سچی مشیر کار تھیں"

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس تمول اور اس دولت وثروت کے جو ان کو حاصل تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت خود کرتی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا برتن میں کچھ لا رہی ہیں' آپ ﷺ ان کو اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پہنچا دیجئے۔ ❸

آنحضرت ﷺ کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی' لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کیا اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کے بجائے شہنشاہ رسالت ﷺ کے غلام تھے۔

آنحضرت ﷺ کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی' آپ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی' ان کی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا

❶ مسند احمد: ۴/۲۲۲۔ ❷ اسد الغابۃ: ۵/۴۳۹۔ ❸ بخاری: کتاب التوحید' باب قولہ تعالیٰ: ﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾ رقم ۷۴۹۷۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ' باب من فضائل خدیجہ' رقم ۶۲۷۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گو میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا' لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا' جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو رنجیدہ کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کی محبت دی ہے۔'' ❶

ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں اور استیذان کے قاعدے سے اندر آنے کی اجازت مانگی' ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں اور آپ جھجک اٹھے اور فرمایا کہ ''ہالہ ہونگی'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں ان کو نہایت رشک ہوا' بولیں کہ آپ کیا ایک بڑھیا کی یاد کیا کرتے ہیں جو مر چکیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے اچھی بیویاں آپ کو دیں۔ صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے لیکن استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں' جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی اور میری اولاد ان سے ہوئی'' ❷

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے۔

((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ))

((وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ)) ❸

''عالم میں افضل ترین عورت مریم علیہا السلام اور خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔''

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خدیجہ رضی اللہ عنہا آئیں تو فرمایا:

((بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ)) ❹

''ان کو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور و غل اور محنت و مشقت نہ ہوگی۔

---

❶ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ' باب من فضائل خدیجہ' رقم ۶۲۸۲۔

❷ سیرۃ النبی: مجلد دوم طبع دوم' ص ۴۰۱۔

❸ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ' باب من فضائل خدیجہ ام المومنین' رقم ۶۲۷۱۔

❹ بخاری: کتاب العمرۃ' باب متی یحل المعتمر' رقم ۱۷۹۲، مسلم: کتاب فضائل الصحابہ' باب من فضائل خدیجہ' رقم ۶۲۷۳۔ ترمذی: کتاب المناقب' باب فضل خدیجہ' رقم ۳۸۷۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

2

امّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

سودہ نام تھا' قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں' جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا' سلسلہ نسب یہ ہے۔
سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی' ماں کا نام شموس تھا۔ یہ مدینہ کے خاندان بنونجار سے تھیں ان کا پورا نام ونسب یہ ہے۔ شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

نکاح

سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ سے جوان کے والد کے ابن عم تھے شادی ہوئی۔

قبول اسلام

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں' ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے اس بنا پر ان کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے لیکن جب مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لئے آمادہ ہوئی تو اس میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل ہو گئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں اور سکران رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں۔
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت پریشان وغمگین تھے یہ حالت دیکھ کر خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم (عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت

[1] الاصابۃ:۴/ ۳۳۸، رقم ۶۰۲۔ زرقانی:۳/ ۲۵۹۔ الطبقات:۸/ ۳۵۔ اسد الغابۃ:۵/ ۳۸۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں' گھر بار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا' آپ کے ایما سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا اَنْعِمْ صَبَاحًا' پھر نکاح کا پیغام سنایا' انہوں نے کہا ہاں محمد (ﷺ) شریف کفو ہیں' لیکن سودہ رضی اللہ عنہا سے بھی تو دریافت کرو۔ غرض سب مراتب طے ہو گئے تو آنحضرت ﷺ خود تشریف لے گئے اور سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے نکاح پڑھایا' چار سو درہم حق مہر قرار پایا' نکاح کے بعد عبداللہ بن زمعہ (حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے آئے اور ان کو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہو گیا' چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت و نادانی پر ہمیشہ ان کو افسوس آتا تھا۔ [1]

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رمضان ۱۰ نبوی میں ہوا اور چونکہ ان کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے اس لئے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا کو تقدم ہے اور عبداللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقدم سمجھتے ہیں۔ [2]

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا' ان سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوگا چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا۔ [3]

عام حالات

نبوت کے تیرہویں سال جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو لے کر آئیں' چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ آئیں ۱۰ ہجری میں جب آنحضرت ﷺ نے حج کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں' چونکہ وہ بلند و بالا اور فربہ اندام تھیں اور اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اجازت دی کہ اور لوگوں کے مزدلفہ سے روانہ ہونے کے قبل ان کو چلا جانا چاہیے۔ کیونکہ ان کو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی۔ [4]

وفات

---

[1] زرقانی: ۳/ ۲۶۱۔ مسند احمد: ۶/ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۳۸، رقم ۶۰۶۔

[2] زرقانی: ۳/ ۲۶۰۔ اسد الغابۃ: ۸/ ۲۸۴۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۳۸، رقم ۶۰۶۔

[3] زرقانی: ۳/ ۲۶۰۔ الطبقات: ۸/ ۳۸۔ ۳۹۔

[4] بخاری: کتاب الحج' باب من قدم ضعفۃ اھلہ باللیل فیقفون بالمزدلفۃ ویدعون ویقدم اذا زاغ القمر رقم ۱۶۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں' انھوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے سب سے پہلے کون مرے گا' فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب سے بڑا ہے' لوگوں نے ظاہری معنی سمجھے ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ 1 لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصود سخاوت اور فیاضی تھی۔ بہر حال واقدی نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا سال وفات ۵۴ ہجری بتایا ہے۔ 2 لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ 3

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۳ ہجری میں وفات پائی ہے اس لئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا سال ۲۲ ہجری ہوگا خمیس میں یہی روایت ہے اور یہ ہی سب سے زیادہ صحیح ہے۔ 4 اور اس کو امام بخاری' ذہبی' جزری' ابن عبدالبر اور خزرجی نے اختیار کیا ہے۔

اولاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی' پہلے شوہر (حضرت سکران رضی اللہ عنہ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا' جس کا نام عبدالرحمٰن تھا انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔ 5

حلیہ

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کوئی بلند و بالا نہ تھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جس نے ان کو دیکھ لیا اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔ 6 زرقانی میں ہے کہ ان کا ڈیل لمبا تھا۔ 7

فضل وکمال

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے صرف پانچ احادیث مروی ہیں' جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے۔

اخلاق

---

1 الطبقات: ۸/۳۷۔ 2 الطبقات: ۸/۳۷۔ زرقانی: ۳/۲۶۳۔ الاصابۃ: ۴/۳۳۹، رقم ۶۰۶۔
3 اسد الغابۃ: ۵/۴۸۵۔ 4 زرقانی: ۳/۲۶۳۔
5 زرقانی: ۳/۲۶۰۔ فی حالات سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔
6 بخاری: کتاب التفسیر' باب قول اللہ: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ رقم ۴۷۹۵۔ 7 زرقانی: ۳/۲۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(مَا مِنَ النَّاسِ امْرَءَ ةٌ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ.) 1

''سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔''

اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ممتاز تھیں۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ''میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔'' 2 چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے نہ نکلیں، فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ 3

سخاوت اور فیاضی بھی ان کا ایک نمایاں وصف تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، لانے والے سے پوچھا اس میں کیا ہے؟ بولا درہم، بولیں کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں، یہ کہہ کر اسی وقت سب کو تقسیم کر دیا۔ 4 وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔ 5 ایثار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں، وہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے پیچھے نکاح میں آئی تھیں لیکن چونکہ ان کا سن بہت زیادہ تھا اس لئے جب بوڑھی ہو گئیں تو ان کو سوء ظن ہوا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے دیں اور شرف صحبت سے محروم ہو جائیں اس بنا پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی۔ 6

مزاج تیز تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بے حد معترف تھیں۔ لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں، ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے صحرا کو جا رہی تھیں راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا قد نمایاں تھا انہوں نے پہچان لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا گھر سے باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر

---

1 الاصابۃ: ۴/ ۳۳۸، رقم ۷۰۶۔ الطبقات: ۸/ ۳۷۔ ترجمہ سودہ رضی اللہ عنہا۔

2 ابوداؤد: کتاب المناسک، باب فرض الحج، رقم ۱۷۲۲۔ مسند احمد: ۶/ ۳۲۴۔

3 الطبقات: ۸/ ۳۷۔ الزرقانی: ۳/ ۲۶۱۔ 4 الطبقات: ۸/ ۳۸ ترجمہ سودہ رضی اللہ عنہا۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۳۹۔

5 اسد الغابۃ: ۵/ ۴۴۰۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۸۶۔

6 بخاری: کتاب النکاح، باب المرأۃ تھب یومھا من زوجھا لضرتھا وکیف یقسم ذالک، رقم ۵۲۱۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چکے تھے اس لئے بولے سودہ رضی اللہ عنہا تم کو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو سخت ناگوار ہوا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ 1

بایں ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ہنس پڑتے تھے ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی' آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہو گیا' اس لئے میں دیر تک ناک پکڑے رہی آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے۔ 2

دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ رہی تھیں دونوں نے مذاق کے لہجہ میں کہا' تم نے کچھ سنا؟ بولیں' کیا؟ کہا دجال نے خروج کیا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر گھبرا گئیں' ایک خیمہ جس میں کچھ آدمی آگ سلگا رہے تھے' قریب تھا فوراً اس کے اندر داخل ہو گئیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہنستی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی' آپ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے۔ یہ سن کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا باہر آئیں تو مکڑی کا جالا بدن میں لگا ہوا تھا اس کو باہر آ کر صاف کیا۔ 3

میرے نزدیک یہ روایت مشکوک اور سنداً ضعیف ہے۔

www.KitaboSunnat.com

---

1 بخاری: کتاب الوضوء' باب خروج النساء الی البراز' رقم ۱۴۵۔
2 الاصابۃ: ۳۳۹/۴' رقم ۶۰۶۔ الطبقات: ۳۷/۸۔
3 الاصابۃ: ۲۸۶/۴' رقم ۳۵۰' تحت اسم خلیسہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب

نام عائشہ، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب اور کنیت ام رومان تھی اور وہ قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے چار برس بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا، جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پرتوفگن ہوئیں۔ اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں سے ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں سنی۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا وائل کی کنیت ابوالقعیس تھی۔ وائل کے بھائی افلح، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کبھی کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں۔ ❷ رضاعی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا۔ ❸

نکاح

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں۔ لیکن جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ام رومان سے کہا اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا،

---

❶ بخاری: کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی والصحابۃ الی المدینۃ، رقم ۳۹۰۵۔ مسند احمد: ۶/ ۱۹۸۔

❷ بخاری: کتاب النکاح، باب لبن الفحل، رقم ۵۱۰۳۔ مسلم: کتاب الرضاع، باب تحریم الرضاعۃ من ماء الفحل، رقم ۳۵۷۱۔ نسائی: کتاب النکاح، باب لبن الفحل، رقم ۳۳۱۵۔

❸ مسلم: کتاب الرضاع، باب انما الرضاعۃ من المجاعۃ، رقم ۳۶۰۶۔ بخاری: کتاب النکاح، باب من قال لا رضاع بعد حولین، رقم ۵۱۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی کہ میں جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ لیکن مطعم نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے گھر میں گئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آ جائے گا۔ بہر حال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خولا کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا اور پانچ سو درہم حق مہر مقرر ہوا۔ یہ ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھ برس کی تھیں۔

یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا۔ عطیہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر نکاح پڑھا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ "جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔" ❶

نکاح کے بعد مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ۳ سال تک رہا۔ ۱۳ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے اور اہل و عیال کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ آئے تھے۔ جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو بھیجا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا اسماء رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے آئیں۔ مدینہ میں آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سخت بخار میں مبتلا ہوئیں اور بیماری کی شدت سے سر کے بال جھڑ گئے۔ ❷ صحت ہوئی تو ام رومان کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۹ سال تھی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومان نے آواز دی' ان کو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی۔ ماں کے پاس آئیں انہوں نے منہ دھویا بال درست کئے گھر میں لے گئیں۔ انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں۔ یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارک باد دی۔ تھوڑی دیر کے بعد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ❸ شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے عرب کے بعض بیہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی۔ (۱)

عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے' اسی بنا پر جب خولا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ظاہر کیا' تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ "کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے" لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اَنْتَ اَخٌ فِي الْاِسْلَامِ)) تم تو

❶ طبقات الکبریٰ: ۸/۳۹ فی ترجمۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ بخاری: کتاب المناقب' باب تزویج النبی عائشۃ وقدومھا المدینۃ رقم ۳۸۹۴۔ ❷ بخاری: کتاب مناقب الانصار' رقم ۳۸۹۴۔

❸ بخاری: کتاب مناقب الانصار' باب تزویج النبی عائشۃ رضی اللہ عنہا' رقم ۳۸۹۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف مذہبی بھائی ہو۔(۲) اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے' زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

عام حالات

غزوات میں سے صرف غزوہ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہ ''میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔'' [1]

غزوہ مصطلق میں جو کہ ۵ ہجری کا واقعہ ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ واپسی میں ان کا ہار کہیں گر گیا پورے قافلہ کو اترنا پڑا۔ نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اے آل ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم لوگوں کے لئے سرمایہ برکت ہو''۔

اسی لڑائی میں واقعہ افک پیش آیا۔ یعنی منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ لیکن جس واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ سننے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ ''بالکل افترا ہے۔''

اس کو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

۹ ہجری میں تحریم اور ایلاء و تخییر کا واقعہ پیش آیا اور واقعہ تحریم کی تفصیل حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئے گی۔ البتہ واقعہ ایلاء کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی آئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن گو شرف صحبت کی برکت سے تمام ابنائے جنس سے ممتاز ہوگئی تھیں تاہم بشریت بالکل معدوم نہیں ہوسکتی تھی' خصوصاً وہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات اسلام کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے اور غنیمت کا سرمایہ اس قدر پہنچ گیا ہے کہ اس کا ادنیٰ حصہ بھی ان کی راحت و آرام کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ ان واقعات کا اقتضا تھا کہ ان کے صبر و قناعت کا جام لبریز ہوجاتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے دیکھا کہ بیچ میں

---

[1] بخاری: کتاب الجہاد، باب غزو النساء وقتالھن مع الرجال، رقم ۲۸۸۰۔ مسلم: کتاب الجہاد، باب غزو النساء مع الرجال، رقم ۔۔۔۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ ہیں ادھر ادھر بیویاں بیٹھی ہیں اور توسیع نفقہ کا تقاضا ہے۔ دونوں اپنی صاحبزادیوں کی تنبیہ پر آمادہ ہو گئے لیکن انہوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ آنحضرت ﷺ کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں۔ آنحضرت ﷺ کے سکون خاطر میں یہ چیز اس قدر خلل انداز ہوئی کہ آپ ﷺ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نہ ملیں گے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں آپ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق (پنڈلی) مبارک پر زخم آیا۔ آپ نے بالا خانے پر تنہا نشینی اختیار کی۔ واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے خیال کیا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دیدی۔ لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ازواج کو طلاق دیدی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ اکبر پکار اٹھے۔

جب ایلاء کی مدت یعنی ایک مہینہ گزر چکا تو آپ ﷺ بالا خانہ سے اتر آئے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ وہ ایک ایک دن گنتی تھیں۔ بولیں ''یا رسول اللہ (ﷺ) آپ ﷺ نے ایک مہینہ کے لئے عہد فرمایا تھا ابھی تو انتیس ہی دن ہوئے ہیں ارشاد ہوا ''مہینہ کبھی انتیس کا بھی ہوتا ہے۔''

اس کے بعد آیت تخییر نازل ہوئی اس آیت کی رو سے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو مطلع فرمادیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں' دنیا اور آخرت' اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو رخصتی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور رسول اور ابدی راحت کی طلب گار ہو تو اللہ تعالیٰ نے نکوکاروں کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تمام معاملات میں پیش پیش تھیں' آپ ﷺ نے ان کو ارشاد الٰہی سے مطلع فرمایا۔ انہوں نے کہا ''میں سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور رسول کو لیتی ہوں۔'' دوسری تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی یہی جواب دیا۔ [1]

ربیع الاول ۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ ۱۳ دن علیل رہے جن میں ۸ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں اقامت فرمائی۔ خلق عمیم کی بنا پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے صاف طور پر اجازت طلب نہیں کی' بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر رہوں گا؟ دوسرا دن (دوشنبہ)

---

[1] بخاری: کتاب الطلاق' باب من خیر نسائه' رقم ۵۲۶۲۔ ابوداود: کتاب الطلاق' باب فی الخیار' رقم ۲۲۰۳۔ مسند احمد: ۱۷۱/۶۔ مسلم: کتاب الطلاق' باب بیان ان تخییر امراته لایکون طلاقاً الا بالنیة' رقم ۳۶۸۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمانے کا تھا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے مرضی اقدس سمجھ کر عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ ضعف اس قدر زیادہ ہوگیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں بازو تھام کر بہ مشکل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لائے۔

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات کو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں۔ دریافت فرمایا کہ "عائشہ (رضی اللہ عنہا)! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ سے بدگمان ہو کر ملے گا۔ جاؤ ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دو۔" [1]

جس دن وفات ہوئی (یعنی دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا آپ پر غشی طاری ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے۔

﴿مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ﴾ اور کبھی یہ فرماتے ((اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی))

وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الٰہی مطلوب ہے۔ [2]

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فخریہ کہا کرتی تھیں کہ "تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ میں لگایا۔"

اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتاً بدن کا بوجھ معلوم ہوا، دیکھا تو آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئیں تھیں اور روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم عالم قدس میں پرواز کر گئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو

---

[1] الطبقات: ۲/ ۳۲۔ ذکر دنانیر التی قسمها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[2] الطبقات: ۲/ ۲۷ ذکر تخییر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القسم الاول۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ کا مدفن بننا نصیب ہوا۔ اور جسد مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپرد خاک کی گئی۔ چونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی اس لئے آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۴۸ سال بیوگی کی حالت میں بسر کئے۔ اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد وحید قرآن وحدیث کی تعلیم تھا جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جس قدر دلجوئی کی وہ خود اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں "ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے۔" ❶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے دس دس ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا' لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وظیفہ بارہ ہزار تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ ❷

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے جا کر ان کو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوت اصلاح کے لئے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ پیش آئی' جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ جمل اونٹ کو کہتے ہیں چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی' اس لئے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہوگئی۔ یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آ گئی تھی تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا ہمیشہ افسوس رہا۔

بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ "مجھے روضۂ نبوی ﷺ میں آپ کے ساتھ دفن نہ کرنا' بلکہ بقیع میں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ دفن کرنا' کیونکہ میں نے آپ کے بعد ایک جرم کیا ہے۔" ❸ ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ "اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھو"۔ تو اس قدر روتی تھیں کہ آنچل تر ہو جاتا تھا۔ ❹

---

❶ مستدرک الحاکم: ۴/۹، رقم ۶۷۲۵/۲۳۲۳۔ ❷ المستدرک: ۴/۹، رقم ۶۷۲۳/۲۳۲۱۔
❸ مستدرک الحاکم: کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر الصحابیات من ازواج النبی وغیرھن ۴/۷، رقم ۶۷۱۷/۲۳۱۵۔ زرقانی ۳/۲۶۹۔
❹ طبقات ابن سعد: ۸/۵۶ فی ترجمۃ عائشہ رضی اللہ عنہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں گزرا۔

وفات

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اخیر زمانہ خلافت تھا کہ رمضان ۵۸ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی۔ اس وقت 67 برس کا سن تھا اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں۔ قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن ابی عتیق رضی اللہ عنہ' عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔ اس وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے' اس لئے انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اولاد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ابن الاعرابی نے لکھا ہے کہ ایک ناتمام بچہ ساقط ہوا تھا اس کا نام عبداللہ تھا اور اسی کے نام پر انہوں نے کنیت رکھی تھی۔ لیکن یہ قطعاً غلط ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے تعلق سے تھی۔ جن کو انہوں نے متبنیٰ بنایا تھا۔

حلیہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش رو اور صاحب جمال تھیں رنگ سرخ و سفید تھا۔

فضل و کمال

علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف عورتوں پر نہ صرف دوسری امہات المومنین پر نہ صرف خاص خاص صحابیوں پر بلکہ باستثنائے چند تمام صحابہ پر فوقیت حاصل تھی۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

(مَاأَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا) 1

''ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہ سے پوچھا ہو اور

1 زرقانی: ۳/ ۲۶۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں۔'' امام زہری جو سرخیل تابعین تھے فرماتے ہیں۔

(كَانَتْ عَائِشَةُ اَعْلَمَ النَّاسِ يَسْئَلُهَا الْاَكَابِرُ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.) ❶

''عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں' بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے پوچھا کرتے تھے۔''

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(مَارَأَيْتُ اَحَداً اَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَلَا بِفَرِيْضَةٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِفِقْهٍ وَلَا بِشِعْرٍ وَلَا بِطِبٍّ وَلَا بِحَدِيْثِ الْعَرَبِ وَلَا نَسَبٍ مِنْ عَائِشَةَ) ❷

''میں نے قرآن' فرائض' حلال وحرام' فقہ' شاعری' طب' عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔''

امام زہری کی ایک شہادت ہے۔

(لَوْجُمِعَ عِلْمُ النَّاسِ كُلِّهِمْ ثُمَّ عِلْمُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ عَائِشَةُ وَسِعَهُمْ عِلْمًا.) ❸

''اگر تمام مردوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع تر ہوگا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے۔ اور اس حیثیت سے وہ اس قدر بلند ہیں کہ بے تکلف ان کا نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ لیا جاسکتا ہے۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' کے زمانہ میں فتوی دیتی تھیں۔ اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم پر انہوں نے جو دقیق اعتراضات کئے ہیں ان کو علامہ سیوطی نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ اس رسالہ کا نام ''عین الاصابہ فی ما استدرکتہ عائشہ رضی اللہ عنہا علی الصحابہ'' ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکثرین صحابہ میں داخل ہیں۔ ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں ۱۷۴ احادیث پر شیخین نے اتفاق کیا ہے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے منفرداً ان سے ۵۴

❶ الطبقات: ۲/۲: ۱۲۶، عائشہ زوج النبی ﷺ۔

❷ المستدرک: ۴/ ۱۲، کتاب معرفۃ الصحابۃ' ذکر الصحابیات من ازواج النبی ﷺ وغیرھن۔

❸ المستدرک: ۴/ ۱۲، ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیثیں روایت کی ہیں اور ۶۸ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہے۔

علم کلام کے متعدد مسائل ان کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔ چنانچہ رویت باری، علم غیب، عصمت انبیا، معراج، ترتیب خلافت اور سماع موتٰی وغیرہ کے متعلق انہوں نے جو خیالات ظاہر کیے ہیں انصاف یہ ہے کہ ان میں ان کی دقت نظر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

علم اسرار الدین کے متعلق بھی ان سے بہت سے مسائل مروی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزول، مدینہ میں کامیابی اسلام کے اسباب، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب، حج کی حقیقت اور ہجرت کے معنی کی انہوں نے خاص تشریحات کی ہیں۔

طب کے متعلق وہی عام معلومات تھیں جو گھر کی عورتوں کو عام طور پر ہوتی ہیں۔

البتہ تاریخ عرب میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ عرب جاہلیت کے حالات ان کے رسم و رواج، ان کے انساب اور ان کی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔ اسلامی تاریخ کے متعلق بھی بعض اہم واقعات ان سے منقول ہیں۔ مثلاً آغاز وحی کی کیفیت، ہجرت کے واقعات، واقعہ افک، نزول قرآن اور اس کی ترتیب، نماز کی صورتیں، آنحضرت ﷺ کے مرض الموت کے حالات، غزوہ بدر، احد، خندق، قریظہ کے واقعات، غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف کی کیفیت، فتح مکہ میں عورتوں کی بیعت، حجۃ الوداع کے ضروری حالات، آنحضرت ﷺ کے اخلاق وعادات، خلافت صدیقی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا دعوٰی میراث، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ملال خاطر اور پھر بیعت کے تمام مفصل حالات ان ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں۔

ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔ ترمذی نے موسیٰ ابن طلحہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

(مَا رَأَیْتُ اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ.) [1]

''میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔''

اگرچہ احادیث میں روایت بالمعنی کا عام طور پر رواج ہے۔ اور روایت باللفظ کم اور نہایت کم ہوتی ہے۔ تاہم جہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصلی الفاظ محفوظ رہ گئے ہیں۔ پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے۔ مثلاً آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں۔

(فَمَارَاٰیٰ رُؤْیَا اِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ.)۔ [2]

[1] ترمذی: کتاب المناقب، باب من فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم ۳۸۸۴۔ زرقانی: ۳/ ۲۶۷۔ المستدرک: ۴/ ۱۲۔

[2] بخاری: کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، رقم ۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ ﷺ جو خواب دیکھتے تھے سپیدہ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔''

آپ ﷺ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبین مبارک پر عرق آ جاتا تھا اس کو اس طرح ادا کرتی ہیں۔

(مِثْلَ الْجُمَانِ)

''پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے۔''

واقعہ افک میں انہیں راتوں کو نیند نہیں آتی تھی اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں۔

(مَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ.)

''میں نے سرمہ خواب نہیں لگایا۔''

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے ام زرع کا جو قصہ مذکور ہے وہ جان ادب ہے اور اہل ادب نے اس کی مفصل شروحات اور حواشی لکھے ہیں۔ [1]

خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں ممتاز تھیں۔ جنگ جمل میں انہوں نے جو تقریریں کی ہیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ ایک تقریر میں فرماتی ہیں۔

''لوگو! خاموش' خاموش' تم پر میرا مادری حق ہے' مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے۔ سوا اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں ہے۔ مجھ کو کوئی الزام نہیں دے سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے وفات پائی ہے۔ میں آپ کی محبوب ترین بیوی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مؤمن و منافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب سے تم پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کا حکم نازل فرمایا۔

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور غار حرا میں دو کا دوسرا تھا اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی اس کے بعد جب مذہب اسلام کی رسی ملنے اور ڈولنے لگی تو میرا ہی باپ تھا' جس نے اس کے دونوں سرے تھام لئے۔ جس نے نفاق کی باگ روک دی۔ جس نے ارتداد کا سر چشمہ خشک کر

[1] بخاری: کتاب فضائل الصحابۃ' باب ذکر حدیث ام زرع' رقم ۶۳۰۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیا۔جس نے یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کئے غدر وفتنہ کے منتظر تھے اور شور وغوغا پر گوش برآواز تھے۔اس نے شگاف کو برابر کیا۔بیکار کو درست کیا۔گرتوں کو سنبھالا۔ دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا۔جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے' ان کو تھان تک پہنچا دیا۔جو پیاسے تھے' ان کو گھاٹ پر لے آیا۔اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا جب وہ نفاق کا سر کچل چکا اور اہل شرک کے لئے آتش جنگ مشتعل کر چکا اور تمھارے سامان کی گٹھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھالیا۔

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے جس کو میں پامال کرنا چاہتی ہوں جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لئے''۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گو شعر نہیں کہتی تھیں' تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو عرب کے مسلّم الثبوت شاعر تھے ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا پورا قصیدہ یاد تھا۔اس قصیدہ میں کم وبیش چالیس شعر تھے۔کعب کے علاوہ ان کو دیگر جاہلی اور اسلامی شعرا کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے۔جن کو وہ مناسب موقعوں پر پڑھا کرتی تھیں۔چنانچہ وہ احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف ان علوم کی ماہر تھیں بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بنا دیتی تھیں۔چنانچہ ان کے دامن تربیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے اگرچہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے لیکن ان میں جن کو زیادہ قرب واختصاص حاصل تھا وہ حسب ذیل ہیں۔

عروہ بن زبیر' قاسم بن محمد' ابوسلمہ بن عبدالرحمان' مسروق' عمرۃ' صفیہ بنت شیبہ' عائشہ بنت طلحہ اور معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہم۔

اخلاق وعادات

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔وہ نہایت قانع تھیں۔غیبت سے احتراز کرتی تھیں۔احسان کم قبول کرتیں۔اگرچہ خودستائی ناپسند تھی' تاہم نہایت خوددار تھیں۔ شجاعت اور دلیری بھی ان کا خاص جوہر تھا۔

[1] العقد الفرید:۴/۱۲۲،واقعہ جمل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا سب سے نمایاں وصف جود وسخا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ نہیں ہے فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا۔ ❶

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متبنیٰ فرزند تھے ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کریں گی۔ چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مدت تک معتوب رہے اور بڑی دقت سے ان کا غصہ فرو ہوا۔ ❷

نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں۔ چاشت کی نماز برابر پڑھتیں، فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے اور مجھ کو منع کرے تب بھی میں باز نہ آؤں گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر اس کو پڑھ لیتی تھیں۔ رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔ ذکوان ان کا غلام امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں۔ حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتی تھیں۔ غلاموں پر شفقت کرتیں۔ اور ان کو خرید کر آزاد کرتی تھیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد ۶۷ ہے۔ ❸

---

❶ المستدرک حاکم: ۴/۱۵۔

❷ بخاری: کتاب المناقب، باب مناقب قریش، رقم ۳۵۰۵۔

❸ سبل السلام شرح بلوغ المرام: ۲/۲۳۴، کتاب العتق، الحدیث الثالث۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

نام حفصہ رضی اللہ عنہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں' سلسلہ نسب یہ ہے۔(حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ' بن رباع بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک) والدہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا تھا۔ جو مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حقیقی بہن بھائی ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

نکاح

پہلا نکاح خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جو خاندان بنوسہم سے تھے۔

اسلام

ماں' باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

ہجرت اور نکاح ثانی

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ غزوہ بدر میں حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کافی زخمی ہوئے اور واپس آ کر ان ہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی۔ عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر ہوئی۔ اسی زمانہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش کی انہوں نے کہا میں اس پر غور کروں گا۔ چند دنوں کے بعد ملاقات ہوئی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مایوس ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بے التفاتی سے رنج ہوا۔ اس کے بعد خود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی۔ نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور

[1] المستدرک:۴/۱۵،رقم ۶۷۴۹۔الاصابۃ:۴/۲۷۳،رقم ۲۹۶۔زرقانی:۳/۲۷۰۔الطبقات:۸/۵۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش کی اور میں خاموش رہا' جو تم کو ناگوار گزرا' لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا تھا اور میں ان کا راز فاش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ تھا۔ ❶

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے شعبان ۴۵ھ میں مدینہ میں انتقال کیا۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کاندھا دیا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو قبر تک لے گئے۔ ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے لڑکوں عاصم' سالم' عبداللہ' حمزہ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ ایک روایت ہے کہ جمادی الاول ۴۱ھ میں وفات پائی' اس وقت ان کا سن ۵۹ سال کا تھا۔ لیکن اگر سنہ وفات ۴۵ھ قرار دیا جائے' تو ان کی عمر ۶۳ سال کی ہوگی۔ ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۷ھ میں انتقال کیا۔ یہ روایت اس بنا پر پیدا ہوگئی کہ وہب نے ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسی سال وفات پائی اور افریقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۲۷ھ میں فتح ہوا۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے کیونکہ افریقہ دو مرتبہ فتح ہوا۔ اس دوسری فتح کا فخر معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے' جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں حملہ کیا تھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد تھی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نگرانی میں دے گئے تھے اس کو صدقہ کر کے وقف کر دیا۔ ❷

اولاد

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فضل وکمال

البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ حمزہ رضی اللہ عنہ (ابن عبداللہ)

❶ بخاری: کتاب المغازی' باب شھود الملائکۃ بدرا' رقم ۴۰۰۵۔ الطبقات الکبریٰ: ۸/۵۶۔

❷ زرقانی: ۳/۲۷۔ الاصابۃ: ۸/۲۷۳' رقم ۲۹۶۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ عنہا (زوجہ عبداللہ) حارثہ بن وہب، مطلب بن ابی دواعہ۔ ام مبشر انصاریہ، عبداللہ بن صفوان بن امیہ، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام۔ ❶

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں۔ ❷ جوانہوں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں۔

تفقہ فی الدین کے لئے درج ذیل واقعہ کافی ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے کہا کہ ''میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر وحدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔'' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا آپ ﷺ دن نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ ❸ (پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے)۔ ❹

اسی شوق کا اثر تھا۔ کہ آنحضرت ﷺ کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی۔ حضرت شفا رضی اللہ عنہا کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر آتا تھا ایک دن وہ گھر میں آئیں تو آنحضرت ﷺ نے کہا کہ تم حفصہ رضی اللہ عنہا کو منتر سکھلا دو۔ ❺

اخلاق

ابن سعد میں ان کے اخلاق کے متعلق ہے۔

(اِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ) وہ (یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا) دن کو روزہ رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہیں۔

دوسری روایت میں ہے۔

(مَاتَتْ حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا حَتّٰى مَاتُفْطِرُ) ❻

''انتقال کے وقت تک روزہ رکھتی رہیں۔''

اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھیں۔ جنگ صفین کے بعد جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو فتنہ سمجھ کر خانہ نشیں رہنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گو اس شرکت میں تمھارا کوئی فائدہ نہیں تاہم تمہیں شریک رہنا چاہیے کیونکہ لوگوں کو تمھاری رائے کا

---

❶ زرقانی:۳/۲۷۱۔ اسد الغابۃ:۵/۴۳۶۔ ❷ زرقانی:۳/۲۷۱۔
❸ [۱۹/مریم:۷۱۔۷۲] ❹ مسند احمد:۶/۲۸۵۔
❺ الطبقات:۸/۵۹۔ مسند احمد:۶/۲۸۶۔ ❻ الطبقات:۴/۵۹۔ الاصابۃ:۴/۲۷۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتظار رہوگا' اور ممکن ہے کہ تمھاری عزلت گزینی ان میں اختلاف پیدا کردے۔ ❶

دجال سے بہت ڈرتی تھیں۔ مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا دجال کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو علامتیں بتائی تھیں اس میں بہت سی موجود تھیں اس سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دن راہ میں ملاقات ہوگئی انہوں نے اس کو بہت سخت سست کہا' اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہوگیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مارنا شروع کیا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو بولیں' تم کو اس سے کیا غرض؟ تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے خروج کا محرک اس کا غصہ ہوگا۔ ❷

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں ذرا تیزی تھی آنحضرت ﷺ سے کبھی کبھی دو بدو گفتگو کرتیں اور برابر کا جواب دیتی تھیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''ہم لوگ جاہلیت میں عورتوں کو ذرہ برابر بھی وقعت نہ دیتے تھے۔ اسلام نے ان کو درجہ دیا اور قرآن میں ان کے متعلق آیات اتریں۔ تو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی ایک دن میری بیوی نے کسی معاملہ میں مجھ کو رائے دی میں نے کہا۔ ''تم کو رائے مشورہ سے کیا واسطہ'' بولیں ''ابن خطاب! تم میں ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں حالانکہ تمہاری بیٹی رسول اللہ ﷺ کو برابر کا جواب دیتی ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں۔'' میں اٹھا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے کہا ''بیٹی میں نے سنا ہے تم رسول اللہ ﷺ کو برابر کا جواب دیتی ہو'' بولیں ''ہاں ہم ایسا کرتے ہیں'' میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں تم اس عورت (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کی ریس نہ کرو جس کو رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر ناز ہے۔ ❸

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ ''مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ ''تم یہودی کی بیٹی ہو'' آپ ﷺ نے فرمایا حفصہ رضی اللہ عنہا اللہ سے ڈرو۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمھارا چچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو حفصہ رضی اللہ عنہا تم پر کس بات میں فخر کرسکتی ہے۔'' ❹

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں۔ ہم آپ کی بیویاں بھی ہیں اور چچازاد بہنیں بھی

---

❶ بخاری: کتاب المغازی' باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب، رقم ۴۱۰۸۔

❷ مسلم: کتاب الفتن' باب ذکر ابن صیاد، رقم ۷۳۵۹۔ مسند احمد: ۶/ ۲۸۳۔

❸ بخاری: کتاب التفسیر' باب سورۃ التحریم ہر قم ۴۹۱۳۔ فتح الباری شرح البخاری: ۸/ ۸۳۸، رقم ۴۹۱۳۔

❹ جامع الترمذی: کتاب المناقب' باب فضل ازواج النبی ﷺ' ۳۸۹۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزرا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو۔ میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں جو تقرب نبوی میں دوش بدوش تھے اس بنا پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں چنانچہ واقعہ تحریم جو ۹ ھ میں پیش آیا اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا۔ ایک دفعہ کئی دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہد آ گیا تھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔ اس میں وقت مقررہ سے دیر ہوگئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے اور تمہارے گھر میں آئیں تو کہنا چاہیے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ [1]

(مغافیر [2] کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ میں شہد نہ کھاؤں گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری۔ [3]

﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ﴾ [4]

''اے پیغمبر اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے تم اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو؟''

کبھی کبھی (حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں) باہم رشک ورقابت کا اظہار بھی ہو جایا کرتا تھا۔ ''ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے۔ ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوں تاکہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس آئے جس پر

---

[1] الطبقات: ۸/۵۹۔

[2] مغافیر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہ تھی۔ مغافیر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کرختگی ہو تو تعجب کی بات نہیں۔

[3] بخاری: کتاب التفسیر، باب: ﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ﴾ رقم ۴۹۱۲۔ [4] [۶۶/التحریم: ۱]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفصہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں۔ جب منزل پر پہنچے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا تو اپنے پاؤں کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان لٹکا کر کہنے لگیں۔ ''اے اللہ! کسی بچھو یا سانپ کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے۔'' ❶

❶ مسلم: کتاب الفضائل، باب فضل عائشہ ۶۲۹۸۔ بخاری: کتاب النکاح، باب القرعۃ بین النساء اذا اراد سفرا، رقم ۵۲۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

5 اُم المؤمنین حضرت زینب (اُم المساکین) رضی اللہ عنہا [1]

آپ کا نام زینب تھا، سلسلہ نسب یہ ہے۔ زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ چونکہ فقرا و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لئے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال ان سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنھوں نے وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ [2]

---

[1] الاصابۃ: ۴/ ۳۱۵، رقم ۴۷۹۔ المستدرک: ۴/ ۳۷، رقم ۶۸۰۴، ۲۴۰۲۔ الطبقات: ۸/ ۸۲، ترجمۃ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ [2] الطبقات: ۸/ ۸۲۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۵، ۳۱۶، رقم ۴۷۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

6

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

ہند نام‘ ام سلمہ کنیت‘ قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں‘ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہند بنت ابی امیہ سہیل بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ والدہ بنو فراس سے تھیں اور ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

ابوامیہ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد) مکہ کے مشہور مخیّر اور فیاض تھے۔ سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے اسی لئے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے۔ [2] حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان ہی کے آغوش تربیت میں نہایت ناز ونعمت سے پرورش پائی۔

نکاح

عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے نکاح ہوا۔

اسلام آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں۔

ہجرت حبشہ

اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی۔ ہجرت میں ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔

ہجرت مدینہ

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (ان کا بچہ سلمہ بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی۔

---

[1] الطبقات: ۸/ ۶۰۔ الاصابۃ: ۴/ ۴۵۸، رقم ۱۳۰۹۔ المستدرک: ۴/ ۱۷، رقم ۶۷۵۵/ ۲۳۵۳۔

[2] الاصابۃ: ۴/ ۴۵۸، رقم ۱۳۰۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لئے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ان کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے۔ اور یہ اپنے گھر واپس آ گئی تھیں۔ (ادھر سلمہ رضی اللہ عنہ کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے چھین کر لے گئے) اس لئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی تکلیف تھی۔ چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتیں تھیں۔ ۷۔۸ دن تک یہ حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا۔ ایک دن ابطح سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روتے ہوئے دیکھا تو اس کا دل بھر آیا۔ گھر آ کر لوگوں سے کہا کہ ''اس غریب پر ظلم کیوں کرتے ہو۔ اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اس کے حوالے کر دو''۔ روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کا راستہ لیا۔ چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا۔ تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی بولا ''کدھر کا قصد ہے''؟ کہا ''مدینے کا'' پوچھا ''کوئی ساتھ بھی ہے'' جواب میں بولیں ''اللہ اور یہ بچہ'' عثمان نے کہا ''یہ نہیں ہو سکتا تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں'' یہ کہہ کر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتر پڑتیں۔ روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھ کر ہٹ جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتا کہ ''سوار ہو جاؤ'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا مدینہ لایا۔ قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا ''اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ' وہ یہیں مقیم ہیں'' یہ ادھر روانہ ہوئیں اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا۔ [1]

قبا پہنچیں تو لوگ ان کا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو ان کو یقین نہیں آتا تھا (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی کیونکہ شرفا کی عورتیں اس طرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجبوراً خاموش ہوتی تھیں۔ لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہیں۔ ابوامیہ چونکہ قریش کے نہایت مشہور اور معزز شخص تھے' اس لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ [2]

وفات ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نکاح ثانی اور خانگی حالات

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بڑے شہ سوار تھے' بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد میں چند زخم کھائے جن کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے۔ جمادی الثانی ۴ھ میں ان کا

---

[1] زرقانی: ۳/۲۸۲۔ الاصابۃ: ۴/۴۵۸، رقم ۱۳۰۹۔ [2] طبقات ابن سعد: ۸/۶۵۔ مسند احمد: ۶/۳۰۷۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ 1 حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی' آنحضرت ﷺ خود ان کے مکان پر تشریف لائے۔ گھر میں کہرام مچا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں "ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "صبر کرو' ان کی مغفرت کی دعا مانگو اور یہ کہو کہ اے اللہ! ان سے بہتر ان کا جانشین عطا کر" اس کے بعد ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے ۹ تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔ وفات کے وقت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ وضع حمل کے بعد عدت گزر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا' لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا پیغام لے کر پہنچے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے چند عذر ہیں (۱) میں سخت غیور عورت ہوں (۲) صاحب عیال ہوں (۳) میرا سن زیادہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سب زحمتوں کو گوارا فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اب عذر کیا ہو سکتا تھا؟ اپنے لڑکے سے (جن کا نام عمر تھا) کہا اٹھو اور رسول اللہ ﷺ سے میرا نکاح کرو۔ 2

شوال ۴ھ کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا' اللہ تعالیٰ نے اس کو ابدی مسرت سے تبدیل کر دیا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے۔

(فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَبُوْسَلَمَةَ ذَكَرْتُ الَّذِي كَانَ حَدَّثَنِي فَقُلْتُ فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ عِضْنِي خَيْراً مِنْهُ قُلْتُ فِي نَفْسِي اَعَاضُ خَيْراً مِنْ اَبِي سَلَمَةَ ثُمَّ قُلْتُهَا فَعَاضَنِيَ اللّٰهُ مُحَمَّداً ﷺ) 3

"جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جس کو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھے اور میں نے دعا شروع کی تو جب میں یہ کہنا چاہتی کہ اے اللہ! مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر جانشین دے تو دل کہتا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مل سکتا

---

1 زرقانی: ۳/۲۷۳۔ الطبقات: ۸/۶۰، ۶۱۔

2 الطبقات: ۸/۶۴۔ سنن نسائی: کتاب النکاح' باب نکاح الابن امہ، رقم ۳۲۵۶۔

3 زرقانی ۳/۲۷۳۔ ترجمہ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ لیکن میں نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے جانشین آنحضرت ﷺ ہوئے۔"

آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دو چکیاں، گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی عنایت فرمایا۔ یہی سامان اور بی بیوں کو بھی عطا ہوا تھا۔ 1

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بہت حیادار تھیں۔ ابتدا میں جب آنحضرت ﷺ مکان پر تشریف لاتے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرط غیرت سے لڑکی (زینب) کو گود میں بٹھا لیتیں۔ آپ یہ دیکھ کر واپس چلے جاتے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے، معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور لڑکی کو چھین کر لے گئے۔ 2

لیکن بعد میں یہ بات کم ہوتی گئی اور جس طرح دوسری بیویاں رہتی تھیں وہ بھی رہنے لگیں۔ نکاح سے قبل آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑا رشک ہوا۔ ابن سعد میں ان سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ فقرہ بھی ہے۔

حَزِنْتُ حُزْنًا شَدِيْدًا یعنی مجھ کو سخت غم ہوا۔ 3

آنحضرت ﷺ کو ان سے بے حد محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک موقعہ پر جب تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو (سوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا تھا تو انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کو اپنا سفیر بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے۔ ایک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا، سودہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔ اور دوسرے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ چونکہ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ محبوب رکھتے تھے اس لئے لوگ ان ہی کی باری میں ہدیے بھیجتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جماعت نے ان سے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کے خواہاں ہیں۔ اس بنا پر رسول اللہ ﷺ جس کے مکان میں بھی ہوں لوگوں کو ہدیہ بھیجنا چاہیے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ اعراض فرمایا۔ تیسری مرتبہ کہا "ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ، کیونکہ ان کے سوا تم میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہے، جس کے لحاف میں میرے پاس وحی آئی

---

1 الطبقات: ۸/۶۴۔ 2 طبقات ابن سعد: ۸/۶۵۔ الاصابۃ: ۴/۴۵۹، رقم ۱۳۰۹۔

3 طبقات ابن سعد: ۸/۶۶۔ الاصابۃ: ۴/۴۵۹، رقم ۱۳۰۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو"۔ ❶ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا "اَتُوبُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَذَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات گزارتے تو ان کا بچھونا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانماز کے سامنے بچھتا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے (اور یہ سامنے ہوتی تھیں۔) ❷

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور غلام ہیں۔ دراصل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب ان کو آزاد کیا تو یہ شرط لگائی کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی۔ ❸

عام حالات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں۔ غزوہ خندق میں اگرچہ وہ شریک نہ تھیں، تاہم اس قدر قریب تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اچھی طرح سنتی تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ جب سینہ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا، اور آپ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ اچانک عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی فرمایا "(افسوس) ابن سمیہ! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔" ❹

محاصرہ بنوقریظہ (۵ ھ) میں یہود سے گفتگو کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔ اثنائے مشورہ میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتلایا کہ تم لوگ قتل کئے جاؤ گے۔ لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادم ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا۔ چند دنوں تک یہی حالت رہی پھر توبہ قبول ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں "اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ ہنسائے، اس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے"؟ فرمایا "ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوگئی۔" عرض کی "تو کیا میں ان کو یہ مژدہ سنادوں" فرمایا "ہاں اگر چاہو" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا "ابولبابہ! مبارک ہو تمہاری توبہ قبول ہوگئی۔" اس آواز کا کانوں میں پڑنا

❶ بخاری: کتاب المناقب، باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم ۳۷۷۵۔ ❷ مسند احمد: ۶/۳۲۲۔
❸ ابوداود: کتاب العتق، باب فی العتق علی شرط، ۳۹۳۲۔ ❹ مسند احمد: ۶/۲۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ ❶ اسی سنہ میں آیت حجاب نازل ہوئی اس سے پیشتر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بعض دور کے رشتہ داروں کے سامنے آیا کرتی تھیں اب خاص خاص رشتہ داروں کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے اس لئے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''ان سے پردہ کرو'' بولیں ''وہ تو نابینا ہیں'' فرمایا ''تم تو نابینا نہیں ہو تم تو انہیں دیکھتی ہو۔'' ❷

صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ صلح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص بھی آمادہ نہ ہوا (چونکہ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اس لئے تمام لوگ رنجیدہ اور غصہ سے بیتاب تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی انہوں نے کہا ''آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لئے بال منڈوائیں'' آپ نے باہر آکر قربانی کی اور بال منڈوائے۔ اب جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ ❸

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں ان کو کس درجہ کمال حاصل تھا۔ امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال پیش نہیں کر سکتی۔ ❹

غزوہ خیبر میں شریک تھیں۔ مرحب کے دانتوں پر جب تلوار پڑی تو کڑکڑاہٹ کی آواز ان کے کانوں میں آئی تھی۔ ❺

۹ھ میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی آئے وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں ان سے بھی گفتگو کی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ ❻

---

❶ زرقانی: ۳/۱۵۳، غزوہ بنی قریظہ۔ الاصابۃ: ۴/۴۵۹۔ ❷ مسند احمد: ۶/۲۹۶۔

❸ بخاری: کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اھل الحرب، رقم ۲۷۳۱۔

❹ زرقانی: ۳/۲۷۲۔ الاصابۃ: ۴/۴۵۹۔ ❺ استیعاب: ج ۲ ص ۸۰۴۔

❻ بخاری: کتاب التفسیر، باب: ﴿قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

((عَجَبًا لَکَ یَاابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِی کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی تَبْتَغِی اَنْ تَدْخُلَ بَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَزْوَاجِهٖ))

''عمر (رضی اللہ عنہ) تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے' یہاں تک کہ اب رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔''

چونکہ جواب نہایت خشک تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے اور اٹھ کر چلے آئے۔ رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے۔ صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا تو آپ ﷺ مسکرائے۔

حجۃ الوداع میں جو ۱۰ھ میں ہوا اگرچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا علیل تھیں' تاہم ساتھ آئیں' بنہان (غلام) اونٹ کی مہار تھامے تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب غلام مکاتب کے پاس اس قدر مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے۔ 1 طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر قائم ہو' تم اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ 2

۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ جب بیمار ہوئے اور مرض نے طول کھینچا تو آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اکثر آپ ﷺ کو دیکھنے کے لئے جایا کرتی تھیں۔ ایک دن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چیخ اٹھیں۔ آنحضرت ﷺ نے منع کیا کہ یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ 3 ایک دن مرض میں اشتداد ہوا تو ازواج نے دوا پلانی چاہی' چونکہ گوارا نہ تھی آپ ﷺ نے انکار فرمایا۔ لیکن جب غشی طاری ہو گئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے دوا پلا دی۔ 4 (بعض روایات میں ہے کہ ان دونوں نے اس کا مشورہ دیا تھا) اسی زمانہ میں ایک روز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جو حبشہ ہو آئی تھیں وہاں کے عیسائی معبدوں کا (جو غالباً رومن کیتھولک گرجے ہوں گے) اور ان کے مجسموں اور تصویروں کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا۔ ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں اور اس کا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں قیامت کے روز اللہ عزوجل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین

1 مسند احمد: ۳۰۸/۴۔ 2 بخاری: کتاب الحج' باب المریض یطوف راکباً' رقم ۱۶۳۳۔ مسند احمد: ۲۹۰/۶۔ مسلم: کتاب الحج' باب جواز الطواف علی بعیر' رقم ۳۰۷۸۔ 3 الطبقات: ۱۳/۲' ذکر شدۃ المرض علی رسول اللہ ﷺ۔
4 طبقات ابن سعد: ۳۲/۲' ذکر اللدود الذی لد به رسول اللہ ﷺ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلوق ہونگے۔ ❶

وفات سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کان میں باتیں کی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی وقت بے تابانہ پوچھنے لگیں' لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے توقف کیا اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پوچھا۔ ❷

۶۱ھ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے ہیں نہایت پریشان ہیں سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے۔ پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا حال ہے ارشاد ہوا ''حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل سے واپس آ رہا ہوں'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اللہ تعالیٰ ان کو قتل کرے اور حسین رضی اللہ عنہ کو ذلیل کیا اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر لعنت کرے۔ ❸

۶۳ھ میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ گیا جہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ پناہ گزین تھے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا' بعض کو شبہ ہوا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا بولیں آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا' اس کے مقابلہ میں جو لشکر آئے گا بیابان میں وہیں دھنس جائے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا جو لوگ جبراً شریک کیے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں! لیکن قیامت میں اپنی نیتوں کے مطابق اٹھیں گے۔ (حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں پیش آئے گا۔ ❹

وفات

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا (یعنی ۶۳ھ) اسی سال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا۔ اس وقت ۸۴ سال عمر تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن کیا۔ ❺ اس زمانہ میں ولید بن عتبہ (ابو سفیان کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا۔ چونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے' اس لئے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ ❻

---

❶ الطبقات: ۸/۳۴۔ ❷ ترمذی: کتاب المناقب' باب ما جاء فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا ۳۸۷۳۔

❸ مسند احمد: ۶/۲۹۸۔ ❹ مسلم: کتاب الفتن' باب الخسف بالجیش الذی یوم البیت رقم ۷۲۴۰۔

❺ زرقانی: ۳/۲۷۶ ترجمۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ ❻ طبرانی کبیر: ج ۳' ص ۲۴۴۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولاد

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں۔

سلمہ رضی اللہ عنہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔

عمر رضی اللہ عنہ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان ہی نے کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فارس اور بحرین کے حاکم تھے۔

دُرّہ' ان کا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں داخل تھیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا' ہم نے سنا ہے کہ آپ دُرّہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ ''فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے' اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لئے کسی طرح حلال نہ تھی' کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔'' [1]

زینب رضی اللہ عنہا پہلے برہ نام تھا' لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رکھا۔ [2]

حلیہ

اصابہ میں ہے۔

(كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مَوْصُوفَةً بِالْجَمَالِ الْبَارِعِ)

''یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت حسین تھیں''

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے حسن کا حال معلوم ہوا تو سخت پریشان ہوئیں۔ [3] مگر یہ واقدی کی روایت ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بال نہایت گھنے تھے۔ [4]

فضل وکمال

علمی حیثیت میں اگرچہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بلند مرتبہ تھیں تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ان میں کوئی جواب نہ تھا' چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں۔ [5]

(كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَحْفَظْنَ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم كَثِيراً وَلَا مِثْلاً

---

[1] بخاری: کتاب النکاح' باب: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ ۵۱۰۱۔ [2] زرقانی: ۳/۲۷۳، ام سلمہ۔
[3] الطبقات: ۸/۶۶۔ [4] مسند احمد: ۶/۲۸۹۔ [5] الطبقات: ۲/۱۲۶۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لِعَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں' تاہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا۔''

مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور علانیہ کہتا تھا۔

(كَيْفَ نُسَائِلُ اَحَداً وَفِيْنَا اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم) ❶

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہوتے ہوئے ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں''

حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم دریائے علم ہونے کے باوجود ان کے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے۔ ❷ تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ ان کے آستانہ فضل پر سر بر تھا۔

قرآن اچھا پڑھتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں' ایک مرتبہ کسی نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر قرات کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتلایا۔ ❸

حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا ان کا کوئی حریف نہ تھا' ان سے ۳۷۸ روایتیں مروی ہیں۔ اس بنا پر وہ محدثین صحابہ رضی اللہ عنہم کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گوندوا رہی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے زبان مبارک سے اَيُّهَا النَّاسُ (لوگو!) کا لفظ نکلا تو فوراً بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا۔ ❹ مجتہد تھیں' صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔

(صَاحِبُ الْعَقْلِ الْبَالِغِ وَالرَّأْيِ الصَّائِبِ)

''یعنی وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھی۔'' ❺

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان کے فتاویٰ اگر جمع کئے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ ❻ ان کے فتاویٰ کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں اور یہ ان کی دقیقہ رسی اور نکتہ سنجی کا کرشمہ ہے۔

---

❶ مسند احمد: ۶/ ۳۱۷۔ ❷ مسند احمد: ۶/ ۳۱۲۔

❸ مسند احمد: ۶/ ۳۰۰۔ ترمذی: ابواب فضائل القرآن' باب ماجاء کیف کانت قراءتہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم ۲۹۲۳۔

❹ مسند احمد: ۶/ ۳۰۱۔ ❺ الاصابۃ: ۴/ ۴۵۹۔ ❻ اعلام الموقعین: ۱/ ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی نکتہ سنجی پر ذیل کے واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے' مروان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے۔ چونکہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ سے سنی تھی۔ مروان نے ان کے پاس تصدیق کے لئے آدمی بھیجا انہوں نے کہا مجھ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی گیا اور یہ قول نقل کیا تو بولیں۔

(يَغْفِرُ اللّٰهُ لِعَائِشَةَ لَقَدْ وَضَعَتْ اَمْرِیْ عَلٰی غَيْرِ مَوْضِعِهٖ)

''یعنی اللہ تعالیٰ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مغفرت کرے انہوں نے بات نہیں سمجھی۔'' ❶

(اَوَلَمْ اُخْبِرْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَهٰی عَنْهُمَا) ❷

''کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنابت کا غسل فوراً صبح اٹھ کر کرنا چاہیئے ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ایک شخص نے جا کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا دونوں نے کہا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں صائم ہوتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو رنگ فق ہوگیا۔ اس خیال سے رجوع کیا اور کہا کہ میں کیا کروں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ علم ہے۔ ❸ (اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا فتوی واپس لے لیا)۔ ❹

ایک مرتبہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی زندگی کے متعلق کچھ ارشاد کیجئے۔ فرمایا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کیا' فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔ ❺

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جواب صاف دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کو تشفی ہو جائے۔ ایک دفعہ کسی شخص کو مسئلہ بتایا' وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج کے پاس گیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا۔ واپس آ کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر سنائی تو بولیں (نَعَمْ وَاَشْفِيْكَ!) ذرا

❶ مسند احمد:٦/٢٩٩۔ ❷ مسند احمد:٦/٣٠٣۔ ❸ مسند احمد:٦/٣٠٦۔
❹ مسند احمد:٦/٣٠٦۔ ❺ مسند احمد:٦/٣٠٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرو! میں تمھاری تشفی کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق حدیث سنی ہے۔ ❶

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث وفقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا اور یہ وہ فن تھا جس کے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عالم خصوصی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو بولیں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جن کو نہ میں اپنے انتقال کے بعد دیکھوں گا نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ گھبرا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور کہا۔

''اللہ تعالیٰ کی قسم! سچ سچ کہنا کیا میں انہی میں ہوں۔''؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں لیکن تمہارے علاوہ میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کروں گی۔ ❷

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جن لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا ان کی ایک بڑی جماعت ہے ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما۔ ہند بنت الحارث الفراسیۃ رضی اللہ عنہا۔ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا۔ عمر رضی اللہ عنہ۔ زینب رضی اللہ عنہا (اولا د حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (برادرزادہ) بنہان (غلام مکاتب) عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ۔ نافع رضی اللہ عنہ۔ شعبہ رضی اللہ عنہ۔ پسر شعبہ رضی اللہ عنہ ابو بکیر رضی اللہ عنہ۔ خیرہ والدہ حسن بصری۔ سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ۔ ابوعثمان النہدی رضی اللہ عنہ۔ حمید رضی اللہ عنہ۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ۔ سعید بن مسیّب۔ ابو وائل۔ صفیہ بنت محصن رضی اللہ عنہ شعبی۔ عبدالرحمان بن حارث بن ہشام۔ عکرمہ۔ ابوبکر بن عبدالرحمان۔ عثمان بن عبداللہ بن موہب۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما۔ کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ۔ نافع مولا ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ یعلی بن مملک

اخلاق وعادات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا آنحضرت ﷺ نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا۔ ❸ ہر مہینہ میں تین دن (دوشنبہ۔ جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں۔ ❹ ثواب کی متلاشی رہتیں ان کے پہلے شوہر کی اولاد ان کے ساتھ تھی اور وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں اس بنا پر آنحضرت ﷺ سے پوچھا

❶ مسند احمد: ۶/ ۲۹۷۔ ❷ مسند احمد: ۶/ ۳۰۷۔

❸ مسند احمد: ۶/ ۳۲۲۔ ❹ مسند احمد: ۶/ ۲۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ مجھ کو اس کا کچھ ثواب بھی ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں۔" ❶

اچھے کاموں میں شریک ہوتی تھیں۔ آیت تطہیر انہی کے گھر میں نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ وحسنین رضی اللہ عنہم کو بلا کر کمبل اڑھایا اور کہا "اللہ تعالیٰ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی کو دور کر اور ان کو پاک کر" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دعا سنی تو بولیں یا رسول اللہ ﷺ میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوں ارشاد ہوا تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہو۔ ❷

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں۔ نماز کے اوقات میں بعض امرا نے تغیر وتبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو تنبیہ کی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔ ❸ ایک دن ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی، چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی وہ سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑتے تھے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روکا کہ یہ فعل آنحضرت ﷺ کی روش کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ایک غلام نے ایک دفعہ ایسا کیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا، ترب وجهك الله یعنی تیرا چہرہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہو۔ ❹

فیاض تھیں اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا اماں! میرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے۔ فرمایا بیٹا! اس کو خرچ کرو، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں جو مجھ کو میری موت کے بعد پھر کبھی نہ دیکھیں گے۔ ❺

ایک مرتبہ چند فقرا جن میں عورتیں بھی تھیں، ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا۔ ام الحسن بیٹھی تھیں انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو اس کا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد لونڈی سے کہا کہ ان کو کچھ دے کر رخصت کرو، کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو۔ ❻

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی اس کا یہ اثر تھا کہ آپ کے موئے مبارک تبرکاً رکھ چھوڑے تھے۔ جن کی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں۔ ❼ آنحضرت ﷺ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں۔ تو

---

❶ بخاری: کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الزوج والایتام فی الحجر رقم ۱۴۶۷۔

❷ ترمذی: کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمۃ بنت محمد رسول اللہ ﷺ، ۳۸۷۱۔ ❸ مسند احمد: ۲۸۹/۶۔

❹ مسند احمد: ۳۰۱/۶۔ ❺ مسند احمد: ۲۹۰/۶۔ ❻ استیعاب: ۸۰۳/۲۔ ❼ مسند احمد: ۲۹۶/۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.﴾ ❶ [۳۳/الاحزاب:۳۵]

مناقب

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔ حضرت جبرئیل آئے اور باتیں کرتے رہے۔ ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا ''ان کو جانتی ہو''؟ بولیں دحیہ تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے اس واقعہ کو اور لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ ❷ (غالباً یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے)

❶ مسند احمد: ۶/۳۰۱۔ ❷ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ام سلمہ رضی اللہ عنہا، رقم ۶۳۱۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

7 ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

زینب نام، ام الحکیم کنیت، قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خذیمہ، والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں، اس بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

اسلام

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں اسد الغابہ میں ہے۔

(كَانَتْ قَدِيْمَةَ الْإِسْلَامِ) [2]

"قدیم اسلام تھیں۔"

نکاح

آنحضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ساتھ جو آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور متبنی تھے ان کا نکاح کر دیا۔ اسلام نے دنیا میں مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جس طرح ایک سطح پر لا کر کھڑا کر دیا ہے اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ قریش اور خصوصاً خاندان ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا، اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اسلام نے محض "تقویٰ" کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر وادعا کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے۔ اس بنا پر اگرچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بظاہر غلام تھے تاہم چونکہ (وہ مسلمان اور مرد صالح تھے اس لئے آنحضرت ﷺ کو ان کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا) تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک مقصد اور بھی تھا جو اسد الغابہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

---

[1] اسد الغابۃ: ۴/۴۶۳۔ الاصابۃ: ۴/۳۱۳، رقم ۴۷۰۔ زرقانی: ۳/۲۸۰۔ الطبقات: ۸/۷۱۔

[2] اسد الغابۃ: ۵/۴۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تَزَوَّجَهَا لِيُعَلِّمَهَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ) ❶

''یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے اس لئے کیا تھا کہ ان کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیں''

تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا' لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنجی بڑھتی گئی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی۔ ❷ اور طلاق دے دینا چاہا۔

(جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ(عليه السلام)اِنَّ زَيْنَبَ اشْتَدَّ عَلَيَّ لِسَانُهَا وَاَنَااُرِيْدُاَنْ اُطَلِّقَهَا) ❸

''زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں ان کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔''

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ان کو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں' قرآن مجید میں ہے۔

﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ﴾ ❹

اور جب کہ تم اس شخص سے جس پر اللہ تعالیٰ نے اور تم نے احسان کیا تھا' یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں لئے رہو اور اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔''

لیکن یہ کسی طرح صحبت برآ نہ ہو سکے اور آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں اور آپ ہی کی تربیت میں پلی تھیں۔ آپ کے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا جو ان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا (چونکہ زید رضی اللہ عنہ غلام رہ چکے تھے اس لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ نسبت گوارا نہ تھی) بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلجوئی کے لئے خود ان سے نکاح کر لینا چاہا۔ لیکن عرب میں اس وقت تک متبنی اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا' اس لئے عام لوگوں کے خیال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تامل فرماتے تھے۔ لیکن چونکہ یہ محض جاہلیت کی رسم تھی اور اس کا مٹانا مقصود تھا' اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ﴾ ❺

''اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دینے والا ہے' اور تم

❶ اسد الغابۃ: ۵/۴۶۳۔ ❷ ترمذی: کتاب تفسیر القرآن' باب ومن سورۃ الاحزاب' رقم ۳۲۱۲۔

❸ فتح الباری: ۸/ ۶۶۵ تحت حدیث رقم ۴۷۸۷۔

❹ [۳۳/الاحزاب: ۳۷] ❺ [۳۳/الاحزاب: ۳۷]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا اللہ تعالیٰ سے چاہیے۔'' ❶

آنحضرت ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ۔ زید رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں۔ چاہا کہ ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا اور کہا ''زینب (رضی اللہ عنہا!) رسول کریم ﷺ کا پیغام لایا ہوں'' جواب ملا ''میں بغیر استخارہ کئے کوئی رائے قائم نہیں کرتی'' یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہو گئیں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ پر وحی آئی ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ ❷ اور نکاح ہو گیا آنحضرت ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے دعوت ولیمہ ہوئی جو اسلام کی سادگی کی اصلی تصویر تھی اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جو آنحضرت ﷺ کی خالہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں مالیدہ بھیجا تھا۔ غرض سب چیزیں جمع ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے بلانے کے لئے بھیجا۔ ۳۰۰ آدمی شریک دعوت ہوئے۔ کھانے کے وقت آنحضرت ﷺ نے دس دس آدمیوں کی ٹولیاں کر دی تھیں، باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے۔

اسی دعوت میں آیت حجاب اتری، جس کی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی جو مدعو تھے کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ رسول کریم ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ فرط مروت سے خاموش تھے۔ بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے۔ اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کا منہ دیوار کی طرف تھا۔

آنحضرت ﷺ کی آمد ورفت کو دیکھ کر بعض لوگوں کو خیال آیا اور اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے اطلاع دی۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اس طرح گویا ہوئی۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ ❸

❶ بخاری: کتاب التفسیر: باب قولہ: ﴿وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ﴾ رقم ۴۷۸۷۔

❷ [۳۳/الاحزاب:۳۷] ❸ [۳۳/الاحزاب:۵۳]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو نبی کے گھروں پر مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے' ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو' اس بات سے نبی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے۔ سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر مانگو۔''

آپ ﷺ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہوگئی۔ یہ ذوالقعدہ ۵ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں۔ ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک رسم کہ متبنیٰ اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے' مٹ گئی۔ مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر نظر آیا کہ آزاد و غلام کی تمیز اٹھ گئی۔ پردہ کا حکم ہوا۔ نکاح کے لئے وحی الٰہی آئی۔ ولیمہ میں تکلف ہوا۔ اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔ [1]

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں جو بیبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ (هِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) [2] ازواج میں سے وہی رسول ﷺ کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں۔''

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کی خاطر داری منظور رہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو سفیر بنا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور وہ ناکام واپس آئیں تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس خدمت کے لئے زیادہ موزوں تھیں۔ انہوں نے بڑی دلیری سے پیغام ادا کیا' اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش سن رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب تقریر کر چکیں تو مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس زور شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا لاجواب ہو کر رہ گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''کیوں نہ ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔'' [3]

---

[1] اسد الغابۃ: ۵/۴۶۴۔ الاصابۃ: ۴/۳۱۳، رقم ۴۷۰۔ [2] مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا' رقم ۶۲۹۰۔ [3] مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا' رقم ۶۲۹۰۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وفات

آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تھا۔

((اَسْرَعُكُنَّ لِحَاقًا بِیْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا))

''تم میں مجھ سے جلد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔'' [1]

یہ استعارۃً فیاضی کی طرف اشارہ تھا' لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس کو حقیقت سمجھیں چنانچہ باہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیشن گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے انتقال کیا۔ کفن کا خود سامان کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کفن دیں تو ان میں سے ایک کو صدقہ کر دینا۔ چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا۔ انہوں نے کہا وہ شخص جوان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ' محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن ابی احمد بن جحش رضی اللہ عنہ نے ان کو قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں سپرد خاک کیا۔ [2]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ۲۰ ھ میں انتقال کیا اور ۵۳ برس کی عمر پائی واقدی نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت ۳۵ سال کی تھیں' لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے عام روایت کے مطابق ان کی عمر ۳۸ سال تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا جو ولید بن عبدالملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم میں خرید کیا اور وہ مسجد نبوی ﷺ میں شامل کر دیا گیا۔ [3]

حلیہ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کوتاہ قامت لیکن خوبصورت اور موزوں اندام تھیں۔ [4]

فضل وکمال

روایتیں کم کرتی تھیں۔ کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روایتیں منقول ہیں۔ راویوں

[1] اسد الغابۃ: ۵/ ۴۶۵۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۴، رقم ۴۷۰۔ [2] اسد الغابۃ: ۵/ ۴۶۵۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۴۔

[3] الطبقات: ۸/ ۸۱۔ [4] زرقانی: ۳/ ۳۸۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا' زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا' محمد بن عبداللہ بن جحش (برادرزادہ) کلثوم بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہیں۔

اخلاق

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

(كَانَتْ زَيْنَبُ صَالِحَةً صَوَّامَةً قَوَّامَةً) [1]

''یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نیک خو' روزہ دار اور نماز گزار تھیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

(لَمْ اَرَامْرَءَةً قَطُّ خَيْراً فِي الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ وَاَتْقٰى لِلّٰهِ وَاَصْدَقَ حَدِيْثًا وَاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَعْظَمَ صَدَقَةً وَاَشَدَّ اِبْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقَ بِهِ وَتُقَرِّبُ بِهِ اِلَى اللّٰهِ مَاعَدَا سَوْرَةٍ مِنْ حَدَّةٍ كَانَتْ فِيْهَا تَسْرَعُ مِنْهَا الْفِيْئَةَ)۔ [2]

میں نے کوئی عورت زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ دیندار' زیادہ پرہیز گار' زیادہ راست گفتار' زیادہ فیاض' مخیر اور اللہ کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زہد و تورع میں یہ حال تھا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمنہ شریک تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔

(مَاعَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا)

''مجھ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اس صدق و اقرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔

عبادت میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے' حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس معاملہ میں کچھ بول اٹھیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا۔ آپ نے فرمایا ان سے درگزر کرو یہ اوّاہ ہیں [3] (یعنی خاشع و متضرع ہیں)۔

---

[1] الاصابۃ: ۴/۳۱۳۔ [2] مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا' رقم ۶۲۹۰۔

[3] الاصابۃ: ۴/۳۱۴' رقم ۴۷۰۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہایت قانع اور فیاض طبع تھیں۔ خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو مدینہ کے فقرا اور مساکین میں سخت کھلبلی پیدا ہوگئی اور وہ گھبرا گئے۔ [1] ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا سالانہ نفقہ بھیجا۔ انہوں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کردو۔ برزہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمہارا ہے دیکھا تو پچاسی درہم نکلے۔ جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی یا اللہ اس سال کے بعد میں عمر رضی اللہ عنہ کے عطیہ سے فائدہ نہ اٹھاؤں۔ دعا قبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہوگیا۔ [2]

[1] الاصابۃ: ۴/۳۱۴۔ ۲۷۰۔ الطبقات: ۸/۸۱۔ [2] الطبقات: ۸/۷۸، ترجمہ زینب رضی اللہ عنہا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

8

ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

جویریہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔

حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔ [2]

نکاح

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے۔ چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لئے بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ انہوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا۔ ۲ شعبان ۵ ھ کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل ہے پہنچ کر قیام کیا۔ لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں، اس لئے اس کی جمعیت منتشر ہوگئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا۔ لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے۔ مسلمانوں نے دفعتاً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور ۱۱ آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے جن کی تعداد تقریباً ۶۰۰ سو تھی۔ غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ابن اسحاق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی غلام بنا کر تقسیم کر دیئے گئے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں، انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ

---

[1] الطبقات: ۸/۸۳۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۱۹۔ الاصابۃ: ۸/۲۶۷۔۲۶۲۔

[2] الطبقات: ۸/۸۳۔ اسد الغابۃ: ۸/۴۲۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مکاتبت کر لو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو۔ ثابت نے ۹ اوقیہ سونے پر منظور کیا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس روپیہ نہ تھا' چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں۔ آنحضرت ﷺ کے پاس بھی آئیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔

ابن اسحٰق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت شیریں ادا تھیں۔ میں نے ان کو آنحضرت ﷺ کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ آنحضرت ﷺ پر بھی ان کے حسن و جمال کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا۔ غرض وہ آنحضرت ﷺ کے پاس گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تمہاری طرف سے میں روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں"۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے وہ رقم ادا کر دی اور ان سے شادی کر لی۔ لیکن دوسری روایت میں اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں' تو حارث آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ "میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی' میری شان اس سے بالاتر ہے میں اپنے قبیلہ کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ ﷺ اس کو آزاد کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے' حارث نے جا کر جویریہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ محمد ﷺ نے تیری مرضی پر رکھا ہے' دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا۔ انہوں نے کہا "میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔" چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کا زر فدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ [1]

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ نے نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے دفعتاً رہا کر دیئے گئے۔ فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا' ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔ [3]

[1] الطبقات: ۸/۴۴، ترجمہ جویریہ رضی اللہ عنہا۔ [2] ابن سعد: ۸/۴۶۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۲۰۔
[3] اسد الغابۃ: ۵/۴۲۰۔ مستدرک حاکم: ۴/۲۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بدفالی تھی۔ 1

وفات

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ربیع الاول ۵۰ ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کا سن ۶۵ برس کا تھا۔ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

حلیہ

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا خوبصورت اور موزوں اندام تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

(كَانَتِ امْرَاَةً حَلْوَةً مَلَاحَةً لَايَرَاهَا اَحَدٌ اِلَّا اَخَذَتْ بِنَفْسِه.) 2

فضل وکمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں۔ ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما' جابر رضی اللہ عنہ' ابن عمر رضی اللہ عنہما' عبید بن السباق' طفیل' ابوایوب مراغی' کلثوم' ابن مصطلق' عبداللہ بن شداد بن الہاد۔ کریب

اخلاق

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں' ایک دن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے' دوپہر کے قریب آئے تب بھی ان کو اسی حالت میں پایا۔ 3

جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کل روزہ سے تھیں؟ بولیں "نہیں" فرمایا: تو کل رکھو گی؟" جواب ملا "نہیں" ارشاد ہوا "تو پھر تم کو افطار کر لینا چاہیے۔" 4

(دوسری روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے ان تین دنوں

---

1 اسد الغابۃ: ۵/۴۲۰۔ 2 اسد الغابۃ: ۵/۴۲۰۔
3 اسد الغابۃ: ۵/۴۲۔ مستدرک الحاکم: ۴/۲۷۔
4 بخاری: کتاب الصوم' باب صوم یوم الجمعۃ، رقم ۱۹۸۶۔ مسند احمد: ۶/۴۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ایک دن جمعہ کا ضرور ہوتا تھا۔ اس لئے تنہا جمعہ کے دن ایک روزہ رکھنے میں علما کا اختلاف ہے۔ ائمہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی جواز کی روایت ہے' بعض شافعیہ نے اس سے روکا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ❶ امام یوسف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لیا جایا کرے۔ ❷ یہ بحث صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق ہے اور دنوں سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی۔ اور ان کے گھر آتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آکر پوچھا کہ "کچھ کھانے کو ہے"؟ جواب ملا "میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا' وہی رکھا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں" فرمایا "اسے اٹھا لاؤ' کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس کو پہنچ چکا۔" ❸

---

❶ فتح الباری: جلد ۴' ص ۲۰۴۔ ❷ بذل المجہود: جلد ۳' ص ۱۶۹۔

❸ مسند احمد: ۶/ ۴۳۰۔ مستدرک حاکم: ۴/ ۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

رملہ نام، کنیت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، سلسلہ نسب یہ ہے۔ رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ [2]

نکاح

عبیداللہ بن جحش سے کہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا۔ [3]

اسلام

اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حبش کو ہجرت کی۔ حبش میں جا کر عبیداللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا، لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں۔ اب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المؤمنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو۔ عبیداللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی، مے نوشی کی عادت ہو گئی آخر ان کا انتقال ہو گیا۔ [4]

نکاح ثانی

عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا۔ جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ سے پیغام دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لئے لکھا ہے۔ انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں۔ جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا۔ نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جہاز

[1] ترجمتها، الاصابة: ۴/ ۳۰۵، رقم ۴۴۳۔ زرقانی: ۳/ ۲۷۶۔ اسد الغابة: ۵/ ۴۵۷۔ مستدرک: ۴/ ۲۱۔

[2] الاصابة: ۴/ ۳۰۵، رقم ۴۴۳۔ زرقانی: ۳/ ۲۷۶۔ حاکم: ۴/ ۲۱۔

[3] الاصابة: ۴/ ۳۰۵ رقم ۴۴۳۔ زرقانی: ۳/ ۲۷۶۔

[4] الاصابة: ۴/ ۳۰۵، رقم ۴۴۳۔ زرقانی: ۳/ ۲۷۶۔ المستدرک الحاکم: ۴/ ۲۲، رقم ۶۷۷۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بیٹھ کر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ میں اتریں آنحضرت ﷺ اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ ۷ھ یا ۶ھ کا واقعہ ہے۔ 1 اس وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۶'۳۷ سال کی تھی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ ہم نے جو روایت لی ہے وہ مسند کی ہے اور مشہور روایتوں کے مطابق ہے۔ البتہ مہر کی تعداد میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے۔ عام روایت یہ ہے اور مسند میں بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر چار چار سو درہم تھا' اس بنا پر چار سو دینار راوی کا سہو ہے۔ اس موقع پر ہم کو صحیح مسلم کی ایک روایت کی تنقید کرنا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابوسفیان کو نظر اٹھا کر دیکھنا اور ان کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے اس بنا پر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے ۳ چیزوں کی درخواست کی جن میں ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیجئے' آنحضرت ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ 2 اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں داخل نہیں ہوئی تھیں لیکن یہ راوی کا وہم ہے۔ چنانچہ ابن سعد' ابن حزم' ابن جوزی' ابن اثیر' بیہقی اور عبدالعظیم منذری نے اس کے خلاف روایتیں کی ہیں اور ابن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

وفات

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۴۴ھ میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۷۳ برس تھی۔ قبر کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی (حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حسین) سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے مکان کا ایک گوشہ کھدوایا تو ایک کتبہ برآمد ہوا کہ "یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے۔" چنانچہ اس کو میں نے اسی جگہ رکھ دیا۔ 3

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلایا اور کہا (کہ سوکنوں میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی کبھی ہو جایا کرتا تھا اس لئے مجھ کو معاف کر دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی) تو بولیں' تم نے مجھ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ تم کو خوش کرے۔ 4

1 زرقانی:۳/۲۷۷۔ مسند احمد:۶/۴۲۷۔ 2 مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل ابی سفیان' رقم ۶۴۰۹۔
3 استیعاب:۲/۷۵۰۔ 4 مستدرک حاکم:۴/۲۲' رقم ۶۷۷۳' ۲۳۷۱۔ الطبقات:۸/۷۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولاد

پہلے شوہر سے دو بچے پیدا ہوئے۔ عبداللہ اور حبیبہ' حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آغوش نبوت میں تربیت پائی' اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں' جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

حلیہ

خوبصورت تھیں۔ صحیح مسلم میں خود ابوسفیان کی زبانی منقول ہے۔

(عِنۡدِیۡ اَحۡسَنُ الۡعَرَبِ وَاَجۡمَلُهٗ اُمُّ حَبِیۡبَةَ.) [1]

''میرے ہاں عرب کی حسین تر اور جمیل تر عورت موجود ہے۔''

فضل وکمال

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی کتابوں میں (۶۵) روایتیں منقول ہیں۔ راویوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے' بعض کے نام یہ ہیں۔ حبیبہ رضی اللہ عنہا (دختر) معاویہ رضی اللہ عنہ' اور عتبہ رضی اللہ عنہ پسران ابو سفیان' عبداللہ بن عتبہ' ابوسفیان بن سعید ثقفی (خواہرزادہ) سالم بن سوار (مولیٰ) ابوالجراح' صفیہ بنت شیبہ' زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا' عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' ابوصالح السمان' شہر ابن حوشب۔

اخلاق

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ (ابوسفیان) کفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے اور ان کے گھر گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا ابوسفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے؟ بولیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش ہے' آپ مشرک ہیں اور اس بنا پر ناپاک ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی۔ [2]

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں۔ ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے ستو کھا کر کلی کی تو بولیں تم کو وضو کرنا چاہیے' کیونکہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ [3]

---

[1] مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل ابی سفیان بن صخر بن حرب رضی اللہ عنہ' ۶۴۰۹۔

[2] الاصابۃ: ۴/۳۰۲، رقم ۳۳۴۔ الطبقات: ۸/۷۱۔ [3] مسند احمد: ۶/۳۲۶۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(یہ حکم منسوخ ہے یعنی پہلے تھا' پھر حضور ﷺ نے اس کو باقی نہیں رکھا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے (اور اگر پہلے سے وضو ہوتا) تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے' بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئندہ ملے گی)

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے۔ کہ کسی پر تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے' البتہ شوہر کے لئے ۴ مہینہ ۱۰ دن سوگ کرنا چاہئے۔ ❶
آنحضرت ﷺ سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ فرماتی ہیں (فَمَا بَرِحْتُ اُصَلِّیْهِنَّ بَعْدُ!) میں ان کو ہمیشہ پڑھتی ہوں' اس کا یہ اثر ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن اویس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر یہ نمازیں پڑھتے تھے۔ ❷
فطرۃً نیک مزاج تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے کہا میری بہن سے آپ ﷺ نکاح کر لیجئے فرمایا ''کیا تمہیں یہ پسند ہے''۔ بولیں ''ہاں میں ہی آپ ﷺ کی تنہا بیوی نہیں ہوں' اس لئے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ ﷺ کے نکاح کی سعادت میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو۔'' ❸

---

❶ الطبقات: ۸/۷۰ فی طبقات النساء۔ مسند احمد: ۶/۳۲۶۔
❷ مسند احمد: ۶/۳۲۷۔
❸ بخاری: کتاب النکاح' باب: ﴿وَاُمَّهَاتُكُمُ اللّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ رقم ۵۱۰۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

15 ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

میمونہ نام، قبیلہ قریش سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے۔ میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن روبتہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصیفہ بن قیس بن عیلان بن مضر۔ والدہ قبیلہ حمیر سے تھیں ان کا نام ونسب حسب ذیل ہے۔ ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطۃ بن جرش۔

نکاح

پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح ہوا۔ ❷ لیکن کسی وجہ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی پھر ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں۔ ابورہم نے ۷ ھ میں وفات پائی تو لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتساب کی کوشش کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ ۷ھ میں عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے تھے اسی احرام کی حالت میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ ❸ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نکاح کے متولی ہوئے تھے۔ ❹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ سے فارغ ہو کر جب مدینہ واپس ہوئے تو سرف میں جو مدینہ کے راستہ پر مکہ سے ۱۰ میل ہے قیام فرمایا۔ ❺ حضرت ابورافع (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو لے کر سرف پہنچے اور یہیں رسم عروسی ادا ہوئی۔ ❻ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نکاح تھا۔ ❼ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سب سے آخری بیوی تھیں۔

وفات

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف میں ان کا نکاح ہوا تھا اور سرف ہی میں انہوں نے انتقال بھی

---

❶ ترجمتھا، الطبقات: ۸/۹۴۔ الاصابۃ: ۴/۱۲، رقم ۱۲۔ ❷ زرقانی: ۳/۲۸۸۔

❸ نسائی: کتاب النکاح، باب الرخصۃ فی نکاح المحرم، رقم ۳۲۷۳۔ بخاری: کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، ۴۲۵۸۔

❹ نسائی: کتاب النکاح، باب الرخصۃ فی نکاح المحرم، رقم ۳۲۷۵۔ الطبقات: ۸/۹۵۔

❺ تہذیب التہذیب: ۱۲/۴۸۰، ۲۸۹۸۔ نساء حول الرسول، ص ۱۰۸۔ ❻ الطبقات: القسم الاول، ۲/۸۹۔

❼ ذیل المذیل طبری: ۱۳/۲۴۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ❶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا صحاح میں ہے کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو باادب آہستہ لے چلو۔" ❷ سال وفات کے متعلق اگرچہ اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ انہوں نے ۵۱ ھ میں وفات پائی۔

فضل وکمال

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ۴۶ حدیثیں مروی ہیں، جن میں بعض سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پراگندہ ہوئے، تو کہا بیٹا! اس کا کیا سبب ہے؟ جواب دیا ام عمار میرے کنگھا کرتی تھیں اور آج کل ان کے ایام کا زمانہ ہے بولیں کیا خوب! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت میں ہوتی تھیں اسی طرح ہم چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھ آتی تھیں۔ بیٹا! کہیں یہ ہاتھ میں بھی ہوتا ہے۔ ❸

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے جن بزرگوں نے روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عبداللہ بن شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن السائب، یزید بن اصم (یہ سب ان کے بھانجے تھے) عبیداللہ الخولانی (ربیب تھے) ندبہ (کنیز تھیں) عطاء بن یسار سلیمان بن یسار (غلام تھے) ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس اکریب (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام) عبیدہ بن سباق عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عالیہ بنت سبیع۔

اخلاق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

(اِنَّھَا كَانَتْ اَتْقَانَا لِلّٰهِ وَاَوْصَلَنَا لِلرَّحِمِ) ❹

میمونہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتی اور صلہ رحمی کرتی تھیں۔

احکام نبوی کی تعمیل ہر وقت پیش نظر رہتی تھی۔ ایک دفعہ ان کی کنیز بدیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر گئی تو دیکھا کہ میاں بیوی کے بچھونے دور دور بچھے ہیں، خیال ہوا کہ شاید کچھ رنجش ہوگئی ہے لیکن

❶ بخاری: کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، رقم ۴۲۵۸۔ الاصابۃ: ۴/۴۱۳، رقم ۱۰۲۶۔

❷ بخاری: کتاب النکاح، باب کثرۃ النساء، رقم ۵۰۶۷۔ مسند احمد: ۶/۳۳۳۔ ❸ مسند احمد: ۶/۳۳۱۔

❹ الاصابۃ: ۴/۴۱۳، رقم ۱۰۲۶۔ الطبقات: ۸/۹۹۔ الحاکم: ۴/۳۲، ۶۷۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دریافت سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما (بیوی کے ایام کے زمانہ میں) اپنے بستر ان سے الگ کر لیتے ہیں۔ آ کر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو بولیں' ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے اس قدر کیوں اعراض ہے؟ آپ برابر ہم لوگوں کے بچھونوں پر آرام فرماتے تھے۔ ❶

ایک عورت بیمار پڑی تو اس نے منت مانی تھی کہ شفا ہونے پر بیت المقدس جا کر نماز پڑھے گی۔ اللہ کی شان وہ اچھی ہوگئی اور سفر کی تیاریاں شروع کیں۔ جب رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم یہیں رہو اور مسجد نبوی میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ ❷

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو غلام آزاد کرنے کا شوق تھا ایک لونڈی کو آزاد کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تم کو اس کا اجر دے)۔ ❸

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی قرض لیتی تھیں۔ ایک بار زیادہ رقم قرض لی تو کسی نے کہا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی؟ فرمایا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے اللہ خود اس کا قرض ادا کر دیتا ہے۔" ❹

---

❶ مسند احمد: ٦/٣٣٢۔ ❷ مسند احمد: ٦/٣٣٣۔
❸ مسند احمد: ٦/٣٣٢۔ ❹ مسند احمد: ٦/٣٣٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

11

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

اصلی نام زینب تھا' لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی تھیں۔اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصہ کو جو امام یا بادشاہ کے لئے مخصوص ہوتا تھا' صفیہ کہتے تھے اس لئے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے۔باپ کا نام حیی بن اخطب تھا جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ماں جس کا نام ضرد تھا' سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے' جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

نکاح

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی۔سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا۔کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئیں۔جب خیبر کے تمام قیدی جمع کئے گئے تو دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی کی درخواست کی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتخاب کرنے کی اجازت دی' انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کیا۔لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آپ نے رئیسہ بنو نضیر و قریظہ کو دحیہ کو دیدیا' وہ تو صرف آپ کے لئے سزاوار ہے۔مقصود یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب نہیں۔ چنانچہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے دوسری لونڈی عنائت فرمائی اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ [2] خیبر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا کی۔ [3] اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی۔وہاں سے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] ترجمتھا' الاصابۃ:۴/۳۴۶' رقم ۶۵۰۔ الطبقات:۸/۸۵' فی النساء۔ زرقانی:۳/۲۹۲۔ اسد الغابۃ:۵/۴۹۰۔

[2] الاصابۃ:۴/۳۴۶' رقم ۶۵۰۔ الطبقات:۸/۸۶' فی النساء۔

[3] الاصابۃ:۴/۳۴۷۔۶۵۰۔ الطبقات:۸/۸۶' فی جزء النساء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو خود اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا۔ یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں داخل ہو گئیں۔ ❶

عام حالات

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے' جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام محاصرہ میں جو ۳۵ھ میں ہوا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بے حد مدد کی تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ضروریات زندگی مسدود کر دی گئیں اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ تو وہ خود خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں۔ غلام ساتھ تھا۔ اشتر کی نظر پڑی تو انہوں نے آ کر خچر کو مارنا شروع کیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں واپس جاتی ہوں' تم خچر کو چھوڑ دو۔ گھر واپس آئیں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کیا۔ وہ ان کے مکان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ ❷

وفات

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے رمضان ۵۰ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۶۰ سال کی تھی۔ ایک لاکھ ترکہ چھوڑا اور ایک ثلث کے لئے اپنے یہودی بھانجے کے لئے وصیت کر گئیں۔ ❸

حلیہ

آپ رضی اللہ عنہا چھوٹے قد کی اور حسین تھیں۔ ❹

فضل وکمال

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں۔ جن کو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ' اسحاق بن عبداللہ بن حارث' مسلم بن صفوان۔ کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

---

❶ الطبقات: ۸/ ۸۷، طبقات النساء۔ ❷ الطبقات: ۸/ ۹۱ جزو النساء۔ الاصابۃ: ۸/ ۳۴۸، ۶۵۰۔

❸ الطبقات: ۸/ ۹۳، جزو النساء۔ زرقانی: ۳/ ۲۹۷۔

❹ نساء حول الرسول' ص ۹۳۔ مسلم: کتاب النکاح' باب فضیلۃ المناقۃ امتہ ثم یتزوجھا، رقم ۳۵۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں۔

چنانچہ حضرت صہیرہ بنت جیفر رضی اللہ عنہا حج کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ صہیرہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مقصد تھا اس لئے انہوں نے کوفہ کی عورتوں سے سوال کرائے۔ ایک فتویٰ نبیذ کے متعلق تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں۔ ❶

اخلاق

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے۔ اسد الغابہ میں ہے۔

(كَانَتْ عَاقِلَةً مِنْ عُقَلَاءِ النِّسَاءِ) ❷ ''وہ نہایت عاقلہ تھیں۔''

زرقانی میں ہے۔

(كَانَتْ صَفِيَّةُ عَاقِلَةً حَلِيمَةً فَاضِلَةً)

''یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا عاقل، فاضل اور حلیم تھیں۔'' ❸

حلم و تحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے۔ غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں، لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اور ان کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی۔

ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یہودیہ کہا، ان کو معلوم ہوا تو رونے لگیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر ان کی شکایت کیا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دن کہا کہ ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے۔ وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لئے ایک شخص کو بھیجا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ہم کو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے۔ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش و اقارب ہیں۔ اس کے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی ''ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔'' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔ ❹

---

❶ مسند احمد: ۶/ ۳۳۷۔ ❷ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۹۰۔

❸ زرقانی: ۳/ ۲۹۲۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۴۷، ۶۵۰۔ ❹ زرقانی: ۳/ ۲۹۶۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۴۷، ۶۵۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت تھی۔ چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں "کاش! آپ کی بیماری مجھ کو ہو جاتی"۔ ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ 1 (یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے۔)

آنحضرت ﷺ کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ ایک بار آپ سفر میں تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی ساتھ تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ سوء اتفاق سے بیمار ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ضرورت سے زیادہ اونٹ تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دے دو۔ انہوں نے کہا' کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے۔ 2 ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے قد و قامت کی نسبت چند جملے کہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے۔ 3 (یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے۔)

ایک بار آپ ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے' دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ "عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں۔ ہم آپ ﷺ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچازاد بہن بھی ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ "ہارون علیہ السلام میرے باپ' موسیٰ علیہ السلام میرے چچا اور محمد ﷺ میرے شوہر ہیں اس لئے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو۔" 4

سفر حج میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا تھا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ نے رداء اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے۔ آپ ﷺ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔ 5

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں۔ چنانچہ جب وہ ام المؤمنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔ 6

کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے پاس تحفتاً بھیجا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اس کا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

---

1 زرقانی: ۳/۲۹۶۔ 2 زرقانی: ۳/۲۹۶۔ الطبقات: ۸/۹۰ جزء النساء۔ 3 ابوداؤد: ۲/۱۹۳۔
4 زرقانی: ۳/۲۹۶۔ ترمذی: کتاب المناقب' باب فضل ازواج النبی ۳۸۹۲۔ 5 زرقانی: ۳/۲۹۶۔ 6 ایضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

12

حضرت زینب رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں‘ بعثت سے دس برس پہلے جب آنحضرت ﷺ کی عمر ۳۰ سال کی تھی‘ پیدا ہوئیں۔

نکاح

ابوالعاص بن ربیع لقیط سے جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد بھائی تھے نکاح ہوا۔

عام حالات

نبوت کے تیرہویں سال جب آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو اہل وعیال مکہ میں رہ گئے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اپنی سسرال میں تھیں۔ غزوہ بدر میں ابوالعاص کفار کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ انصاری نے ان کو گرفتار کیا اور اس شرط پر رہا کئے گئے کہ مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھیج دیں گے۔ [2]

ابوالعاص نے مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ کفار کے تعرض کا خوف تھا کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لئے تھے۔ مقام ذی طوی میں پہنچے تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا۔ ہبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ سے زمین پر گرا دیا۔ وہ حاملہ تھیں اور حمل گر گیا۔ کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ ”اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہوگا“ لوگ ہٹ گئے تو ابوسفیان سرداران قریش کے ساتھ آیا اور کہا ”تیر روک لو‘ ہم کو کچھ گفتگو کرنی ہے“۔ انہوں نے تیر ترکش میں ڈال دیئے۔ ابوسفیان نے کہا ”محمد (ﷺ) کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں تم کو معلوم ہیں۔ اب اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال کر لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ ہماری کمزوری ہے۔ ہم کو زینب رضی اللہ عنہا کے روکنے کی ضرورت نہیں جب شور و ہنگامہ کم ہو جائے اس وقت چوری چھپے لے جانا“ کنانہ نے یہ رائے تسلیم کی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ واپس آئے۔ چند روز کے بعد ان کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے پہلے سے بھیج دیا تھا۔ وہ بطن یاجج میں

[1] الطبقات: ۸/۲۰، طبقات النساء۔ زرقانی: ۳/۲۲۲۔ [2] الطبقات: ۸/۲۰۔ زرقانی: ۳/۲۲۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ کنانہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے حوالے کیا' وہ ان کو لے کر روانہ ہو گئے۔ [1]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ میں آئیں اور اپنے شوہر ابو العاص کو حالت شرک میں چھوڑا۔ جمادی الاول ٦ ھ میں ابو العاص' قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ١٧٠ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ مقام عیص میں قافلہ ملا۔ کچھ لوگ گرفتار کیے گئے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ ان ہی میں ابو العاص بھی تھے۔ ابو العاص آئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو پناہ دی اور ان کی سفارش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مال بھی واپس کرا دیا۔ ابو العاص نے مکہ جا کر لوگوں کی امانتیں ان کے حوالہ کیں اور اسلام لے آئے۔ اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ میں آئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو حالت شرک میں چھوڑا تھا' اس لئے دونوں میں باہم تفریق ہو گئی تھی۔ وہ مدینہ آئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا دوبارہ ان کے نکاح میں آئیں۔ ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوئی جدید نکاح نہیں ہوا۔ لیکن دوسری روایت میں تجدید نکاح کی تصریح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو اگرچہ اسناد کے لحاظ سے دوسری روایت پر ترجیح ہے' لیکن فقہا نے دوسری صورت پر عمل کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ نکاح جدید کے مہر اور شرائط وغیرہ میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا ہوگا اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو نکاح اول سے تعبیر کیا ورنہ بعد تفریق نکاح ثانی ضروری ہے۔

حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شریفانہ تعلقات کی تعریف کی۔ [2]

وفات

نکاح جدید کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت کم زندہ رہیں اور ٨ ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا' حضرت سودہ رضی اللہ عنہا' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو غسل دیا جس کا طریقہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی خود قبر میں اترے اور اپنے نور دیدہ کو خاک کے سپرد کیا۔ اس وقت چہرہ مبارک پر حزن و ملال کے آثار

[1] زرقانی:٣/٢٢٣۔

[2] زرقانی:٣/٢٢٤۔ الطبقات:٨/٢١۔ بخاری: کتاب الشروط' باب الشروط فی المھر عند عقدۃ النکاح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمایاں تھے۔ ❶

اولاد

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے دو اولاد چھوڑی علی اور امامہ رضی اللہ عنہا۔ علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی۔ لیکن عام روایت یہ ہے کہ سن رشد کو پہنچے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔ فتح مکہ میں یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے۔ امامہ رضی اللہ عنہا عرصہ تک زندہ رہیں' ان کا حال آگے آئے گا۔

اخلاق وعادات

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے شوہر ابو العاص رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو ریشمی چادر اوڑھے دیکھا تھا جس پر زرد دھاریاں پڑی ہوئی تھیں۔ ❷

---

❶ زرقانی: ۳/ ۲۲۳۔ ❷ الطبقات: ۸/ ۲۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

13

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ❶

نام و نسب

مشہور روایت کے مطابق حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں جو ۳۳ قبل نبوت میں پیدا ہوئیں۔

نکاح

پہلے ابولہب کے بیٹے (عتبہ) سے شادی ہوئی۔ یہ قبل نبوت کا واقعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی ابولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ سے ہوئی تھی۔

اسلام

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کا اظہار فرمایا تو ابو لہب نے بیٹوں کو جمع کر کے کہا ''اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے''۔ دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

عام حالات

نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبش کی طرف ہجرت کی، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ گئیں۔ جب واپس آئیں تو مکہ کی سرزمین پہلے سے زیادہ خونخوار تھی۔ چنانچہ دوبارہ ہجرت کی، مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا کچھ حال معلوم نہ ہوا۔ ایک عورت نے آکر خبر دی کہ ''میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور فرمایا کہ ''ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بی بی کو لے کر ہجرت کی ہے۔ ❷

اس مرتبہ حبش میں زیادہ عرصہ تک مقیم رہیں۔ جب یہ خبر پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں تو چند بزرگ جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں مکہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی، جہاں انہوں نے

---

❶ ترجمتھا' اسد الغابۃ: ۴۵۶/۵۔ زرقانی: ۲۲۵/۳۔ الطبقات: ۲۴/۸۔

❷ اسد الغابۃ: ۴۲۷/۵۔ زرقانی: ۲۲۶/۳۔ طبقات ابن سعد: ۲۴/۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کیا۔

وفات

۲ھ میں جو غزوہ بدر کا سال تھا' حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے دانے نکلے اور نہایت سخت تکلیف ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں بدر کی تیاریاں کر رہے تھے۔ غزوہ کو روانہ ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا۔ 1 عین اسی دن جس دن زید بن رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آ کر فتح کا مژدہ سنایا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ لیکن جب واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ پہلے جا چکے اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ" اس فقرہ نے عورتوں میں کہرام برپا کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوڑا لے کر مارنے کے لئے اٹھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا "رونے میں کچھ ہرج نہیں لیکن نوحہ اور بین شیطانی حرکت ہے اس سے قطعاً بچنا چاہئے"۔ سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں' وہ قبر کے پاس بیٹھ کر روتی جاتی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

اولاد

حبش کے زمانہ قیام میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا' جس کا نام عبداللہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اسی کے نام پر تھی۔ چھ سال تک زندہ رہا۔ ایک مرتبہ ایک مرغ نے اس کے چہرہ پر چونچ ماری اور جاں بحق ہو گیا۔ یہ جمادی الاول ۴ھ کا واقعہ ہے۔ عبداللہ کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حلیہ

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا خوبرو اور موزوں اندام تھیں۔ زرقانی میں ہے۔ كَانَتْ بَارِعَةَ الْجَمَالِ "وہ نہایت جمیل تھیں۔" 2

---

1 اسد الغابۃ:۵/۲۲۶۔ زرقانی:۳/۲۲۷۔ الطبقات:۸/۲۴۔ 2 زرقانی:۳/۲۲۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

14

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

حضرت ام کلثوم تیسری صاحبزادی ہیں' اور کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں۔

نکاح

۳ ھ میں جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر لیا۔ بخاری میں ہے کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تامل کیا لیکن دوسری روایتوں میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا "میں تم کو عثمان سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عثمان کے لئے تم سے بہتر شخص ڈھونڈتا ہوں۔ تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کردو اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا ہوں" بہرحال نکاح ہوا' اور نکاح کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۶ برس تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں۔

وفات

شعبان ۹ ھ میں وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا۔ قبر پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' فضل ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔ [2]

اولاد

کوئی اولاد نہیں ہے۔

---

[1] ترجمتھا' الطبقات لابن سعد: ۸/ ۲۵۔ زرقانی: ۳/ ۲۲۸۔ [2] الطبقات: ۵/ ۲۶۔ زرقانی: ۳/ ۲۲۸، ۲۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

15

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

فاطمہ رضی اللہ عنہا نام تھا' اور زہرہ لقب تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے کم سن تھیں۔ سنہ ولادت میں اختلاف ہے۔ ایک روایت ہے کہ ایک بعثت میں پیدا ہوئیں۔ ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ ابراہیم کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد قبل نبوت پیدا ہوئی۔ آپ کی بعثت چالیس ۴۰ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ اس بنا پر بعضوں نے دونوں روایتوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ ایک بعثت کے آغاز میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی اور چونکہ دونوں کی مدت میں بہت کم فاصلہ ہے' اس لئے یہ اختلاف روایت ہو گیا ہوگا۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بعثت سے پانچ برس پہلے جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ پیدا ہوئیں' بعض روایتوں میں ہے کہ نبوت سے تقریباً ایک سال پیشتر پیدا ہوئیں۔

نکاح

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مشہور روایت کے مطابق جب ۱۸ سال اور اگر ایک بعثت کو ان کا سال ولادت تسلیم کیا جائے تو پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینہ کی ہوئیں تو ذی الحجہ ۲ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کا حکم ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جرأت کی' ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا' بلکہ وہی الفاظ فرمائے۔ لیکن بظاہر یہ روایت صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ حافظ ابن حجر نے اصابہ میں ابن سعد کی اکثر روایتیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حال میں روایت کی ہیں' لیکن اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مرضی دریافت کی' وہ چپ رہیں' یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کیا ہے؟ بولے کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا ''اور وہ حطمیہ زرہ کیا ہوئی''؟ (جنگ بدر میں ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس وہ

[1] ترجمتھا' زرقانی: ۳/۲۳۱۔ الطبقات: ۸/۱۱، فی النساء۔ الاصابۃ: ۴/۳۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافی ہے۔ 1 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اس کو ۴۸۰ درہم پر فروخت کیا' اور قیمت لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔

زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سرمایہ تھا' وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نذر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس رہتے تھے۔ شادی کے بعد ضرورت ہوئی کہ الگ گھر لیں۔ حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے متعدد مکانات تھے' جن میں سے وہ کئی مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر چکے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان ہی سے کوئی مکان دلوا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں تک' اب ان سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حارثہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو دوڑے آئے کہ حضور میں اور میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ کا ہے۔ اللہ کی قسم میرا جو مکان آپ لے لیتے ہیں مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ وہ میرے پاس رہ جائے۔ غرض انہوں نے اپنا ایک مکان خالی کر دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس میں اٹھ گئیں۔

شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عالم رضی اللہ عنہا کو جو جہیز دیا وہ بان کی چارپائی' چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے' ایک چھاگل' دو مٹی کے گھڑے' ایک مشک اور دو چکیاں' اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کی رفیق رہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب نئے گھر میں جالیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگی۔ پھر اندر آئے۔ ایک برتن میں پانی منگوایا' دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا' وہ شرم سے لڑکھڑاتی آئیں' ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں بہتر شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔ 2

داغ بے پدری

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مشہور روایت کے مطابق ۲۹ سال کی تھی کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین اولاد تھیں اور اب صرف

---

1 الطبقات: ۱۲/۸۔ زرقانی: ۲۳۱/۳۔ الاصابۃ: ۳۷۷/۴، رقم ۸۳۰۔

2 یہ تمام تفصیل صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۱' طبقات ابن سعد ج ۸' زرقانی ج ۲ اور الاصابہ ج ۸ سے ماخوذ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہی باقی رہ گئی تھیں' اس لئے ان کو صدمہ بھی اوروں سے زیادہ ہوا۔ وفات سے پہلے ایک دن آنحضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا' تشریف لائیں تو ان سے کچھ کان میں باتیں کیں' وہ رونے لگیں۔ پھر بلا کر کچھ کان میں کہا تو ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تو کہا ''پہلی دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا' جب میں رونے لگی تو فرمایا کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آ کر ملو گی' تو ہنسنے لگی۔'' ❶

وفات سے پہلے جب بار بار آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر بولیں وَاکربَ اَبَاہُ' ہائے میرے باپ کی بے چینی! آپ ﷺ نے فرمایا ''تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا۔'' ❷ آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑی' اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جب تک زندہ رہیں کبھی تبسم نہیں فرمایا۔ ❸ بخاری میں لکھا ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نعش مبارک کو دفن کر کے واپس آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''کیا تم کو رسول اللہ ﷺ پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟'' ❹

آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد میراث کا مسئلہ پیش ہوا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ' ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن یہ تمام بزرگ میراث کے مدعی تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی ایک قائم مقام موجود تھا' چونکہ آنحضرت ﷺ کی جائیداد خالصہ جائیداد تھی' اور اس میں قانون وراثت جاری نہیں ہو سکتا تھا' اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اعزہ کو اپنے اعزہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں لیکن دقت یہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیا جو متروکہ چھوڑتے ہیں وہ کل کا کل صدقہ ہوتا ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی' اس بنا پر میں اس جائیداد کو کیونکر تقسیم کر سکتا ہوں' البتہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اہل بیت جس حد تک اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اب بھی اٹھا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اس گفتگو کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سخت قلق ہوا اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس قدر ناراض ہوئیں کہ آخر وقت تک ان سے گفتگو نہیں کی۔ ❺ (طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئی تھیں)۔ ❻

---

❶ بخاری: کتاب المغازی' باب مرض النبی ووفاتہ' رقم ۴۴۳۳۔ ابن ماجہ: کتاب الجنائز' باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ' رقم ۱۶۲۱۔ مسند احمد: ۶/۲۴۰۔ ❷ بخاری: کتاب المغازی' باب مرض النبی ووفاتہ ۴۴۳۳۔ ابن ماجہ: کتاب الجنائز' باب ذکر وفاتہ ودفنہ' رقم ۱۶۲۹۔ ❸ اسد الغابۃ: ۵/۵۲۴۔

❹ اسد الغابۃ: ۵/۵۲۴۔ مسند احمد: ۳/۲۰۴۔ بخاری: کتاب المغازی' باب مرض النبی ووفاتہ' رقم ۴۴۶۲۔

❺ بخاری: کتاب الفرائض' باب ۳۰۔ مسند احمد: ۱/۶۔ ❻ الطبقات لابن سعد: ۸/۱۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات

آنحضرت ﷺ کے انتقال کو ۶ ماہ گزرے تھے کہ رمضان ۱۱ھ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور آنحضرت ﷺ کی یہ پیشین گوئی کہ "میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے آکر ملوگی" پوری ہوئی' یہ منگل کا دن اور رمضان کی تیسری تاریخ تھی' اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا تھا۔ لیکن اگر دوسری روایتوں کا لحاظ کیا جائے تو اس سے مختلف ثابت ہوگا۔ چنانچہ ایک روایت میں ۲۴ سال' ایک میں ۲۵ سال اور ایک میں ۳۰ سال مذکور ہے۔ زرقانی نے لکھا ہے کہ پہلی روایت (۲۹ سال) زیادہ صحیح ہے۔ اگر ۴۱ (محمدی) کو سال ولادت قرار دیا جائے تو اس وقت ان کا یہ سن نہیں ہوسکتا تھا' البتہ اگر ۲۴ سال کی عمر تسلیم کی جائے تو اس سنہ کو سال ولادت قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے کہ پانچ برس قبل نبوت میں پیدا ہوئیں تو اس وقت ان کا سن ۲۹ سال کا ہوسکتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین میں خاص جدت کی گئی' عورتوں کے جنازہ پر جو آج کل پردہ لگانے کا دستور ہے اس کی ابتدا ان ہی سے ہوئی' اس سے پیشتر عورت اور مرد سب کا جنازہ کھلا ہوا جاتا تھا۔ چونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں انتہا کی حیا و شرم تھی اس لئے انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جس کو میں ناپسند کرتی ہوں' اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا جگر گوشہ رسول! میں نے حبش میں ایک طریقہ دیکھا ہے۔ آپ کہیں تو اس کو پیش کروں' یہ کہہ کر خرمے کی چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا تانا جس سے پردہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے حد مسرور ہوئیں کہ یہ بہترین طریقہ ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا جنازہ بھی اسی طریقہ سے اٹھایا گیا۔ [1]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے متعلق بھی سخت اختلاف ہے' بعضوں کا خیال ہے کہ وہ بقیع میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس مدفون ہوئیں' ابن زبالہ نے یہی لکھا ہے اور مؤرخ مسعودی نے بھی اسی قسم کی تصریح کی ہے۔ مؤرخ موصوف نے ۳۳۲ھ میں بقیع کی ایک قبر پر ایک کتبہ دیکھا تھا جس میں لکھا تھا کہ یہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ [2] لیکن طبقات کی متعدد روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں۔ [3]

ایک روایت یہ ہے کہ وہ خاص اپنے مکان میں دفن کی گئیں۔ اس پر ابن شبہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ پھر پردہ دار جنازہ کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن طبقات کی ایک روایت سے اس کا یہ جواب دیا

[1] اسد الغابۃ: ۵/۵۲۴۔ الطبقات: ۸/۱۸۔ [2] خلاصۃ الوفا: ص ۲۱۷۔

[3] الاصابۃ: ۴/۳۸۰، ۳۸۱۔ زرقانی: ۳/۲۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سلمیٰ کے گھر میں بیمار ہوئی تھیں وہیں انتقال کیا اور وہیں ان کو غسل دیا گیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ جنازہ اٹھا کر باہر لائے اور دفن کیا۔ ❶ آج حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر متفقہ طور پر دار عقیل ہی میں سمجھی جاتی ہے' چنانچہ محمد لبیب بک تنبونی نے جو ۱۳۲۷ھ میں خدیو مصر کے سفر حجاز میں ہمرکاب تھے' اپنے سفرنامہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ ❷

اولاد

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پانچ اولادیں ہوئیں' حسن رضی اللہ عنہ' حسین رضی اللہ عنہ' محسن رضی اللہ عنہ' ام کلثوم رضی اللہ عنہا' زینب رضی اللہ عنہا۔ محسن رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی میں انتقال کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ' حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ میں مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے نہایت محبت تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل باقی رہی۔

حلیہ

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حلیہ مبارک جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا جلتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو' لب و لہجہ اور نشست و برخاست کا طریقہ بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا ❸ اور رفتار بھی بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تھی۔ ❹

فضل وکمال

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کتب حدیث میں ۱۸ روایتیں منقول ہیں۔ جن کو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے روایت کیا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حضرت حسن رضی اللہ عنہ' حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا' حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا' حضرت ام رافع رضی اللہ عنہا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

---

❶ الطبقات: ۱۸/۸۔ ❷ الرحلۃ الحجازیہ۔

❸ ترمذی: کتاب المناقب' باب ما جاء فی فضل فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' رقم ۳۸۷۲۔

❹ بخاری: کتاب الاستیذان' باب من ناجی بین یدی الناس' رقم ۶۲۸۵۔ ابن ماجہ: کتاب الجنائز' باب ما جاء فی ذکر وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم' رقم ۱۶۲۱۔ مسند احمد: ۲۸۲/۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفقہ پر واقعات ذیل شاہد ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی سفر میں گئے تھے۔ واپس آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قربانی کا گوشت پیش کیا' ان کو عذر ہوا' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی ہے۔ ❶

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں گوشت تناول فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے' چونکہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' اس لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دامن پکڑا کہ وضو کر لیجئے۔ ارشاد ہوا بیٹی! وضو کی ضرورت نہیں ہے' تمام اچھے کھانے آگ ہی پر تو پکتے ہیں۔ ❷

فضل وکمال

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین اولاد تھیں' ❸ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

((فَاطِمَةُ بِضعَةٌ مِنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِي)) ❹

''فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اس کو ناراض کرے گا مجھ کو ناراض کرے گا۔''

ابوجہل کی لڑکی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔ بارگاہ نبوت میں اطلاع ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

((اَنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اِسْتَأْذَنُونِي فِي اَنْ يُنْكِحُوا اِبْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ فَلاَ آذَنُ ثُمَّ لاَ آذَنُ ثُمَّ لاَ آذَنُ اِلَّا اَنْ يُرِيْدَ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ اَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِيْ وَيَنْكِحَ اِبْنَتَهُمْ فَاِنَّمَاهِيَ بِضْعَةٌ مِنِّي يَرِيْبُنِي مَارَابَهَا وَيُؤْذِيْنِي مَاأذَاهَا)) ❺

''آل ہشام' علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتی ہے اور مجھ سے اجازت مانگتی ہے لیکن میں اجازت نہ دوں گا اور کبھی نہ دوں گا' البتہ ابن ابی طالب میری بیٹی

---

❶ مسند احمد: ٦/ ٢٨٢۔ ❷ مسند احمد: ٦/ ٢٨٣۔ ❸ الاصابۃ: ٤/ ٣٧٧۔

❹ الاصابۃ: ٤/ ٣٧٨۔ بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا' رقم ٣٧٦٧۔

❺ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم' رقم ٦٣٧٠۔ ترمذی: کتاب المناقب' باب ماجاء فی فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا' رقم ٣٨٦٧۔ ابن ماجہ: کتاب النکاح' باب الغیرۃ' رقم ١٩٩٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔ جس نے اس کو اذیت دی مجھ کو اذیت دی۔"

((اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّی وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِی دِیْنِهَا ثُمَّ ذَکَرَ صِهْرًا مِنْ بَنِی عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰی عَلَیْهِ فِی مُصَاهَرَتِهٖ اِیَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِیْ فَصَدَقَنِیْ وَعَدَنِیْ فَوَفّٰی لِیْ وَاِنِّی لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا اُحِلُّ حَرَامًا وَلٰکِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ اَبَدًا)) [1]

(اس کے بعد ابوالعاص بن ربیع کا جو آپ ﷺ کے داماد تھے ذکر فرمایا) کہ اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچ کر کے دکھلا دیا اور جو وعدہ کیا وفا کیا۔ اور میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے نہیں کھڑا ہوا' لیکن اللہ کی قسم! ایک پیغمبر اور ایک دشمن خدا کی بیٹیاں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں"

اس کا یہ اثر ہوا کہ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی حیات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی نہیں کی' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شمار آنحضرت ﷺ نے ان چند مقدس خواتین میں فرمایا ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ قرار پائی ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

((کَفَاکَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِیَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ))۔ [2]

"تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم علیہا السلام' خدیجہ رضی اللہ عنہا' فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آسیہ رضی اللہ عنہا کافی ہیں۔"

زہد و ورع کی یہ کیفیت تھی کہ گو وہ آنحضرت ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں اور اسلام میں رہبانیت کا قلع قمع بھی کر دیا گیا تھا' اور فتوحات کی کثرت مدینہ میں مال و زر کے خزانے لٹا رہی تھی۔ لیکن جانتے ہو کہ اس میں جگر گوشہ رسول (ﷺ) کا کتنا حصہ تھا؟ اس کا جواب سننے سے پہلے آنکھوں کو اشکبار ہو جانا چاہیے۔

سیدہ عالم رضی اللہ عنہا کی خانگی زندگی یہ تھی کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گٹھے پڑ گئے تھے' گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔ چولہے کے پاس بیٹھنے سے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہو جاتے تھے لیکن با ایں ہمہ جب انہوں نے

[1] ابوداؤد: کتاب النکاح' باب ما یکرہ ان یجمع بینھن من النساء' رقم ۲۰۶۹۔

[2] ترمذی: کتاب المناقب' باب فضل خدیجہ رضی اللہ عنہا' رقم ۳۸۷۸' بلفظ حسبک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ سے ایک بار گھر کے کاروبار کے لئے ایک لونڈی مانگی اور ہاتھ کے چھالے دکھائے تو ارشاد ہوا کہ جان پدر! بدر کے یتیم تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔ ❶

ایک دفعہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے' دیکھا کہ انہوں نے ناداری سے اس قدر چھوٹا دوپٹہ اوڑھا ہے کہ سر ڈھانکتی ہیں تو پاؤں کھل جاتے ہیں اور پاؤں چھپاتی ہیں تو سر برہنہ رہ جاتا ہے۔ شعر

یوں کی ہے اہل بیت مطہر رضی اللہ عنہم نے زندگی — یہ ماجرائے دختر خیر الانام ﷺ تھا (شبلی)

صرف یہی نہیں کہ آنحضرت ﷺ خود ان کو آرائش یا زیب و زینت کی کوئی چیز نہیں دیتے تھے' بلکہ اس قسم کی جو چیزیں ان کو دوسرے ذرائع سے ملتی تھیں' ان کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سونے کا ہار دیا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا "کیوں فاطمہ رضی اللہ عنہا! کیا لوگوں سے کہلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ (ﷺ) کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے۔" حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو فوراً بیچ کر اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کسی غزوہ سے تشریف لائے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بطور خیر مقدم کے گھر کے دروازے پر پردے لگائے' اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ آپ ﷺ حسب معمول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے تو اس دنیوی ساز و سامان کو دیکھ کر واپس آ گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک کر دیا' اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن نکال ڈالے۔ بچے آپ ﷺ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ میرے اہل بیت ہیں' میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ ان زخارف سے آلودہ ہوں۔" اس کے بدلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک عصیب کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لاؤ۔ ❷

صدق و راستی میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ❸

مَارَاَیْتُ اَحَداً کَانَ صِدْقَ بَهْجَةٍ مِنْ فَاطِمَةَ اِلَّااَنْ یَکُوْنَ الَّذِی وَلَدَهَا ﷺ

"میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو صاف گو نہیں دیکھا' البتہ ان کے والد ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں۔"

حد درجہ حیادار تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان کو طلب فرمایا تو وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔ اپنے جنازہ پر پردہ کرنے کی جو وصیت کی تھی وہ بھی اسی بنا پر تھی۔ آنحضرت ﷺ سے

❶ ابوداؤد۔ ❷ یہ تمام واقعات ابوداؤد اور نسائی میں مذکور ہیں۔

❸ الاستیعاب حاشیہ الاصابۃ: ۳/ ۳۷۷، ۳۷۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہایت محبت کرتی تھیں۔ جب وہ چھوٹی عمر کی تھیں اور آپ مکہ معظمہ میں مقیم تھے تو عقبہ بن ابی معیط نے نماز پڑھنے کی حالت میں ایک مرتبہ آپ کی گردن پر اونٹ کی اوجھ لا کر ڈال دی' قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ کسی نے جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر کی' وہ اگرچہ اس وقت صرف ۵-۶ برس کی تھیں لیکن جوش محبت سے دوڑی آئیں اور اوجھ ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا اور بد دعائیں دیں۔ [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے نہایت محبت کرتے تھے۔ معمول تھا کہ جب کبھی سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو جو شخص سب سے پہلے باریاب خدمت ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی ہوتیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آپ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے' ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں کبھی کبھی خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہو جاتی تھی' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں صلح کرا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ آپ گھر میں تشریف لے گئے اور صلح صفائی کرا دی۔ گھر سے مسرور نکلے۔ لوگوں نے پوچھا آپ گھر میں گئے تھے تو اور حالت تھی' اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ فرمایا میں نے ان دو شخصوں میں مصالحت کرا دی ہے جو مجھ کو محبوب تر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر کچھ سختی کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر چلیں، پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی آپ نے فرمایا ''بیٹی! تم کو خود سمجھنا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بیوی کے پاس خاموش چلا آتا ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا ''اب میں تمہارے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کروں گا۔''

[1] بخاری: کتاب الصلاۃ' باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئا من الاذی' رقم ۵۲۰۔
نسائی: کتاب الطہارۃ' باب فرث ما یوکل لحمہ یصیب الثوب' رقم ۳۰۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

16

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں' جو زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ آبائی شجرہ نسب یہ ہے امامہ رضی اللہ عنہا بنت ابو العاص رضی اللہ عنہ بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

عام حالات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امامہ رضی اللہ عنہا سے نہایت محبت تھی۔ آپ ان کو اوقات نماز میں بھی جدا نہیں کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں امامہ رضی اللہ عنہا کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی جب رکوع میں جاتے تو ان کو اتار دیتے' پھر جب کھڑے ہوتے تو چڑھا لیتے' اسی طرح پوری نماز ادا فرمائی۔ اللہ اکبر! ❷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدیہ میں بھیجیں جن میں ایک زریں ہار بھی تھا۔ امامہ رضی اللہ عنہا ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوگا' لیکن آپ نے امامہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا۔ بعض روایتوں میں ہار کے بجائے انگوٹھی کا ذکر ہے۔ ❸ اور اس میں ہدیہ بھیجنے والے کا نام بھی آ گیا ہے' یعنی نجاشی۔ ❹

نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سن شعور کو پہنچ چکی تھیں' اس لئے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو جو عشرہ مبشرہ میں داخل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے امامہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ یہ تقریب ان ہی کی مرضی سے انجام پائی اور نکاح بھی خود ان ہی نے

---

❶ ترجمتھا' الاصابہ: ۴/ ۲۳۶-۲۳۷، الطبقات: ۸/ ۷۶، اسد الغابہ: ۵/ ۴۰۰۔

❷ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۶، ۲۳۷، الطبقات: ۸/ ۲۶۔ ❸ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۶، ۲۳۷، الطبقات: ۸/ ۲۷۔

❹ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۶، ۲۳۷، الطبقات: ۸/ ۲۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھایا' یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے۔

۴۰ھ میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو مغیرہ بن نوفل (عبدالمطلب کے پڑپوتے) کو وصیت کر گئے کہ امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیں' چنانچہ مغیرہ نے تعمیل کی' اس سے قبل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچا تھا اور انہوں نے مروان کو لکھا تھا کہ ایک ہزار دینار (پانچ ہزار روپے) اس تقریب میں خرچ کیے جائیں' لیکن امامہ رضی اللہ عنہا نے مغیرہ کو اطلاع دی تو انہوں نے فوراً حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اجازت سے نکاح پڑھالیا۔ [1]

وفات

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا نے مغیرہ کے ہاں وفات پائی۔ [2]

اولاد

مغیرہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا' جس کا نام یحییٰ تھا۔ لیکن بعض روایتوں میں ہے کہ امامہ رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

---

[1] الطبقات: ۸/ ۳۷۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۷، ۲۳۸۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۰۰۔

[2] الاصابۃ: ۴/ ۲۳۷۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

17

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

صفیہ نام، عبدالمطلب جدّ رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہب تھا' جو حضرت آمنہ (آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ) کی ہمشیرہ ہیں۔ اس بنا پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہونے کے ساتھ آپ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ ﷺ بھی ہالہ سے پیدا ہوئے تھے' اس لئے وہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حقیقی بھائی بہن تھے۔

نکاح

ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث سے شادی ہوئی۔ جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد سے نکاح ہوا جس سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

اسلام

۴۰ برس کی عمر ہوئی تو آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کی تمام پھوپھیوں میں سے یہ شرف صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ اسد الغابہ میں ہے۔ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهُ لَمْ يُسْلِمْ غَيْرُهَا. ❷ یعنی صحیح یہ ہے کہ ان کے سوا آنحضرت ﷺ کی کوئی پھوپھی ایمان نہیں لائیں۔

عام حالات

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی' غزوہ احد میں جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو وہ مدینہ سے نکلیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے عتاب آمیز لہجہ میں کہتی تھیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چل دیئے''؟ ❸ آنحضرت ﷺ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر ارشاد کیا کہ

---

❶ ترجمتها' اسد الغابة: ۴۹۲/۵۔ الطبقات: ۲۷/۸۔ الاصابة: ۳۴۸/۴، ۶۵۴۔

❷ اسد الغابة: ۴۹۲/۵۔ المستدرک للحاکم: ۵۵/۴، رقم ۶۸۶۳۔ ❸ الطبقات: ۲۸/۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش نہ دیکھنے پائیں' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا' بولیں کہ میں اپنے بھائی کا ماجرا سن چکی ہوں لیکن اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی لاش پر گئیں۔ خون کا جوش تھا اور عزیز بھائی کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہوئے تھے لیکن ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کہہ کر چپ ہو گئیں۔ ❶ اور مغفرت کی دعا مانگی۔ واقعہ چونکہ نہایت درد انگیز تھا' اس لئے مرثیہ کہا' جس کے ایک شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح مخاطب کرتی ہیں۔

اِنَّ يَوْمًا اَتٰى عَلَيْكَ لَيَوْمٌ كُوِّرَتْ شَمْسُهٗ وَكَانَ مِضْيَاءَ. ❷

''آج آپ پر وہ دن آیا ہے جس میں آفتاب سیاہ ہو گیا ہے حالانکہ پہلے وہ روشن تھا''

غزوہ احد کی طرح غزوہ خندق میں بھی انہوں نے نہایت ہمت اور استقلال کا ثبوت دیا۔ انصار کے قلعوں میں فارع سب سے مستحکم قلعہ تھا اور حضرت حسان کا تھا۔ یہ قلعہ یہود بنو قریظہ کی آبادی سے متصل تھا۔ مستورات اسی میں تھیں اور ان کی حفاظت کے لئے حضرت حسان رضی اللہ عنہ (شاعر) متعین کر دیئے گئے تھے۔ یہود نے یہ دیکھ کر کہ تمام جمعیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے قلعہ پر حملہ کر دیا ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک تک پہنچ گیا اور قلعہ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھ لیا' حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اتر کر قتل کر دو' ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو پتہ دیگا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ایک عارضہ ہو گیا تھا جس نے ان میں اس قدر جبن پیدا کر دیا تھا کہ وہ لڑائی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس بنا پر اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میں اس کام کا ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ لی اور اتر کر یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا چلی آئیں اور حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہتھیار اور کپڑے چھین لاؤ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جانے دیجیے مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اچھا جاؤ اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دو تاکہ یہودی مرعوب ہو جائیں' لیکن یہ خدمت بھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہی کو انجام دینی پڑی۔ یہودیوں کو یقین ہوا کہ قلعہ میں بھی کچھ فوج متعین ہے اس خیال سے پھر انہوں نے حملہ کی جرأت نہ کی۔ ❸

۱۱ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو جو صدمہ ہوا ہوگا ظاہر ہے۔ نہایت پردرد مرثیہ لکھا' جس کا مطلع یہ ہے۔

---

❶ الطبقات: ۸/ ۲۸۔ ❷ الاصابۃ: ۴/ ۳۴۹، ۶۵۴۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۹۲۔

❸ الطبقات لابن سعد: ۸/ ۲۷۔ ۲۸۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۴۸۔ ۶۵۴۔ المستدرک للحاکم: ۴/ ۵۶' رقم ۶۸۶۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(لِفَقْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْحَانَ يَوْمُهٗ فَيَاعَيْنُ جُوْدِيْ بِالدُّمُوْعِ السَّوَاجِمِ)

''آنحضرت ﷺ کی وفات پر اے آنکھ خوب آنسو بہا''

یہ مرثیہ ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔ [1]

وفات

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ۲۰ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ اس وقت ۷۳ برس کا سن تھا۔

فضل وکمال

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بقول صاحب اصابہ [2] کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں لیکن ہماری نظر سے نہیں گزریں اور نہ مسند میں ان کی احادیث کا پتہ چلتا ہے۔

[1] الاصابۃ: ۴/ ۳۴۹، ۶۵۴۔

[2] الاصابۃ: ۴/ ۳۴۹، ۶۵۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

18

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

برکتہ نام' ام ایمن کنیت' ام الظباء عرف' سلسلہ نسب یہ ہے۔ برکتہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان۔ حبشہ کی رہنے والی تھیں اور حضرت عبداللہ (پدر آنحضرت ﷺ) کی کنیز تھی۔ بچپن سے عبداللہ کے ساتھ رہیں اور جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں۔ ان کے بعد خود سرور کائنات ﷺ کے حلقہ غلامی میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آنحضرت ﷺ کی ان ہی نے پرورش اور پرداخت کی تھی۔ ❷

نکاح

حارث بن خزرج کے خاندان میں عبید بن زید ایک شخص تھے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا ان ہی کے ساتھ عقد ہوا۔ ❸ لیکن جب انہوں نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ محبوب خاص تھے نکاح پڑھایا' یہ بعثت کے بعد کا واقعہ ہے۔

اسلام

حضرت زید رضی اللہ عنہ چونکہ مسلمان ہو چکے تھے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بھی اسلام قبول کیا۔

عام حالات

جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہ بھی گئیں اور وہاں سے ہجرت کے بعد مدینہ واپس آئیں۔ غزوہ احد میں شرکت کی' اس موقع پر وہ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔

۱۱ھ میں آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا سخت مغموم تھیں اور رو رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ کے پاس بہتر چیز موجود ہے۔ جواب ملا ''یہ خوب معلوم ہے'' اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں' رونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ

❶ ترجمتھا' الاصابۃ:۴/۴۳۲-۱۱۴۵۔ اسد الغابۃ:۵/۴۰۸-۵۶۷۔ زرقانی:۳/۳۴۷۔

❷ الاصابۃ:۴/۴۳۲'۱۱۴۵۔

❸ بخاری: کتاب المناقب' باب ذکر اسامۃ' رقم ۳۷۳۷۔ المستدرک:۴/۷۰' رقم ۶۹۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زار وقطار رونے لگے۔ ❶

۲۳ ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو بہت روئیں۔ لوگوں نے کہا اب کیوں روتی ہو بولیں اب اس لئے کہ اسلام کمزور پڑ گیا۔ ❷

وفات

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

اولاد

دو اولادیں ہوئیں' ایمن رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ' ایمن رضی اللہ عنہ پہلے شوہر سے تھے۔ صحابی ہیں' خیبر میں شہادت پائی' اسامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خاص تھے اور ان کے والد کو بھی یہی درجہ حاصل تھا۔ نہایت جلیل القدر صحابی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بے انتہا محبت تھی۔

فضل وکمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ راویوں میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' حنش بن عبداللہ صنعانی اور ابو یزید مدنی رضی اللہ عنہ داخل ہیں۔

اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نہایت عزت کرتے اور فرماتے تھے کہ "ام ایمن رضی اللہ عنہا میری ماں ہیں" اکثر ان کے مکان تشریف لے جاتے' ایک مرتبہ تشریف لائے تو انہوں نے شربت پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کسی وجہ سے) متردد ہوئے' اس پر ام ایمن رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں۔ ❸ (حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک قسم کا ناز تھا۔ یہ خفگی اسی محبت کی خفگی تھی)۔ ❹

انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے نخلستان دیے تھے' جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح حاصل ہوئی تو آپ نے انصار رضی اللہ عنہم کو ان کے نخلستان واپس کرنا شروع کئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کچھ باغ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائے تھے۔

❶ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۶۷۔ زرقانی: ۳/ ۳۳۸۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ام ایمن رقم ۶۳۱۸۔
❷ زرقانی: ۳/ ۳۳۸۔ ❸ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل ام ایمن رضی اللہ عنہا' رقم ۶۳۱۷۔
❹ شرح النووی لمسلم: ۲/ ۲۹۱، کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل ام ایمن رضی اللہ عنہا' رقم ۶۳۱۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ان کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور اس پر مصر رہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر ان کو باغ سے ۱۰ گنا زیادہ عطا فرمایا۔ [1]

---

[1] زرقانی: ۳/ ۳۲۷۔ الاصابۃ: ۴/ ۴۳۳، ۱۱۴۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

19

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

فاطمہ نام‘ اسد بن ہاشم کی بیٹی اور عبدالمطلب جد رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی تھیں۔

نکاح

ابو طالب بن عبدالمطلب سے نکاح ہوا‘ جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

اسلام

آغاز اسلام میں خاندان ہاشم نے آنحضرت ﷺ کا سب سے زیادہ ساتھ دیا تھا اور ان میں اکثر مسلمان بھی ہو گئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان ہی لوگوں میں تھیں اور گو ان کے شوہر ایمان نہیں لائے‘ تاہم وہ اور ان کی بعض اولاد مشرف بہ اسلام ہوئی۔ جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو ان کے بجائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی دست و بازو رہیں۔

ہجرت اور عام حالات

جب مسلمان ہو کر ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی طرف ہجرت کی‘ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے عقد ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ (حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی آتی ہیں‘ میں پانی بھروں گا اور باہر کا کام کروں گا اور وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ کی مدد کریں گی۔ ❷

وفات

آنحضرت ﷺ کی زندگی میں وفات پائی بعض کا خیال ہے کہ ہجرت سے قبل فوت ہوئیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی قمیض اتار کر کفن دیا اور قبر میں اتر کر لیٹ گئے لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ابو طالب کے بعد ان سے زیادہ میرے ساتھ کسی نے سلوک نہیں کیا تھا اس بنا پر میں نے ان کو قمیض پہنایا کہ جنت میں ان کو حلہ ملے اور قبر میں لیٹ گیا کہ شدائد قبر میں کمی واقع ہو۔ ❸

---

❶ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۱۷۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۸۰، ۳۸۱۔

❷ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۱۷۔ ❸ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۱۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اولاد

حسب ذیل اولاد چھوڑی' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ' طالب اور عقیل۔

اخلاق

اصابہ میں ہے۔ کَانَتْ اِمْرَأَةٌ صَالِحَة وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَزُوْرُهَا وَيَقِيْلُ فِي بَيْتِهَا ❶ وہ نہایت صالح بی بی تھیں' آنحضرت ﷺ ان کی زیارت کو تشریف لاتے اور ان کے گھر میں آرام کرتے تھے۔"

---

❶ الاصابۃ: ۴/ ۳۸۰، ۸۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

20

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

لبابہ نام' ام الفضل کنیت' کبریٰ لقب' سلسلہ نسب یہ ہے۔لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہرام بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ' والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں۔لبابہ کی حقیقی اور اخیافی کئی بہنیں تھیں' جو خاندان ہاشم اور قریش کے دوسرے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں' چنانچہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کو' لبابہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ (عم رسول اللہ ﷺ) کو' سلمٰی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (عم رسول اللہ ﷺ) کو اور اسماء رضی اللہ عنہا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (برادر حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو منسوب تھیں' اسی بنا پر ان کی والدہ (ہند بنت عوف) کی نسبت مشہور ہے کہ سسرالی قرابت میں ان کا کوئی نظیر نہیں۔

نکاح

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جو آنحضرت ﷺ کے عم محترم تھے' نکاح ہوا۔

اسلام

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں' ابن سعد کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام قبول کیا تھا' باقی اور عورتیں ان کے بعد ایمان لائیں' اس لحاظ سے ان کے ایمان لانے کا زمانہ بہت قدیم ہو جاتا ہے۔

حالات

ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حج بھی کیا ہے۔ چنانچہ حجۃ الوداع میں جب لوگوں کو عرفہ کے دن آنحضرت ﷺ کے صائم ہونے کی نسبت شبہہ ہوا اور ان کے پاس آ کر ذکر کیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ دودھ بھیجا' آپ چونکہ روزہ سے نہ تھے۔ دودھ پی لیا اور لوگوں کو تشفی ہو گئی۔ [2]

[1] ترجمتھا' الاصابۃ: ۴/۴۸۳، ۱۴۴۸۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۳۹۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/۳۱۴، ۵۷۔

[2] الاصابۃ: ۴/۴۸۴، ۱۴۴۸۔ بخاری: کتاب الحج' باب صوم یوم عرفۃ رقم ۱۶۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات

ام الفضل نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی' اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اولاد

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئی اور چونکہ سب بیٹے نہایت قابل تھے' اس لئے بڑی خوش قسمت سمجھی جاتی تھیں' فضل' عبداللہ رضی اللہ عنہ' معبد' عبیداللہ' قثم' عبدالرحمٰن اور ام حبیبہ ان ہی کی یادگار ہیں' ان میں حضرت عبداللہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہما آسمان علم کے مہروماہ تھے۔

فضل وکمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں۔ راوی حسب ذیل اصحاب ہیں۔ عبداللہ' تمام پسران عباس رضی اللہ عنہم' انس بن مالک رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن حارث بن نوفل' عمیر' کریب' قابوس۔

اخلاق

عابدہ اور زاہدہ تھیں' ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔ [1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتی تھیں۔ آپ اکثر ان کے ہاں جاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے۔

[1] اسد الغابۃ: ۵/۵۳۹۔ والطبقات: ۸/۲۰۳۔ فی طبقات النساء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

21

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

نام معلوم نہیں' ام رومان کنیت ہے' قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس سے تھیں۔ [2] سلسلہ نسب یہ ہے۔ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع ابن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

نکاح

عبداللہ بن سنجرہ سے نکاح ہوا' اورانہی کے ہمراہ مکہ آ کر اقامت کی' عبداللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حلیف بن گئے تھے۔اس بنا پر جب انہوں نے انتقال کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود نکاح کرلیا۔

اسلام

کچھ زمانے کے بعد مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ انہوں نے بھی اس صدا کو لبیک کہا۔

ہجرت

ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ کو روانہ ہو گئے تھے۔لیکن ان کا خاندان مکہ میں مقیم تھا۔مدینہ پہنچے تو وہاں سے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اورابورافع مستورات کو لانے کے لئے بھیجے گئے۔ام رومان رضی اللہ عنہا بھی ان ہی کے ہمراہ مدینہ میں آئیں۔

عام حالات

شعبان ۶ ھ میں افک کا واقعہ پیش آیا' ام رومان رضی اللہ عنہا کے لئے یہ نہایت مصیبت کا وقت تھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر میکہ آئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بالا خانہ پر تھے اورام رومان رضی اللہ عنہا نیچے بیٹھی تھیں' پوچھا کیسے آئیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ بیان کیا' بولیں ''بیٹی اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں' جو عورت اپنے خاوند کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کی سوتنیں حسد کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں۔'' لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو

[1] ترجمتها' الاصابة: ۴/۴۵۰' ۱۲۷۱۔ اسد الغابة: ۵/۵۸۳۔

[2] بخاری: کتاب الصلاۃ' باب السمر مع الاھل والضیف' رقم ۶۰۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس سے کچھ تسکین نہ ہوئی اور چیخ مار کر روئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آواز سنی تو بالا خانہ سے اتر آئے اور خود بھی رونے لگے پھر ان سے کہا کہ تم اپنے گھر واپس جاؤ' اس کے ساتھ ہی ام رومان رضی اللہ عنہا کو لے کر خود بھی روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چونکہ اس صدمہ سے بخار آ گیا تھا' دونوں نے ان کو گود میں لٹایا۔ عصر پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا "عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر واقعی تم سے ایسی کوئی غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے والدین سے کہا کہ آپ لوگ جواب دیں' لیکن جواب ملا کہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود جواب دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی' جس میں ان کی صاف طور پر برأت کی گئی تھی تو حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا بولیں کہ "تم اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا "میں نہ ان کی شکر گزار ہوں اور نہ آپ کی' میں صرف اپنے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" [1]

اسی سنہ کے اخیر میں مہمانوں کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے ۳ صاحبوں کو اپنے گھر لائے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو واپسی میں دیر ہو گئی گھر آئے تو ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں بیٹھ رہے؟ بولے تم نے کھانا نہیں کھلایا؟ جواب ملا کھانا بھیجا تھا لیکن ان لوگوں نے انکار کیا۔ غرض کھانا کھلایا گیا اور اس قدر برکت ہوئی کہ نہایت افراط کے ساتھ بچ رہا تھا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے پوچھا اب کتنا ہے؟ بولیں ۳ گنے سے زیادہ' چنانچہ سب اٹھوا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ [2]

وفات

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے ۹ ھ یا اس کے بعد انتقال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ۶ ھ میں وفات پائی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں' کیونکہ واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

اولاد

اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے دو نکاح کئے تھے۔ پہلے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا' جس کا نام طفیل تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دو اولادیں ہوئیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

---

[1] بخاری: کتاب المغازی' باب حدیث الافک' رقم ۴۱۴۱۔

[2] بخاری: کتاب الصلاۃ' باب السمر مع الاھل والضیف' رقم ۶۰۲۔ ومسلم: کتاب الاشربۃ' باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ' رقم ۵۳۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

22

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا [1]

خباط کی بیٹی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں۔

نکاح

یاسر عبسی سے کہ ابوحذیفہ کے حلیف تھے' نکاح ہوا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ابوحذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا۔ [2]

اسلام

ایام پیری میں مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی تو حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا' یاسر رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ تینوں نے اس دعوت پر لبیک کہا۔ تاریخ میں ہے کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں نمبر تھا۔ کچھ دن اطمینان سے گزرے تھے کہ قریش کا ظلم و ستم شروع ہو گیا اور بتدریج بڑھتا گیا۔ چنانچہ جو شخص جس مسلمان پر قابو پاتا طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا تھا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو بھی خاندان مغیرہ نے شرک پر مجبور کر دیا۔ لیکن وہ اپنے عقیدہ پر نہایت شدت سے قائم رہیں۔ جس کا صلہ یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکہ کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے۔ لیکن ان کے عزم و استقلال کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ سرد پڑ جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرتے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے' آل یاسر! صبر کرو' اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

شہادت

دن بھر اس مصیبت میں رہ کر شام کو نجات ملتی تھی۔ ایک مرتبہ شب کو گھر آئیں تو ابوجہل نے ان کو گالیاں دینی شروع کیں اور پھر اس کا غصہ اس قدر تیز ہوا کہ اٹھ کر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جاں بحق تسلیم ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدند
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

---

[1] ترجمتھا' الاصابۃ: ۳۳۴/۴، ۵۸۵۔ اسد الغابۃ: ۴۸۱/۵۔

[2] الاصابۃ: ۳۳۴/۴، ۵۸۵۔ اسد الغابۃ: ۴۸۱/۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کی اس بے کسی پر سخت افسوس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا کہ اب حد ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کی تاکید فرمائی' اور کہا ''اللہ تعالیٰ آل یاسر رضی اللہ عنہ کو جہنم سے بچا'' یہ واقعہ ہجرت نبوی سے قبل کا ہے۔ اس بنا پر حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام میں سب سے پہلے شہید ہوئیں۔ ❶

غزوہ بدر میں جب ابوجہل مارا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا۔'' ❷

❶ الاصابہ:۴/ ۳۳۵' ۵۸۵۔ اسد الغابہ:۱۰/ ۴۸۱۔ ❷ الاصابہ:۴/ ۳۳۵، ۵۸۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

23

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

سہلہ یا رملہ نام' ام سلیم کنیت' غمیصاء اور رمیصاء لقب' سلسلہ نسب یہ ہے۔ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار' ماں کا نام ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ تھا۔ [2] آبائی سلسلہ سے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سلمیٰ بنت زید کی پوتی تھیں۔ سلمیٰ' عبدالمطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ تھیں۔اسی بنا پر ام سلیم رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ مشہور ہیں۔

نکاح

مالک بن نضر سے نکاح ہوا۔

اسلام

مدینہ میں اوائل اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ مالک چونکہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا تبدیل مذہب پر اصرار کرتی تھیں اس لئے دونوں میں کشیدگی پیدا ہوئی اور مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابوطلحہ نے جو اسی قبیلہ سے تھے نکاح کا پیغام دیا' لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا کو اب بھی وہی عذر تھا یعنی ابوطلحہ مشرک تھے' اس لئے وہ ان سے نکاح نہیں کر سکتی تھیں۔

غرض ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کچھ دن غور کر کے اسلام کا اعلان کیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے سامنے آ کر کلمہ پڑھا' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب تم ان کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ [3] ساتھ ہی مہر معاف کر دیا اور کہا ''میرا مہر اسلام ہے'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ یہ نہایت عجیب وغریب مہر تھا۔

عام حالات

نکاح کے بعد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت عقبہ میں شرکت کی اور چند ماہ کے بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادے (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا ''انس کو آپ کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہوں' یہ میرا بیٹا ہے' آپ اس کے لئے دعا فرمائیں۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] الاصابۃ:۴/۴۶۱، ۱۳۲۱۔اسد الغابۃ:۵/۵۹۱۔

[2] الاصابۃ:۴/۴۶۱، ۱۳۲۱۔ [3] الاصابہ:۴/۴۶۱، ۱۳۲۱۔اسد الغابہ:۵/۵۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعا فرمائی۔ ❶

اسی زمانہ میں آپ نے مہاجرین اور انصار میں مواخاۃ کی' اور یہ مجمع ان ہی کے مکان میں ہوا۔ ❷

غزوات میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نہایت جوش سے حصہ لیا' صحیح مسلم میں ہے۔

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْبِاُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَعَهٗ اِذَا غَزَا فَيَسْقِيْنَ الْمَاءَ وَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى.) ❸

''آنحضرت ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی چند عورتوں کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے' جو لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔''

غزوہ احد میں جب مسلمانوں کے جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے تھے وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہی تھیں صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں' مشک خالی ہو جاتی تھی تو پھر جا کر بھر لاتی تھیں۔'' ❹

۵ ھ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس موقع پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک لگن میں مالیدہ بنا کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ سے کہنا کہ اس حقیر ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ ❺ ۷ ھ میں خیبر کا واقعہ ہوا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اس میں شریک تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ہی نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ کے لئے سنوارا تھا۔ ❻

غزوہ حنین میں وہ ایک خنجر ہاتھ میں لئے تھیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آنحضرت ﷺ سے کہا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا خنجر لئے ہیں' آپ ﷺ نے پوچھا کیا کرو گی؟ بولیں ''اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی'' آنحضرت ﷺ یہ سن کر مسکرا دیئے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! (ﷺ) مکہ کے جو لوگ فرار ہو گئے ہیں ان کے قتل کا حکم دیجئے' ارشاد

---

❶ مسلم: کتاب فضائل الصحابة' باب من فضائل انس' رقم ۶۳۷۲۔ بخاری: کتاب الدعوات' باب دعوة النبی لخادمه بطول العمر' رقم ۶۳۴۴۔ مسند احمد: ۶/ ۴۳۰۔ ❷ مسلم: کتاب الفضائل' باب مواخاة النبی بین اصحابه' رقم ۶۴۶۴۔

❸ مسلم: کتاب الجهاد' باب غزوة النساء مع الرجال' رقم ۴۶۸۲۔ ابوداود: کتاب الجهاد' باب فی النساء یغزون' رقم ۲۵۳۱۔

❹ بخاری: کتاب المغازی' باب غزوة النساء وقتالهن مع الرجال' رقم ۲۸۸۰۔ مسلم: کتاب الجهاد' باب غزوة النساء مع الرجال' رقم ۴۶۸۳۔ ❺ مسلم: کتاب النکاح' باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب' رقم ۳۵۰۷۔

❻ مسلم: کتاب النکاح' باب فضیلة اعتاقه امته ثم یتزوجها' رقم ۳۵۰۰۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوا ''اللہ تعالیٰ نے خود ان کا انتظام کر دیا ہے۔'' ❶

وفات

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی وفات کا سال اور مہینہ معلوم نہیں' لیکن قرینہ یہ ہے کہ انہوں نے خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی ہے۔

اولاد جیسا کہ اوپر معلوم ہوا انہوں نے دو نکاح کئے تھے۔ پہلے شوہر سے حضرت انس رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ابوعمیر اور عبداللہ' ابوعمیر صغر سنی میں فوت ہو گئے اور عبداللہ سے نسل چلی۔

فضل وکمال

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں' جن کو حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' ابوسلمہ اور عمرو بن عاصم نے ان سے روایت کیا ہے۔ لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا تھا تو ان بزرگوں نے ان ہی کو حکم مانا۔ ❷

ان کو مسائل پوچھنے میں کچھ عار نہ تھا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا' کیا عورت پر خواب میں غسل واجب ہے؟ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ سوال سن رہی تھیں' بے ساختہ ہنس پڑیں کہ تم نے عورتوں کی بڑی فضیحت کی؟ بھلا کہیں عورتوں کو بھی ایسا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں؟ ورنہ بچے ماں کے ہم شکل کیوں ہوتے ہیں۔ ❸

اخلاق

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا میں بڑے بڑے فضائل اخلاق جمع تھے' جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ اپنے پہلے شوہر سے صرف اس بنا پر علیحدگی اختیار کی کہ وہ اسلام قبول کرنے پر رضامند نہ تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا تو محض اس وجہ سے رد کر دیا کہ وہ مشرک ہیں۔ اس موقع پر انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو جس خوبی سے اسلام کی دعوت دی وہ سننے کے قابل ہے۔ مسند احمد میں ہے۔

❶ مسلم: کتاب الجهاد' باب غزوة النساء مع الرجال' رقم ۴۶۸۰۔ ابوداؤد: کتاب الجهاد' باب فی السلب یعطی القاتل، رقم ۲۷۱۸۔ الاصابة: ۴/۴۶۱۔ ❷ مسند احمد: ۶/۴۳۰۔ ❸ مسند احمد: ۶/۳۷۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(قَالَتْ يَااَبَاطَلْحَةَ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّ اِلٰهَکَ الَّذِی تَعْبُدُنَبَتَ مِنَ الْاَرْضِ قَالَ بَلٰی قَالَتْ اَفَلَا تَسْتَحْیِ تَعْبُدُ شَجَرَۃً.) [1]

''ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تمہارا معبود زمین سے اُگا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بولیں تو پھر تم کو درخت کی پوجا کرتے شرم نہیں آتی؟''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ پر اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کرتی تھیں، آپ اکثر ان کے مکان تشریف لے جاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے تھے۔ جب بستر سے اٹھتے تو وہ آپ کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔ [2]

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو وہ اٹھیں اور مشک کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک مس ہوا ہے۔ [3]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے خاص محبت تھی، صحیح مسلم میں ہے۔ [4]

(کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَایَدْخُلُ عَلٰی اَحَدٍمِّنَ النِّسَاءِ اِلَّاعَلٰی اَزْوَاجِهٖ اِلَّا اُمِّ سُلَیْمٍ رضی اللہ عنہا فَاِنَّهٗ یَدْخُلُ عَلَیْهَا فَقِیْلَ لَهٗ فِی ذَالِکَ فَقَالَ اِنِّی اَرْحَمُهَا قُتِلَ اَخُوْهَا مَعِی.)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے علاوہ اور کسی عورت کے یہاں نہیں جاتے تھے لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا مستثنیٰ تھیں، لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا مجھے ان پر رحم آتا ہے ان کے بھائی (حرام رضی اللہ عنہ) نے میرے ساتھ رہ کر شہادت پائی ہے۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اکثر اوقات حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نہایت صابر اور مستقل مزاج تھیں، ابوعمیر ان کا بہت پیارا اور لاڈلا بیٹا تھا۔ لیکن جب اس نے انتقال کیا تو نہایت صبر سے کام لیا اور گھر والوں کو منع کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی خبر نہ کریں۔ رات کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو کھانا کھلایا اور نہایت اطمینان سے بستر پر لیٹے، کچھ رات گزرنے پر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا لیکن عجیب انداز سے کیا، بولیں اگر تم کو کوئی

---

[1] الاصابہ: ۸/۲۴۳۔ بحوالہ مسند [2] بخاری: کتاب الاستیذان، باب من زار قوما فقال عندھم، رقم ۶۲۸۱۔ مسلم: کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی والتبرک بہ، رقم ۶۰۵۶۔ [3] مسند احمد: ۶/۳۷۶۔
[4] مسلم: کتاب الفضائل، باب من فضائل ام سلیم، رقم ۶۳۱۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شخص عاریتاً ایک چیز دے اور پھر اس کو واپس لینا چاہے تو کیا تم اس کے دینے سے انکار کرو گے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کبھی نہیں' کہا تو اب تم کو اپنے بیٹے کی طرف سے صبر کرنا چاہیے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ ہوئے کہ پہلے سے کیوں نہ بتلایا۔ صبح اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے اس رات تم دونوں کو بڑی برکت دی۔ ❶

اسی طرح ایک مرتبہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں کچھ بھیج دو' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے چند روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر پیش کر دیں۔ آپ مسجد میں تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے ہوئے تھے' حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تم کو بھیجا ہے؟ بولے جی ہاں! فرمایا کھانے کے لئے؟ کہا ہاں' آپ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھبرا گئے۔ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا اب کیا کیا جائے؟ کھانا نہایت قلیل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجمع کے ساتھ تشریف لائے ہیں' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نہایت استقلال سے جواب دیا' کہ ان باتوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے وہی روٹیاں اور سالن سامنے رکھ دیا' اللہ تعالیٰ کی شان اس میں بڑی برکت ہوئی اور سب لوگ کھا کر سیر ہو گئے۔ ❷

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بہت ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو آہٹ معلوم ہوئی' میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انس رضی اللہ عنہ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہیں۔ ❸

❶ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل ابی طلحۃ' رقم ۶۳۲۲۔

❷ بخاری: کتاب الاطعمۃ' باب من اکل حتی شبع' رقم ۵۳۸۱۔ مسلم: کتاب الاشربۃ' باب جواز استتباعہ غیرہ الی من یثق برضاہ بذالک' رقم ۵۳۱۶۔ ❸ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل ام سلیم' رقم ۶۳۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

24

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

نسیبہ نام، ام عمارہ کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں۔نسب نامہ یہ ہے۔ام عمارہ رضی اللہ عنہا بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار۔

نکاح

پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا۔پھر عربہ بن عمرو کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

اسلام

اوران ہی کے ساتھ بیعت عقبہ میں شرکت کی۔سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ بیعت عقبہ میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں شامل تھیں، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا بھی ان ہی میں شمار ہے۔

غزواتؒ

غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور نہایت پامردی سے لڑیں۔جب تک مسلمان فتح یاب تھے وہ مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں۔لیکن جب شکست ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں۔کفار جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود بیان ہے کہ میں احد میں ان کو اپنے دائیں اور بائیں برابر لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ابن قمیہ جب وراتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بڑھ کر روکا۔چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑ گیا۔انہوں نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئی۔ [2] بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا۔احد کے بعد بیعت الرضوان، خیبر اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یمامہ کی جنگ پیش آئی تو مسیلمہ کذاب سے جو مدعی نبوت تھا۔مقابلہ تھا، حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے ایک لڑکے (حبیب) کو لے کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئیں اور جب مسیلمہ نے ان کے لڑکے کو قتل کر دیا تو انہوں نے منت مانی کہ "یا مسیلمہ

[1] ترجمتھا، الاصابۃ:۴/ ۴۷۹،۱۴۲۶۔اسد الغابۃ:۵/ ۶۰۵۔ [2] الاصابۃ:۴/ ۴۷۹،۱۴۲۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتل ہوگا یا وہ خود جان دے دیں گی۔'' یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئیں اور اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ ۱۲ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اس جنگ میں مسیلمہ بھی مارا گیا۔

وفات

اس کے بعد معلوم نہیں کب تک زندہ رہیں۔

اولاد

انتقال کے وقت چار اولادیں یادگار چھوڑیں۔ حبیب' عبداللہ (پہلے شوہر سے) تمیم' خولہ (دوسرے شوہر سے)۔

فضل وکمال

چند حدیثیں روایت کی ہیں جو عباد بن تمیم (پوتے) لیلیٰ (کنیز) عکرمہ' حارث ابن کعب اور ام سعد بنت سعد بن ربیع سے مروی ہیں۔

اخلاق

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو محبت تھی اس کا اصلی منظر تو غزوہ احد میں نظر آتا ہے' لیکن اور بھی چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ ان کے مکان میں تشریف لائے تو انہوں نے کھانا پیش کیا' ارشاد ہوا تم بھی کھاؤ بولیں میں روزہ سے ہوں' آنحضرت ﷺ نے کھانا نوش فرمایا اور فرمایا کہ روزہ دار کے پاس اگر کچھ کھایا جائے تو اس پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ [1]

جوش اسلام کا نظارہ بھی اوپر کے واقعات سے ہو سکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

[1] مسند احمد: ۶/ ۳۶۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

25

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

نسیبہ بنت حارث نام' انصار کے قبیلہ ابی مالک بن النجار سے تھیں۔ [2]

اسلام

ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں بیعت کے لئے جمع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دروازہ پر بھیجا کہ ان شرائط پر بیعت لیں کہ شرک نہ کریں گی' چوری اور زنا سے بچیں گی' اولاد کو قتل نہ کریں گی' کسی پر بہتان نہ باندھیں گی' اچھی باتوں سے انکار نہ کریں گی' عورتوں نے یہ سب تسلیم کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور عورتوں نے اپنے ہاتھ باہر نکالے جو بیعت کی علامت تھی' اس کے بعد حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اچھی باتوں سے انکار کرنے کے کیا معنی ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نوحہ اور بین نہ کرنا۔ [3]

غزوات اور عام حالات

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا عہد رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں جن میں وہ مردوں کے لئے کھانا پکاتی' ان کے سامان کی حفاظت کرتی' مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ [4]

۸ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا' تو حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا اور چند عورتوں نے ان کو غسل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہلانے کی ترکیب بتلائی۔ [5]

خلافت راشدہ کے زمانہ میں ان کا ایک لڑکا کسی غزوہ میں شریک تھا' بیمار ہو کر بصرہ آیا' حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں تھیں' خبر ملی تو نہایت عجلت سے بصرہ روانہ ہوئیں لیکن پہنچنے کے ایک دو دن قبل وہ وفات پا چکا تھا۔ یہاں آ کر انہوں نے بنو خلف کے قصر میں قیام کیا۔ تیسرے روز

[1] ترجمتھا' الطبقات: ۸/۳۳۳۔ مسند احمد: ۶/۴۰۷۔ اسد الغابۃ: ۵/۶۰۳۔ [2] اسد الغابۃ: ۵/۶۰۳۔
[3] مسند احمد: ۶/۴۰۹۔ [4] مسلم: کتاب الجہاد' باب النساء الغازیات یرضخ لھن ولا یسھم' رقم ۴۶۹۰۔ ابن ماجہ: کتاب الجہاد' باب العبید والنساء یشھدن مع المسلمین' رقم ۲۸۵۶۔ [5] مسند احمد: ۶/۴۰۸۔ بخاری: کتاب الجنائز' باب کیف الاشعار للمیت' رقم ۱۲۶۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے خوشبو منگا کر ملی اور کہا کہ شوہر کے علاوہ اور کسی کے لئے ۳ دن سے زیادہ سوگ نہیں کرنا چاہیے۔ ❶

اس کے بعد بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ ❷

وفات

وفات کی تاریخ اور سنہ معلوم نہیں اور نہ اولاد کی تفصیل کا علم ہے۔

فضل وکمال

چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابن سیرین، حفصہ بنت سیرین، اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ، عبدالملک بن عمیر، علی بن الاقمر، ام شراحیل۔

صحابہ اور تابعین ان سے میت کے نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔ ❸

اخلاق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتی تھیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس صدقہ کی ایک بکری بھیجی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے کھانے کے لئے کچھ مانگا۔ بولیں اور تو کچھ نہیں ہے البتہ جو بکری آپ نے نسیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجی تھی اس کا گوشت رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاؤ، کیونکہ وہ مستحق کے پاس پہنچ چکی۔ ❹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ آپ کے عزیز واقارب سے بھی خاص تعلقات تھے۔ چنانچہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں قیلولہ فرماتے تھے۔ ❺

احکام نبوی کی پوری پابندی کرتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت میں نوحہ کی ممانعت کی تھی۔ اس پر انہوں نے ہمیشہ عمل کیا۔ چنانچہ بیعت ہی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ فلاں خاندان کے لوگ میرے ہاں رہ چکے ہیں۔ اس لئے مجھ کو بھی ان کے ہاں جا کر رہنا ضروری

❶ بخاری: کتاب الجنائز، باب احداد المرأة علی غیر زوجھا، برقم ۱۲۷۹۔ ❷ اسد الغابة: ۶۰۳/۵۔
❸ تہذیب التہذیب: ۴۸۲/۱۲، رقم ۲۹۰۳۔ ❹ الاصابة: ۴۷۶/۴، ۱۲۱۵۔ مسند احمد: ۴۰۸/۶۔
❺ الاصابة: ۴۷۶/۴، ۱۲۱۵۔ الطبقات: ۳۳۴/۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپ ﷺ اس خاندان کو مستثنیٰ کر دیجئے۔ چنانچہ آپ نے مستثنیٰ کر دیا۔ ❶

(بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہیں دیا' اور جن روایات سے ثابت ہے کہ حضور نے ان کو مستثنیٰ کر دیا ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ استثنا حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے لئے خاص تھا۔ ورنہ اصلی مسئلہ کہ نوحہ جائز نہیں ہے اپنی جگہ پر ثابت ہے۔ لڑکے کی وفات اور اس پر سوگ کرنے کا حال ابھی گزر چکا ہے)۔ ❷

❶ مسند احمد: ۶/ ۴۰۷۔ ❷ مجمع بحار الانوار: ۲/ ۱۱۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

26 حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

ربیع نام قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔ والدہ کا نام ام تزید تھا جو قیس بن زعورا کی بیٹی تھیں۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا اور ان کے تمام بھائی عفراء کی اولاد مشہور ہیں۔ عفراء ان لوگوں کی دادی تھی۔ [2]

اسلام

ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئیں۔

نکاح

ایاس بن بکر لیثی سے شادی ہوئی۔ صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے۔ لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کے مناقب میں اشعار پڑھ رہی تھیں۔ اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی کچھ اشعار پڑھے۔ جن میں ایک مصرع یہ تھا۔

(وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ)

''اور ہم میں وہ نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کہو (اور اس کے علاوہ جو کہتی تھیں وہ کہو)۔ [3]

عام حالات

غزوات میں شرکت کرتی تھیں۔ زخمیوں کا علاج کرتیں، لوگوں کو پانی پلاتیں، مقتولوں کو مدینہ پہنچاتی اور فوج کی خدمت کرتی تھیں۔ [4]

غزوہ حدیبیہ میں بھی موجود تھیں۔ جب بیعت رضوان کا وقت آیا تو انہوں نے بھی آ کر بیعت کی۔ ۳۵ھ میں اپنے شوہر سے علیحدہ ہوئیں شرط یہ تھی کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کو لیکر مجھ

[1] ترجمتھا، تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۴۷، ۲۷۸۹۔ مسند احمد: ٦/ ۳۵۸۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۰۰، ۴۱۵۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۵۱۔

[2] تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۴۷، ۲۷۸۹۔ [3] بخاری: کتاب المغازی، باب فضل من شہد بدرا، رقم ۴۰۰۱۔

مسند احمد: ٦/ ۳۵۸۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۰۰۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۵۲۔ [4] مسند احمد: ٦/ ۳۵۸۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۵۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے دست بردار ہو جاؤ' چنانچہ اپنا تمام سامان ان کو دے دیا' صرف ایک کرتی رہنے دی لیکن شوہر کو یہ بھی گوارا نہ ہوا۔ جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ چونکہ ربیع نے کل چیزوں کی شرط کی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیے۔ اور شوہر سے فرمایا کہ تم ان کے جوڑا باندھنے کی دھجی تک لے سکتے ہو۔ 1

وفات

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کی وفات کا سال معلوم نہیں ہو سکا۔

اولاد

اولاد میں محمد مشہور ہیں۔

فضل و کمال

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے ۲۱ حدیثیں مروی ہیں۔ علمی حیثیت سے ان کا یہ پایہ تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ 2 راویوں میں بہت سے بزرگ ہیں۔ مثلاً عائشہ بنت انس بن مالک' سلیمان بن یسار' ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' نافع' عبادہ بن الولید' خالد بن ذکوان' عبداللہ بن محمد بن عقیل' ابوعبیدہ بن محمد (حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کے پوتے) محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان۔

اخلاق

جوش ایمان اس سے ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اسماء بنت مخربہ جو ابوربیعہ مخزومی کی بیوی تھی اور عطر بیچتی تھی' چند عورتوں کے ساتھ ربیع رضی اللہ عنہا کے گھر آئی اور ان کا نام و نسب دریافت کیا۔ چونکہ ربیع رضی اللہ عنہا کے بھائی نے ابوجہل کو بدر میں قتل کیا تھا اور اسماء قریش کے قبیلے سے تھی بولی ''تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو''؟ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کو ابوجہل کی نسبت سردار کا لفظ نہایت ناگوار ہوا' بولیں ''سردار نہیں بلکہ غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں'' اسماء کو ابوجہل کی شان میں یہ گستاخی پسند نہ آئی' جھنجھلا کر کہا کہ مجھ کو تمہارے ہاتھ سودا بیچنا حرام ہے۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے برجستہ کہا' مجھ کو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے' کیونکہ تمہارا عطر عطر نہیں بلکہ گندگی ہے۔ 3

1 الاصابۃ: ۳۰۱/۴، ۳۱۵۔ 2 مسند احمد: ۶/ ۳۵۸۔ 3 اسد الغابۃ: ۵/ ۴۵۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ ان کے گھر اکثر تشریف لے جاتے تھے۔ ❶ ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف لائے اور ان سے وضو کے لئے پانی مانگا۔ ❷ ایک مرتبہ دو طباقوں میں چھوہارے اور انگور لے کر گئیں تو آپ نے زیور یا سونا مرحمت فرمایا۔ ❸

آنحضرت ﷺ کا ایک مرتبہ کسی نے حلیہ پوچھا تو بولیں ''بس یہ سمجھ لو کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔'' ❹

---

❶ مسند احمد:۶/۳۵۸۔ ❷ الاصابۃ:۴/۳۰۱، ۳۱۵۔
❸ مسند احمد:۶/۳۵۹۔ ❹ الاصابۃ:۴/۳۰۱، ۳۱۵۔ اسد الغابۃ:۵/۴۵۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

27

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

فاختہ نام ام ہانی کنیت ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر تھیں ۔ماں کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔اس بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اورام ہانی رضی اللہ عنہا حقیقی بھائی بہن ہیں ۔

نکاح

ہبیرہ بن عمرو (بن عائذ) مخزومی سے نکاح ہوا۔

اسلام

۸ ھ میں جب مکہ فتح ہوا مسلمان ہوئیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزان کے مکان میں غسل کیا تھا۔اور چاشت کی نماز پڑھی تھی ۔ انہوں نے اپنے دو عزیزوں کو جو مشرک تھے پناہ دیدی تھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو پناہ دی ۔ [2] ان کا شوہر ہبیرہ فتح مکہ میں نجران بھاگ گیا تھا۔

وفات

ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہیں ۔تہذیب میں ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔

اولاد

حسب ذیل اولاد چھوڑی ۔عمرو' ہانی' یوسف' جعدہ۔

فضل وکمال

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے ۴۶ حدیثیں مروی ہیں ۔جن کے راوی حسب ذیل حضرات ہیں ۔ جعدہ' یحییٰ' ہارون' ابو مرہ' ابو صالح' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' عبداللہ بن حارث بن نوفل' ابن ابی لیلیٰ' مجاہد' عروہ' عبداللہ بن عیاش' شعبی' عطاء' کریب' محمد بن عقبہ۔

[1] ترجمتھا' مسند احمد: ۳۴۰/۶ ۔الاصابۃ: ۵۰۳/۴' ۱۵۳۴ ۔اسد الغابۃ: ۶۲۴/۵ ۔ [2] مسند احمد: ۳۴۲/۶ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ سے کبھی کبھی مسائل دریافت کرتی تھیں جس سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔ایک مرتبہ اس آیت کی تفسیر پوچھی تھی۔﴿وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ﴾۔ 1

اخلاق

آنحضرت ﷺ سے ان کو جو عقیدت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ فتح مکہ کے زمانہ میں ان کے مکان پر تشریف لائے اور شربت نوش فرمایا' اس کے بعد ان کو دیا(انہوں نے کہا میں روزہ سے ہوں لیکن آپ کا جھوٹا واپس نہیں کرنا چاہتی۔بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے پی لیا اور پھر خود ہی عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں روزہ سے ہوں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر روزہ رمضان کی قضا کا ہے تو کسی دوسرے دن یہ روزہ رکھ لینا اور اگر محض نفل ہے تو اس کی قضا کرنے یا نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے)۔ 2

آنحضرت ﷺ کو بھی ان سے بہت محبت تھی۔ایک مرتبہ فرمایا ام ہانی! بکری لے لو یہ بڑی خیر و برکت کی چیز ہے۔ 3

ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ اب میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور چلنے پھرنے میں ضعف معلوم ہوتا ہے۔اس لئے ایسا عمل بتلایا جائے جس کو بیٹھے بیٹھے انجام دے سکوں۔آپ ﷺ نے ایک وظیفہ بتلایا(فرمایا کہ سبحان اللہ ایک سو مرتبہ الحمدللہ ایک سو مرتبہ اللہ اکبر ایک سو مرتبہ اور لا الہ الا اللہ ایک سو مرتبہ کہہ لیا کرو)۔ 4

---

1 مسند احمد:٦/٣٤١۔ 2 مسند احمد:٦/٣٤١۔ 3 ایضاً۔
4 مسند احمد:٦/٣٤٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

28

حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

فاطمہ نام، ام جمیل کنیت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمشیر ہیں۔

نکاح

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔

اسلام

اور انہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں یہ اوائل اسلام کا واقعہ ہے۔ ان کے کچھ دنوں کے بعد ان کے بھائی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ اور ان ہی کے سبب سے ہوئے۔ اس کا قصہ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک مخزومی صحابی سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہ تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب اختیار کر لیا ہے؟ بولے ہاں، لیکن پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہارے بہن اور بہنوئی نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے بہن کے گھر پہنچے، دروازہ بند تھا اور وہ قرآن پڑھ رہی تھیں، ان کی آہٹ پا کر چپ ہوگئیں اور قرآن کے اجزاء چھپا دیئے، لیکن آواز ان کے کان میں پڑ چکی تھی، پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں بولے میں سن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہوگئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریبان ہوگئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچانے کو آئیں تو ان کی بھی خبر لی، بال پکڑ کر گھسیٹے اور اس قدر مارا کہ ان کا بدن لہو لہان ہوگیا۔ اسی حالت میں ان کی زبان سے نکلا عمر! جو ہو سکے کرو لیکن اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ ان الفاظ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر ایک خاص اثر کیا، بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا ان کے بدن سے خون جاری تھا یہ دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی، فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو بھی سناؤ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کے اجزاء لا کر سامنے رکھ دیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو پڑھتے جاتے تھے اور ان پر رعب چھاتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک آیت پر پہنچ کر پکار اٹھے۔ (اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ [2]

[1] الاصابۃ: ۴/۳۸۱، ۸۳۷۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۱۹۔ [2] الاصابۃ: ۴/۳۸۱، ۸۳۷۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۱۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجرت

اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔

وفات

وفات کا سنہ اور مہینہ معلوم نہیں۔

اولاد

ایک لڑکا چھوڑا۔ عبدالرحمٰن نام تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

29 حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

اسماء نام' قبیلہ خثعم سے تھیں' سلسلہ نسب یہ ہے۔اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل (خثعم) ماں کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھیں' اس بنا پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) اور اسماء رضی اللہ عنہا اخیافی بہنیں تھیں۔

نکاح

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے (اور دس برس بڑے تھے) نکاح ہوا۔

اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ ارقم میں مقیم ہونے سے قبل مسلمان ہوئیں۔حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا۔ [2]

عام حالات

حبشہ کی ہجرت کی اور کئی سال تک مقیم رہیں' ۷ھ میں جب خیبر فتح ہوا تو مدینہ آئیں۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب ملا اسماء' بولے "ہاں وہ حبش والی وہ سمندر والی" حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا "ہاں وہی" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو تم پر فضیلت ہے۔اس لئے کہ ہم مہاجر ہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو یہ فقرہ سن کر غصہ آ یا' بولیں "کبھی نہیں! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکوں کو کھلاتے اور جاہلوں کو پڑھاتے تھے لیکن ہماری حالت بالکل جداگانہ تھی' ہم نہایت دور دراز مقام میں صرف اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے پڑے رہے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکان تشریف لائے تو انہوں نے سارا قصہ بیان کیا' ارشاد ہوا۔"انہوں نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو ہجرتیں کیں اس لئے تم کو

---

[1] اسد الغابۃ:۵/ ۳۹۵۔الاصابۃ:۴/ ۲۳۱،۵۱۔

[2] اسد الغابۃ:۵/ ۳۹۵۔الاصابۃ:۴/ ۲۳۱،۵۱۔سیر اعلام النبلاء:۲/ ۲۸۲،۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ فضیلت ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور دوسرے مہاجرین کو اس سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ دنیا کی تمام فضیلتیں ہیچ معلوم ہوتی تھیں، مہاجرین حبشہ جوق در جوق حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آتے اور یہ واقعہ دریافت کرتے تھے۔ ❶

۸ھ غزوۂ موتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی (حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ غمگین کیوں ہیں؟ کیا جعفر رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ لوگ شہید ہو گئے ہیں بچوں کو نہلا دھلا کر ہمراہ لے گئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو اپنے پاس بلایا اور میں چیخ اٹھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا، جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لئے کھانا پکاؤ۔ کیونکہ وہ رنج و غم میں مصروف ہیں۔ ❷

اس کے بعد مسجد میں جا کر غم زدہ بیٹھے اور اس خبر کا اعلان کیا اسی حالت میں ایک شخص نے آ کر کہا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کی مستورات ماتم کر رہی ہیں اور رو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کرا بھیجا، وہ گئے اور واپس آ کر کہا کہ میں نے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بھیجا وہ پھر گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ ہم لوگوں کی نہیں چلتی، آپ نے ارشاد فرمایا ''تو ان کے منہ میں خاک بھر دو'' یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بخاری میں منقول ہے صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس شخص سے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ کی قسم تم یہ نہ کرو گے (منہ میں خاک ڈالنا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف سے نجات نہ ملے گی۔'' ❸

تیسرے دن ❹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور سوگ کی ممانعت کی۔ ❺ تقریباً ۶ مہینے کے بعد شوال ۸ھ میں جو غزوۂ حنین کا زمانہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ بخاری: کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر ۴۲۳۰۔ ❷ مسند احمد: ۶/ ۳۷۰۔

❸ بخاری: کتاب المغازی باب غزوۃ موتہ من ارض الشام ۴۲۶۳۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۱، ۵۱۔ سیر الاعلام: ۲/ ۲۸۴۔

❹ مسند احمد: جلد ۶ ص ۳۶۹۔

❺ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کو ۴ ماہ ۱۰ دن سوگ کرنا چاہئے، مسئلہ یہی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے شبہ میں نہ پڑنا چاہیے، اس لئے کہ یہ روایت تمام صحیح احادیث کے خلاف ہے اور شاذ ہے اور اجماع اس کے مخالف ہے امام طحاوی کے نزدیک یہ روایت منسوخ ہے اور امام بیہقی کے نزدیک منقطع ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۹ ص ۴۲۹ ان کے سوا اور بہت سے جوابات ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح پڑھا دیا۔ ❶ جس کے دو برس بعد ذوقعدہ ۱۰ھ میں محمد بن اُبی بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے'' اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حج کی غرض سے مکہ آئی تھیں چونکہ محمد ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے دریافت کرایا۔ کہ میں کیا کروں؟ ارشاد ہوا نہا کر احرام باندھیں۔ ❷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں حضرت ام سلمہ اور اسماء رضی اللہ عنہما نے ذات الجنب تشخیص کر کے دوا پلانی چاہی، چونکہ گوارا نہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا، اسی ممانعت میں غشی طاری ہوگئی انہوں نے منہ کھول کر پلادی فاقہ کے بعد آپ کو احساس ہوا تو فرمایا ''یہ مشورہ اسماء رضی اللہ عنہ نے دیا ہوگا وہ حبشہ سے اپنے ساتھ یہی حکمت لائی ہیں، عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب کو دوا پلائی جائے'' چنانچہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو دوا پلائی گئی۔ ❸

۱۳ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو وصیت کی کہ اسماء رضی اللہ عنہا غسل دیں۔ ❹ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسماء رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح میں آئیں۔ محمد بن اُبی بکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آغوش تربیت میں پرورش پائی۔ ایک دن عجیب لطیفہ ہوا۔ محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ اور محمد بن اُبی بکر رضی اللہ عنہ نے باہم فخراً کہا کہ ہم تم سے بہتر ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے باپ تمہارے باپ سے بہتر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرو۔ بولیں کہ تمام نوجوانوں پر جعفر رضی اللہ عنہ کو اور تمام بوڑھوں پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فضیلت حاصل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے۔ ''پھر ہمارے لئے کیا رہا۔'' ❺

۳۸ھ میں محمد بن اُبی بکر رضی اللہ عنہ مصر میں قتل ہوئے اور گدھے کی کھال میں ان کی لاش جلائی گئی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ واقعہ کیا ہوسکتا تھا؟ ان کو سخت غصہ آیا لیکن نہایت صبر سے کام لیا اور مصلے پر کھڑی ہوگئیں۔ ❻

وفات

۴۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور ان کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔ ❼

❶ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۱، ۵۱۔ ❷ مسلم: کتاب الحج' باب صحۃ احرام النفساء واستحباب غسلھا للاحرام، رقم ۲۹۰۸۔ سیر الاعلام: ۲/ ۲۸۵۔ ❸ مسند احمد: ۶/ ۴۳۸۔ صحیح بخاری: جلد دوم۔
❹ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۱، ۵۱۔ سیر الاعلام: ۲/ ۲۸۶۔ ❺ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۱۔ سیر الاعلام: ۲/ ۲۸۶۔
❻ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۱، ۵۱۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۲۸، ۲۷۲۵۔ ❼ تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۲۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولاد

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ۳ نکاح کیے۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے محمد' عبداللہ' عون، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محمد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یحییٰ پیدا ہوئے۔ ❶

ریاض النضرہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دولڑکے ہوئے تھے۔ یحییٰ اور عون ❷ لیکن علامہ ابن اثیر نے اس کو غلط کہا ہے اور لکھا ہے۔ کہ یہ ابن کلبی کا خیال ہے جو مشہور دروغ گو تھا۔

فضل وکمال

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ۶۰ احادیث مروی ہیں۔ جن کے راویوں کے نام یہ ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ' ابن عباس رضی اللہ عنہما' قاسم بن محمد' عبداللہ بن شداد بن الہاد' عروہ بن میسب' ام عون بنت محمد بن جعفر' فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہا' ابویزید مدنی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلیم حاصل کرتی تھیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت اور تکلیف میں پڑھنے کے لئے ان کو ایک دعا بتائی تھی۔ ❸

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو دبلا دیکھا تو پوچھا کہ یہ اس قدر دبلے کیوں ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ان کو نظر بہت لگتی ہے فرمایا تو تم جھاڑ پھونک کرو حضرت اسماء کو ایک منتر یاد تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا فرمایا ''ہاں یہی سہی۔'' ❹

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو خواب کی تعبیر میں بھی دخل تھا' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھتے تھے۔ ❺

---

❶ الاستیعاب بحاشیۃ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۴۔ ❷ ریاض النضرج ۲ ص ۲۴۹۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۸۶۔۵۱

❸ مسند احمد: ۶/ ۳۶۹۔ ❹ مسلم: کتاب السلام' باب استحباب الرقیۃ من العین والنملۃ والحمۃ' رقم ۵۷۲۶۔

❺ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۱، ۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

30

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ ❶

نام ونسب

اسماء نام' ذات النطاقین لقب' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں' ماں کا نام قتلہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔ ہجرت سے ۲۷ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں۔

نکاح

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام سے نکاح ہوا۔

اسلام

اپنے شوہر کی طرح انہوں نے بھی قبول اسلام میں سبقت کی۔ ابن اسحاق کے قول کے مطابق ان کا ایمان لانے والوں میں اٹھارھواں نمبر تھا۔

عام حالات

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رفیق صحبت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سفر کا سامان کیا دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا' نطاق جس کو عورتیں کمر میں لپیٹتی ہیں پھاڑ کر اس سے ناشتہ دان کا منہ باندھا' یہ وہ شرف تھا جس کی بنا پر آج تک ان کو ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ❷

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت کل روپیہ ساتھ لے گئے تھے۔ ابوقحافہ کہ ان کے والد تھے۔ معلوم ہوا' بولے کہ انہوں نے جانی اور مالی دونوں قسم کی تکلیف دی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا وہ کثیر دولت چھوڑ گئے ہیں' یہ کہہ کر اٹھیں اور جس جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مال رہتا تھا بہت سے پتھر رکھ دیے اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر ابوقحافہ کو لے گئیں اور کہا ٹٹول لیجئے' دیکھئے یہ رکھا ہے۔ ابوقحافہ نابینا ہو گئے تھے اس لئے مان گئے اور کہا کھانے کے لئے بہت ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں

❶ ترجمتھا' سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۸۷، ۵۲۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۲۹، ۲۶۔ مسند احمد: ۶/ ۳۴۴۔

❷ بخاری: کتاب المناقب' باب ذکر ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ' رقم ۳۸۸۷۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے صرف ابو قحافہ کی تسکین کے لئے ایسا کیا تھا ورنہ وہاں ایک حبہ بھی نہ تھا۔ ❶

آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچ کر مستورات کو بلوایا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی آئیں۔ ❷ قبا میں قیام کیا یہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ان کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے عبداللہ کو گود میں لیا گھٹی دی اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ ❸

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جوان ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان کے پاس رہنے لگیں کیونکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ ❹

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے گھٹی میں آنحضرت ﷺ کا لعاب مبارک پیا تھا۔ اس بنا پر جب سن شعور کو پہنچے تو فضائل اخلاق کے پیکر مجسم تھے۔ ادھر سلطنت بنوامیہ کا فرمانروا (یزید) سرتاپا فسق و فجور تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بیعت سے انکار کیا۔ مکہ میں پناہ گزیں ہوئے اور وہیں سے اپنی خلافت کی صدا بلند کی۔ چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عظمت وجلالت کا ہر شخص معترف تھا اس لئے تمام دنیائے اسلام نے اس صدا پر لبیک کہی اور ملک کا بڑا حصہ ان کے علم کے نیچے آ گیا' لیکن جب عبدالملک بن مروان تخت نشین ہوا تو اس نے اپنی حکمت عملی سے بعض صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کی تیاریاں کیں شامی لشکر نے خانہ کعبہ کا محاصرہ کیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے' وہ بیمار تھیں پوچھا ''کیا حال ہے''؟ بولیں ''بیمار ہوں'' کہا ''آدمی کو موت کے بعد آرام ملتا ہے۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ''شاید تم کو میرے مرنے کی تمنا ہے' لیکن میں ابھی مرنا پسند نہیں کرتی میری آرزو یہ ہے کہ تم لڑ کر قتل ہو اور میں صبر کروں یا تم کامیاب ہو اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔'' ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہنس کر چلے گئے' شہادت کا وقت آیا تو دوبارہ ماں کی خدمت میں آئے' وہ مسجد میں بیٹھی تھیں صلح کے متعلق مشورہ کیا' بولیں؟ بیٹا! قتل کے خوف سے ذلت آمیز صلح بہتر نہیں۔ کیونکہ عزت کے ساتھ تلوار مارنا ذلت کے ساتھ کوڑا مارنے سے بہتر ہے۔''

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس پر عمل کیا اور لڑ کر مردانہ وار شہادت حاصل کی۔ حجاج نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا' ۳ دن گزرنے پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کنیز کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں لاش الٹی لٹکی تھی دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے کہا'' کیا اس سوار کے گھوڑے سے اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔'' ❺ حجاج کو چھیڑ منظور تھی' آدمی بھیجا کہ ان کو جا کر لائے' حضرت

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۹۰۔ مسند احمد: ۶/ ۳۵۰۔ نساء حول الرسول ص ۱۸۲۔ ❷ الطبقات: ۸/ ۱۹۱' القسم الاول

❸ بخاری: کتاب المغازی' باب ذکر هجرة النبی ۳۹۰۹۔ ❹ اسد الغابة: ۵/ ۳۹۲۔ ❺ اسد الغابة: ۳/ ۲۴۳' ۲۴۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماء رضی اللہ عنہا نے انکار کیا' اس نے پھر آدمی بھیجا کہ "ابھی خیریت ہے ورنہ آئندہ جو شخص بھیجا جائے گا وہ بال پکڑ کر گھسیٹ لائے گا" حضرت اسماء رضی اللہ عنہا صرف اللہ تعالیٰ کی شان جباری کی معترف تھیں' جواب دیا میں نہیں جا سکتی۔ حجاج نے مجبوراً خود جوتا پہنا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آیا اور حسب ذیل گفتگو ہوئی۔ حجاج نے کہا "کہیے میں نے دشمن خدا (ابن زبیر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کیا سلوک کیا۔" حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بولیں تو نے ان کی دنیا بگاڑی اور انہوں نے تیری عاقبت خراب کی! میں نے سنا ہے کہ تو ان کو طنزاً ذات النطاقین کا بیٹا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ذات النطاقین میں ہوں میں نے نطاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھانا باندھا تھا اور دوسرے کو کمر میں لپیٹتی تھی لیکن یہ یاد رہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم پیدا ہوگا۔ چنانچہ کذاب کو دیکھ چکی ہوں اور ظالم تو ہے" حجاج نے یہ حدیث سنی تو چپکا اٹھ کھڑا ہوا۔ ❶

چند دنوں کے بعد عبدالملک کا حکم پہنچا تو حجاج نے لاش اتروا کر یہود کے قبرستان میں پھنکوادی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے لاش کو اٹھوا کر گھر منگوایا اور غسل دلوا کر جنازہ کی نماز پڑھی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا جوڑ جوڑ الگ تھا۔ نہلانے کے لئے کوئی عضو اٹھایا جاتا تو ہاتھ کے ساتھ چلا آتا تھا۔ لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت دیکھ کر صبر کیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان ہی پارہ پارہ ٹکڑوں پر نازل ہوتی ہے۔

وفات

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دعا کرتی تھیں کہ جب تک میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی لاش نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ آئے۔ ❷ چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے داعی اجل کو لبیک کہا یہ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ کا واقعہ ہے۔ اس وقت ان کی عمر سو سال کی تھی۔

اولاد

حسب ذیل اولاد ہوئی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ' منذر' عروہ' مہاجر' خدیجۃ الکبریٰ' ام الحسن' عائشہ۔ ❸

حلیہ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باایں ہمہ کہ سو برس کی تھیں لیکن ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور ہوش و حواس بالکل درست تھے۔ ❹ دراز قد اور لحیم شحیم تھیں' اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ ❺

---

❶ الاصابۃ: ۴/۲۳۰، ۲۳۱۔ مسند احمد: ۶/۳۵۲۔ ❷ تاریخ الخمیس: ۲/۳۰۵۔

❸ طبری: ۳/۲۴۶۱۔ ریاض النضرۃ: ج ۱ ص ۲۸۸۔

❹ الاصابۃ: ۴/۲۳۰، ۲۳۱۔ ❺ مسند احمد: ۶/۳۴۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضل وکمال

آنحضرت ﷺ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے (۵۶) حدیثیں روایت کی ہیں جو صحیحین اور سنن میں موجود ہیں۔ راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ' عروہ (پسران) عباد بن عبداللہ' عبداللہ بن عروہ (نبیرہ گان) فاطمہ بنت المنذر' ابن زبیر رضی اللہ عنہما' عبادہ بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن کیسان (غلام) ابن عباس رضی اللہ عنہما صفیہ بنت شیبہ' ابن ابی ملیکہ' وہب بن کیسان' ابوبکر و عامر پسران ابن زبیر رضی اللہ عنہما' مطلب بن حنطب' محمد بن منکدر' مسلم معری' ابونوفل ابن ابوعقرب۔

اخلاق

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بالطبع نیکی کی طرف مائل تھیں' ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کو بہت طول دیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا' ان کے پاس دو عورتیں کھڑی تھیں۔ جن میں ایک فربہ اور دوسری لاغر تھی' یہ دیکھ کر انہوں نے اپنے دل کو تسلی دی کہ مجھے ان سے زیادہ دیر تک کھڑا رہنا چاہیے۔ [1] لیکن چونکہ نماز کئی گھنٹے تک ہوئی تھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو غش آ گیا اور سر پر پانی چھڑکنے کی نوبت آئی۔ [2] ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ ان کے سر میں درد ہوتا تو سر پکڑ کر کہتیں (یہ میرا گناہ ہے اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف کرتا رہتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں)

حق گوئی ان کا خاص شعار تھا اس کی متعدد مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جبار کے سامنے وہ جس صاف گوئی سے کام لیتی تھیں وہ بجائے خود اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ ایک دن وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی کنیز کے ساتھ آئیں اور دریافت کیا کہ ''امیر کہاں ہے'' معلوم ہوا تو حجاج کے قریب گئیں۔ اس نے دیکھتے ہی کہا ''تمہارے بیٹے نے اللہ تعالیٰ کے گھر میں الحاد پھیلایا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا دردناک عذاب دیا۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے برجستہ جواب دیا تو جھوٹا ہے۔ وہ ملحد نہ تھا بلکہ صائم پارسا اور شب بیدار تھا۔ [3]

---

[1] مسند احمد: ۶/۳۴۹۔ [2] بخاری: کتاب صلاۃ الکسوف' باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف۔

[3] مسند احمد: ۶/۳۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہایت صابر تھیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت ایک قیامت تھی جوان کے لئے قیامت کبریٰ بن گئی تھی۔ لیکن اس میں انہوں نے جس عزم جس استقلال، جس صبر اور جس تحمل سے کام لیا اس کی تاریخ میں بہت کم نظریں مل سکتی ہیں۔

حد درجہ خود دار تھیں، حجاج بن یوسف جیسے امیر کی نخوت بھی ان کی خودداری کی چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتی تھیں۔

بایں ہمہ نہایت متواضع اور خاکسار تھیں، محنت مشقت میں ان کو بالکل عار نہ تھا چنانچہ جب ان کا نکاح ہوا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا۔ صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا۔ وہ گھوڑے کو دانہ دیتی۔ پانی بھرتی اور ڈول سیتی تھیں۔ روٹی پکانی نہیں آتی تھی، اس لئے آٹا گوندھ کر رکھتی اور انصار کی بعض عورتیں پکا دیتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جو زمین عنایت فرمائی تھی وہاں جا کر وہ چھوہاروں کی گٹھلیاں چنتی اور تین فرلانگ سے سر پر لاد کر لاتی تھیں۔ ایک دن اسی حالت میں آ رہی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو بٹھایا کہ سوار ہو جائیں۔ لیکن ان کو شرم معلوم ہوئی اور اونٹ پر نہ بیٹھیں۔ گھر آ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے سارا قصہ بیان کیا انہوں نے کہا ''سبحان اللہ سر پر بوجھ لادنے سے شرم نہیں آئی؟'' کچھ زمانہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک غلام دیا جو گھوڑے کی تربیت اور پرداخت کرتا تھا۔ اسی وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مصیبت کم ہوئی کہتی تھیں ''فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي'' یعنی گویا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو آزاد کر دیا۔ ❶

غربت کی وجہ سے جو کچھ خرچ کرتیں ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ بھی ناپ کر دے گا۔ اس وقت سے یہ عادت چھوڑ دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی وافر ہو گئی اور پھر کبھی تنگدست نہیں ہوئیں۔ ❷

حد درجہ فیاض تھیں، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت ترکہ میں ایک جنگل چھوڑا تھا جو ان کے حصہ میں آیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کو لاکھ درہم پر فروخت کر کے کل رقم عزیزوں پر تقسیم کر دی۔ ❸

بیماری پڑتیں تو اپنے تمام غلام آزاد کر دیتی تھیں۔ ❹ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مزاج تیز تھا اس

---

❶ مسند احمد: ۶/ ۳۵۲۔ ❷ مسند احمد: ۶/ ۳۵۳۔

❸ صحیح بخاری: باب هبة الواحد للجماعت۔ ❹ خلاصہ تہذیب ص ۴۸۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں بلا اجازت ان کے مال سے فقرا کو خیرات دے سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے اجازت دی۔ (1)

ایک مرتبہ ان کی ماں مدینہ میں آئیں اور ان سے روپیہ مانگا' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ مشرک ہیں' کیا ایسی حالت میں میں ان کی مدد کر سکتی ہوں۔؟ ارشاد ہوا ''ہاں (اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو)۔ (2)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کئی حج کئے پہلا حج آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ (3) اس میں جو کچھ دیکھا تھا (4) ان کو بالکل یاد تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے بعد جب حج کے لئے آئیں اور مزدلفہ میں ٹھہریں تو رات کو نماز پڑھی پھر اپنے غلام سے پوچھا ''چاند چھپ گیا'' اس نے کہا نہیں' جب چاند ڈوب گیا بولیں کہ اب رمی کے لئے چلو' رمی کے بعد پھر واپس آئیں اور صبح کی نماز پڑھی اس نے کہا آپ نے بڑی عجلت کی' فرمایا آنحضرت ﷺ نے پردہ نشینوں کو اس کی اجازت دی ہے۔ (5) جب کبھی حجون سے گزرتیں کہتیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہاں ٹھہرے تھے اس وقت ہمارے پاس بہت کم سامان تھا۔ ہم نے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کیا تھا اور طواف کر کے حلال ہوئے تھے۔ (6)

نہایت بہادر تھیں' اخلاقی جرأت کے چند واقعات اوپر گزر چکے ہیں۔ سعید بن عاص کے زمانہ حکومت میں جب اسلام میں فتنہ پیدا ہوا اور بدامنی شروع ہوگئی تو انہوں نے ایک خنجر رکھا تھا۔ لوگوں نے پوچھا اس کا کیا فائدہ ہے؟ بولیں اگر کوئی چور آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کرونگی۔ (7)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے تقدس کا عام چرچا تھا۔ لوگ ان سے دعا کراتے تھے۔ جب کوئی عورت بخار میں مبتلا ہوتی اور دعا کے لئے آتی تو اس کے سینہ پر پانی چھڑکتیں اور کہتیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ (8) (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم سے روایت کیا ہے کہ بخار آتش جہنم کی گرمی سے ہے' اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو)۔ (9)

---

(1) مسند احمد: ٦/٣٥٢۔ (2) بخاری: کتاب الادب' باب صلۃ المرأۃ امھا ولھا زوج' رقم ٥٩٧٩۔
(3) مسلم: کتاب الحج' باب صحۃ احرام النفساء واستحباب اغتسالھا للاحرام، رقم ٢٩٠٨۔ (4) بخاری: کتاب الحج' باب اذا حاضت المرأۃ بعد ما افاضت' رقم ١٧٥٨۔ (5) بخاری: کتاب الحج باب من قدم ضعفۃ اھلہ بلیل' رقم ١٦٧٩۔
(6) بخاری: کتاب العمرۃ' باب متی یحل المعتمر' رقم ١٧٩٦۔ (7) ذیل طبری: ١٣/٢٤٦۔ (8) بخاری: کتاب المرضیٰ باب الحمی من فیح جھنم' رقم ٥٧٢٤۔ (9) بخاری: کتاب الطب' باب الحمی من فیح جھنم' رقم ٥٧٢٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر کا کوئی آدمی بیمار ہوتا تو آنحضرت ﷺ کا جبہ (جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت ان کے سپرد کیا تھا) دھوتی اور اس کا پانی پلاتی تھیں۔ اس سے بیمار کو شفا ہو جاتی تھی۔ ❶

❶ مسند احمد: ۶/ ۳۴۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

31

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

فاطمہ نام سلسلہ نسب یہ ہے۔ فاطمہ بنت قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ ابن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر' والدہ کا نام امیمہ بنت ربیعہ تھا اور بنی کنانہ سے تھیں۔

نکاح

ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ سے نکاح ہوا۔

اسلام

اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان لائیں۔

ہجرت

اور ہجرت کی۔

عام حالات

۱۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر یمن گئے تھے۔ ابوعمرو بھی ان کے ساتھ تھے چلتے وقت عیاش بن ابی ربیعہ کی معرفت اپنی بیوی کو آخری طلاق (دو طلاق پہلے دے چکے تھے) اور ۵۔۵ صاع جو اور خرمے بھیجے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کھانے اور مکان کا مطالبہ کیا تو عیاش نے کہا کہ جو کچھ دیا گیا ہے محض احسان ہے ورنہ ہمارے ذمہ یہ بھی ضروری نہیں۔ اس جواب پر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا اور اپنے کپڑے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں خالد بن ولید وغیرہ بھی پہنچے' آپ نے دریافت کیا کہ انہوں نے تم کو کتنی مرتبہ طلاق دی' بولیں ۳ مرتبہ فرمایا اب تم کو نفقہ نہیں مل سکتا۔ ❷ تم ام شریک کے ہاں عدت کے دن پورے کرو' لیکن چونکہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے اعزہ واقارب ان کے

❶ مسند احمد: ۶/ ۴۱۱۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۲۶۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۸۴، ۸۴۹۔

❷ عدت کے اندر عورت کا کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ ہے۔ جس نے طلاق دی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کی اس روایت کے متعلق بڑی بحث ہے جس کے ذکر کا یہاں موقع نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکان میں آتے جاتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "ابن ام مکتوم نابینا اور تمہارے ابن عم ہیں اس لئے بہتر ہے کہ تم ان کے ہاں رہو" عدت کا زمانہ پورا ہوا تو ہر طرف سے پیغام آئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ابوجہم اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بھی پیغام دیا۔ لیکن آنحضرت نے پہلے دو شخصوں کا پیغام اس لئے مسترد کر دیا کہ اول الذکر مفلس اور دوسرے تند مزاج تھے۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لو چونکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خیال تھا کہ خود آنحضرت ﷺ ان کو اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمائیں گے اس لئے انکار کیا ارشاد ہوا "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔" یہ سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا مجبور ہوئیں اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا۔ کہتی ہیں کہ پھر میں قابل رشک بن گئی۔ ❶

۲۳ھ میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو مجلس شوریٰ کا اجلاس فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کے مکان میں ہوتا تھا۔ ❷

۵۴ھ میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا' فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سخت صدمہ ہوا۔ دوسری شادی نہیں کی اور اپنے بھائی ضحاک کے ساتھ رہیں۔ جب یزید نے اپنے عہد حکومت میں ان کو عراق کا گورنر مقرر کیا۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ کوفہ چلی آئیں اور یہیں سکونت اختیار کی۔

وفات

وفات کا سال معلوم نہیں' حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت تک زندہ تھیں۔ ❸

حلیہ

خوبصورت تھیں۔ ❹

فضل وکمال

اسد الغابہ میں ہے۔

لَهَا عَقْلٌ وَكَمَالٌ. ❺

"یعنی وہ نہایت عقیل اور صاحب کمال تھیں"

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی' عبداللہ بن عمرو (بن عثمان) کو منسوب تھیں' انہوں

❶ مسند احمد: ۶/ ۴۱۱۔ ❷ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۲۷۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۸۴، ۸۵۱۔

❸ صحیح مسلم: ۱/ ۵۸۶۔ مسند احمد: ۶/ ۴۱۱ تا ۴۱۳۔ ❹ الاصابۃ: ۴/ ۳۸۴، ۸۴۹۔ ❺ اسد الغابہ: ۵/ ۵۲۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو تین طلاقیں دیں' فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ ہوتی تھیں کہلا بھیجا کہ میرے گھر چلی آؤ۔ مروان نے قبیصہ کو بھیجا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سبب دریافت کرو قبیصہ نے آ کر کہا کہ آپ ایک عورت کو ایام عدت گزرنے سے قبل کیوں گھر سے نکالتی ہیں' بولیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہی حکم دیا تھا۔ اس کے بعد اپنا واقعہ بیان کیا اور اس کی قرآن مجید سے تائید کی قرآن مجید میں ہے۔

﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ ❶

''جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے وقت تک طلاق دو اور عدت کو شمار کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں۔''

یہ مراجعہ کی صورت تھی' اس کے بعد ہے۔

﴿فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ ❷

''پس جب میعاد کو پہنچ جائیں تو ان کو اچھی طرح روکے رکھو یا اچھی طرح جدا کر دو۔''

اس بنا پر تین مرتبہ کے بعد پھر کسی صورت کا احتمال نہیں ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ چونکہ تمہارے نزدیک عورت جب تک حاملہ نہ ہو اس کا نفقہ نہ دینا چاہیئے اس لئے اس کو روک رکھنا بالکل بے کار ہے۔ (جب مروان کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی تو کہا یہ ایک عورت کی بات ہے اور ان مطلقہ خاتون کو حکم دیا کہ اپنے گھر واپس آئیں' چنانچہ وہ واپس آئیں اور وہیں عدت گزاری۔) ❸

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کی ہیں، جو متعدد اشخاص کے ذریعہ سے مروی ہیں، ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

قاسم بن محمد' ابوبکر بن ابوالجہم' ابوسلمہ' سعید بن مسیّب' عروہ' عبداللہ بن عبداللہ اسود' سلیمان بن یسار' عبداللہ البہی' محمد بن عبدالرحمان بن ثوبان' شعبی' عبدالرحمان ابن عاصم' تمیم۔

اخلاق

عادات و اخلاق نہایت شریفانہ تھے' شعبی جوان کے شاگرد تھے ملنے کو آئے تو انہوں نے چھوہارے کھلائے اور ستو پلایا۔ ❹

❶ ۲۵/الطلاق:۱۔ ❷ ۲۵/الطلاق:۲۔
❸ مسند احمد:۶/ ۴۱۵۔ ❹ صحیح مسلم: ج۱ص ۵۸۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

32

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

شفاء نام' قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے ہیں' سلسلہ نسب یہ ہے۔شفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن سداد بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی ابن کعب بن لوئی' والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب بن عمرو بن عائذ بن عمر بن مخزوم تھا۔

نکاح

ابوحثمہ بن حذیفہ عدوی سے نکاح ہوا۔

اسلام

ہجرت کے قبل مسلمان ہوئیں۔ [2]

عام حالات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو بہت محبت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تو آرام فرماتے تھے۔انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علیحدہ ایک بچھونا اور ایک تہمد رکھ چھوڑی تھی۔ چونکہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ جذب ہوتا تھا' یہ بڑی متبرک چیزیں تھیں۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے بعدان کی اولاد نے ان تبرکات کونہایت احتیاط سے محفوظ رکھا۔لیکن مروان نے ان سے یہ سب چیزیں لے لیں۔ [3]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کوایک مکان بھی عنایت فرمایا تھااور وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اسی میں سکونت پذیر تھیں۔ [4]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے ساتھ خاص رعایتیں کیں۔ چنانچہ ابن سعد میں ہے۔ كَانَ عُمَرُ يُقَدِّمُهَا فِي الرَّأْيِ وَيَرْعَاهَا وَيُفَضِّلُهَا وَرُبَمَا وَلَّاهَا شَيْئًا مِنْ أَمْرِ السُّوْقِ۔ [5] حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کورائے میں مقدم رکھتے ان کی فضیلت کی رعایت کرتے اور

[1] ترجمتھا' الاصابۃ: ۴/ ۳۴۱، ۶۲۲۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۶۔ [2] الاصابۃ: ۴/ ۳۴۱، ۶۲۲۔
[3] اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۶۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۴۱، ۶۲۲۔ [4] الاصابۃ: ۴/ ۳۴۲، ۶۲۳۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۷۔
[5] الاصابۃ: ۴/ ۳۴۱۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۷۔ نساء حول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو بازار کا اہتمام سپرد کرتے تھے۔

وفات

وفات کا سنہ معلوم نہیں۔

اولاد

اولاد میں دو کا پتہ چلتا ہے سلیمان اور ایک لڑکی جو شرحبیل بن حسنہ کو منسوب تھی۔

فضل وکمال

جاہلیت میں دو چیزوں میں مشہور تھیں' جھاڑ پھونک اور لکھنا' جھاڑ پھونک کے متعلق آنحضرت ﷺ سے انہوں نے استفتا کیا تھا آنحضرت ﷺ نے اجازت دی تھی اور فرمایا تھا۔ کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھادو۔ لکھنے کے متعلق یہی ارشاد ہوا تھا۔ [1] چیونٹی کے کاٹے میں یہ منتر پڑھتی تھیں۔

((بِسْمِ اللّٰهِ صلو صلب جبر تَعَوُّذًا مِنْ اَفْوَاهِهَا فَلَا تَضُرُّ اَحَدًا اَللّٰهُمَّ اكْشِفِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ)) [2]

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ جن کی تعداد صاحب خلاصہ کے نزدیک ۱۲ ہے۔ راویوں میں ان کے بیٹے اور دو پوتے ابوبکر و عثمان اور ابوسلمہ' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور ابواسحاق شامل ہیں۔

اخلاق

اسد الغابہ میں ہے۔

كَانَتْ مِنْ عُقَلَاءِ النِّسَاءِ وَفُضَلَائِهِنَّ. [3]

''یعنی وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ تھیں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ان کو بلا کر ایک چادر عنایت کی اور عاتکہ بنت اسید کو ان سے بہتر چادر دی تو بولیں تمہارے ہاتھ غبار آلود ہوں ان کو مجھ سے بہتر چادر دی' حالانکہ میں ان سے پہلے مسلمان ہوئی' تمہاری بنت عم بھی ہوں۔ اس کے علاوہ تم نے مجھ کو طلب کیا تھا اور یہ خود چلی آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں عمدہ چادر دیتا لیکن جب یہ آگئیں تو مجھے ان کی رعایت کرنی پڑی کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے نسباً قریب تر ہیں۔ [4]

[1] الاصابۃ: ۴/ ۳۴۱۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۷۔
[2] اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۷۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۴۲، ۶۲۲۔
[3] اسد الغابۃ: ۵/ ۴۸۶۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۴۱، ۶۲۲۔
[4] اسد الغابۃ: ۵/ ۴۹۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

33

حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

زینب رضی اللہ عنہا نام' رائطہ عرف' قبیلہ ثقیف سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ زینب بنت عبداللہ ابی معاویہ بن معاویہ بن عتاب بن اسعد بن غاضرہ بن حطیط بن جشم ابن ثقیف۔

نکاح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ چونکہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور زینب رضی اللہ عنہا دستکار تھیں اس لئے اپنے شوہر اور اولاد کی خود کفیل ہوئیں۔ ایک دن کہنے لگیں کہ تم نے اور تمہاری اولاد نے مجھ کو صدقہ و خیرات سے روک رکھا ہے جو کچھ کماتی ہوں تم کو کھلا دیتی ہوں' بھلا اس میں میرا کیا فائدہ؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم اپنے فائدہ کی صورت نکال لو' مجھ کو تمہارا نقصان منظور نہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور عرض کی کہ میں دستکار ہوں اور جو کچھ اس سے پیدا کرتی ہوں شوہر اور بال بچوں پر صرف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ میرے شوہر کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ اس بنا پر میں محتاجوں کو صدقہ نہیں دے سکتی' اس حالت میں کیا مجھ کو کچھ ثواب ملتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم کو ان کی خبر گیری کرنا چاہیئے۔ ❷

عام حالات

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے حالات بہت کم معلوم ہیں' سال وفات کا بھی یہی حال ہے۔

اولاد

ابوعبیدہ جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث گزرے ہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نور نظر تھے۔

فضل وکمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چند احادیث روایت کیں' ان راویوں میں حسب ذیل اصحاب ہیں' ابوعبیدہ' عمرو بن حارث بن ابی ضرار' بسر بن سعید' عبید بن سباق' کلثوم' محمد بن عمرو بن حارث۔

❶ مسند احمد: ۶/ ۳۶۲۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۹، ۵۰۰۔ ❷ صحیح مسلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخلاق

بارگاہ نبوت میں ان کو مخصوص درجہ حاصل تھا۔ اکثر آپ کے مکان میں آتی جاتی تھیں ایک دن وہ آپ کے سر کی جوئیں دیکھ رہی تھیں' مہاجرین کی اور عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے اپنا کام چھوڑ کر بولنا شروع کیا' آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم آنکھ سے نہیں بولتی ہو کام بھی کرو اور گفتگو بھی۔ ❶

❶ مسند احمد: ٦/٣٦٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

34

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

اسماء نام' ام سلمہ کنیت' سلسلہ نسب یہ ہے۔ اسماء بنت یزید بن السکن بن رافع بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

اسلام

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور چند عورتوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے آئیں' آپ صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ "مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرد وعورت سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ ہم نے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے اور آپ ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ لیکن ہماری حالت مردوں سے بالکل جداگانہ ہے۔ ہم پردہ نشین ہیں اس لئے جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہو سکتیں۔ اور مرد جمعہ اور جماعت میں شریک ہوتے ہیں' مریضوں کی عیادت کرتے ہیں' نماز جنازہ پڑھتے ہیں' حج کو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں لیکن ان تمام صورتوں میں ہم گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتی ہیں' گھروں کی حفاظت کرتی ہیں' کپڑوں کے لئے چرخہ کاتتی ہیں' تو کیا اس صورت میں ہم کو بھی ثواب ملے گا۔" آنحضرت ﷺ نے سنا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم نے کسی عورت سے ایسی گفتگو بھی سنی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو جواب دیا کہ عورت کے لئے شوہر کی رضا جوئی نہایت ضروری چیز ہے' اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی ہے اور شوہر کی مرضی پر چلتی ہے تو مرد کو جس قدر ثواب ملتا ہے عورت کو بھی اسی قدر ملتا ہے۔ [2]

جامع ترمذی' ابن سعد اور مسند ابن حنبل میں اس بیعت کا کسی قدر تذکرہ آیا ہے۔ مسند میں ہے کہ اس بیعت میں اسماء کی خالہ بھی شریک تھیں' جو سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں' فرمایا تو کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا خالہ ان کو اتار دو چنانچہ فوراً تمام چیزیں اتار کر پھینک دیں' اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم زیور نہ پہنیں گی تو شوہر بے وقعت سمجھے گا۔ ارشاد

---

[1] الاصابۃ: ۴/۲۳۴، ۵۸۔ اسد الغابۃ: ۵/۳۹۸۔ [2] اسد الغابۃ: ۵/۳۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا'' تو پھر چاندی کے زیور بنواؤ اور ان پر زعفران مل لو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے'' غرض ان باتوں کے بعد جب بیعت کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے زبانی چند اقرار کرائے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھایئے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ کنگن کا واقعہ خود حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا تھا۔ ❶

عام حالات

اھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی اور وہ میکہ سے کاشانۂ نبوت میں آئیں' تو جن عورتوں نے ان کو سنوارا تھا' ان میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی داخل تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جلوے میں بٹھا کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع کی' آپ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے کسی نے دودھ پیش کیا تو تھوڑا سا پی کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا' ان کو شرم معلوم ہوئی اور سر جھکا لیا' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ڈانٹا کہ رسول اللہ ﷺ جو دیتے ہیں لے لو' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دودھ لے کر کسی قدر پی لیا اور پھر آنحضرت ﷺ کو واپس کر دیا' آنحضرت ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دیا' انہوں نے پیالہ کو گھٹنے پر رکھ کر گردش دینا شروع کیا کہ جس طرف سے آنحضرت ﷺ نے نوش فرمایا تھا وہاں بھی منہ لگ جائے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اور عورتوں کو بھی دو لیکن سب نے جواب دیا کہ ہم کو اس وقت خواہش نہیں ہے ارشاد ہوا'' بھوک کے ساتھ جھوٹ بھی؟'' ❷

۱۵ھ میں یرموک کا واقعہ پیش آیا اس میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے خیمہ کی چوب سے ۹ رومیوں کو قتل کیا۔ ❸

وفات

یرموک کے بعد مدت تک زندہ رہیں اور پھر وفات پائی' وفات کا سال معلوم نہیں ہے۔

فضل وکمال

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے چند احادیث روایت کی ہیں جن کے راوی اصحاب ذیل ہیں محمود بن عمرو انصاری' مہاجر بن ابی مسلم' شہر بن حوشب' مجاہد' اسحاق بن راشد' لیکن ان

❶ مسند احمد: ۶/ ۴۵۳۔ ❷ مسند احمد: ۶/ ۴۵۸۔

❸ الاصابۃ: ۴/ ۲۳۵، ۵۸۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۳۹۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں سب سے زیادہ شہر بن حوشب نے روایتیں کی ہیں۔

اخلاق

استیعاب میں ہے۔

كَانَتْ مِنْ ذَوَاتِ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ

''یعنی وہ عقل اور دین دونوں سے متصف تھیں۔''

آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتی تھیں۔ 1 ایک مرتبہ ناقہ غضباء کی مہار تھامے تھیں کہ آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی ان کا بیان ہے کہ وحی کا اتنا بار تھا کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں اونٹنی کے ہاتھ پاؤں نہ ٹوٹ جائیں۔ 2

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اکثر اوقات کاشانۂ نبوت میں حاضر ہوتیں ایک مرتبہ بیٹھی تھیں کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا گھر میں کہرام مچ گیا۔ آنحضرت ﷺ دوبارہ واپس آئے تو وہی حالت قائم تھی فرمایا کیوں روتی ہو؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہماری حالت یہ ہے کہ لونڈی آٹا گوندھنے بیٹھی ہے، ہم کو سخت بھوک ہوتی ہے وہ پکا کر فارغ نہیں ہوتی کہ ہم بھوک سے بیتاب ہو جاتے ہیں۔ پھر دجال کے زمانہ میں جو قحط پڑے گا اس پر کیونکر صبر کر سکیں گے (یعنی فوراً اس کے دام میں پھنس جائیں گے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس دن تسبیح اور تکبیر بھوک سے بچائے گی۔ پھر کہا رونے کی ضرورت نہیں اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں خود سینہ سپر ہوں گا۔ ورنہ میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی حفاظت کرے گا۔ 3

مہمان نواز تھیں ایک بار حضرت شہر بن حوشب آئے تو انہوں نے ان کے سامنے کھانا رکھا (حضرت شہر بن حوشب نے) انکار کیا تو آنحضرت ﷺ کا ایک واقعہ بیان کیا جس سے یہ اشارہ مقصود تھا کہ انکار مناسب نہیں ہے انہوں نے کہا اب دوبارہ ایسی غلطی نہ کروں گا۔ 4

---

1 مسند احمد: ۴۵۹۔ 2 مسند احمد: ۴۵۵۔ 3 مسند احمد: ۶/ ۴۵۳، ۴۵۴۔ 4 مسند احمد: ۶/ ۴۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

35

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

ام الدرداء دو تھیں۔ اور دونوں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ لیکن جو بڑی تھیں وہ صحابیہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ان کا نام خیرہ تھا اور ابو حدرد اسلمی کی صاحبزادی تھیں۔

وفات

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے دو سال قبل شام میں وفات پائی یہ خلافت عثمانی کا زمانہ تھا۔

فضل وکمال

حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں۔

كَانَتْ مِنْ فُضْلَى النِّسَاءِ وَعُقَلَائِهِنَّ وَذَوَاتِ الرَّأْيِ فِيهِنَّ [2]

''وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ اور صاحب الرائے تھیں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں ان کے شاگرد میمون بن مہران ہیں جن کی سماعت پر جمہور کا اتفاق ہے حافظ ابن عبدالبر نے بعض اور راویوں کے نام بھی لکھے ہیں لیکن یہ سخت غلطی ہے کیونکہ ان میں سے کسی نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

اخلاق

نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ [3]

---

[1] اسد الغابۃ: ۵/۵۸۰۔ الاصابۃ: ۴/۲۹۵، ۳۸۶۔ [2] اسد الغابۃ: ۵/۵۸۱۔ الاصابۃ: ۴/۲۹۵۔

[3] الاصابۃ: ۴/۲۹۵، ۳۸۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

36 حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

قریش کے خاندان مخزوم سے تھیں۔ باپ کا نام حارث بن ہشام بن المغیرہ اور ماں کا نام فاطمہ بنت الولید تھا۔ فاطمہ حضرت خالد بن الولید کی ہمشیر تھیں۔

نکاح

عکرمہ بن ابوجہل سے (جو ان کے ابن عم تھے) شادی ہوئی۔

عام حالات

غزوہ احد میں کفار کے ساتھ شریک تھیں۔ لیکن جب ۸ھ میں مکہ فتح ہوا تو پھر اسلام سے چارہ نہ تھا۔ ان کا خسر (ابوجہل) مکہ میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن اور کفر کا سرغنہ رہ چکا تھا۔ شوہر (عکرمہ) کی رگوں میں بھی اسی کا خون دوڑتا تھا۔ ماموں (خالد) بھی مدت سے اسلام نے برسرپیکار رہ چکے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اپنی فطری سلامت روی کی بنا پر فتح مکہ میں اسلام قبول کرنے میں بہت عجلت کی۔ ان کے شوہر جان بچا کر یمن بھاگ گئے تھے۔ ام حکیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لئے امن کی درخواست کی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن عفو نہایت کشادہ تھا۔ غرض یمن جا کر ان کو واپس لائیں اور عکرمہ نے صدق دل سے اسلام قبول کیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہوکر اپنے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کیا نہایت خوشی سے غزوات میں شرکت کی اور بڑی پامردی اور جانبازی سے لڑے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رومیوں سے جنگ چھڑی تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ام حکیم رضی اللہ عنہا کو لے کر شام گئے اور اجنادین کے معرکہ میں داد شجاعت دیکر شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے عدت کے بعد خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ ۴۰۰ دینار حق مہر مقرر ہوا اور رسم عروسی ادا کرنے کی تیاریاں ہوئیں۔ چونکہ نکاح مرج الصفر میں ہوا تھا' جو دمشق کے قریب ہے اور ہر وقت رومیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابھی توقف کرو لیکن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اسی معرکہ میں اپنی شہادت کا یقین ہے۔ غرض ایک پل کے پاس جواب قنطرہ ام حکیم رضی اللہ عنہا کہلاتا ہے رسم عروسی ادا ہوئی۔ دعوت ولیمہ سے لوگ فارغ

[1] الاصابۃ: ۴/ ۴۴۳۔ ۱۲۲۸۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوئے تھے کہ رومی آ پہنچے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ خالد میدان جنگ میں گئے اور شہادت حاصل کی۔ حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا اگرچہ عروس تھیں تاہم انھیں کپڑوں کو باندھا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ کیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اس چوب سے سات کافروں کو قتل کیا تھا۔ [1]

وفات

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کی وفات کا زمانہ معلوم نہیں اور اولاد کا بھی یہی حال ہے۔

[1] الاصابۃ: ۴/۴۴۴، ۱۲۲۸۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

37

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

تماضر نام، خنساء لقب، قبیلہ قیس کے خاندان سلیم سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ خنساء بنت عمرو بن الشرید بن رباح بن یقظہ بن عصیہ بن خفاف بن امراء القیس بن بہثہ ابن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان بن مضر، نجد کی رہنے والی تھیں۔

نکاح

پہلا نکاح قبیلہ سلیم کے ایک شخص رواحہ بن عبدالعزیٰ سے ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد مرواس بن ابوعامر کے عقد نکاح میں آئیں۔ [2]

اسلام

پیری کا زمانہ تھا کہ مکہ کے افق سے ماہتاب رسالت طلوع ہوا۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی۔ تو اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک ان کے اشعار سنتے اور تعجب کرتے رہے۔ یہ ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے۔

عام حالات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب قادسیہ (عراق) میں جنگ ہوئی تو حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدان میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے یہ نصیحت کی پیارے بیٹو! ''تم نے اسلام اور ہجرت اپنی مرضی سے اختیار کی ہے ورنہ تم اپنے ملک کو بھاری نہ تھے اور نہ تمہارے یہاں قحط پڑا تھا، باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ اللہ کی قسم! تم ایک ماں اور باپ کی اولاد ہو میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا۔ تم جانتے ہو کہ دنیا فانی ہے اور کفار سے جہاد کرنے میں بڑا ثواب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا.﴾ [3] اس بنا پر صبح اٹھ کر لڑنے کی تیاری کرو اور آخر وقت تک لڑو'' [4] ۔ چنانچہ بیٹوں نے ایک ساتھ باگیں اٹھائیں اور نہایت جوش

---

[1] اسد الغابۃ: ۵/۴۴۱۔ [2] الشعر والشعراء: ۱/۲۶۰۔
[3] ۳/آل عمران: ۲۰۰۔ [4] اسد الغابۃ: ۵/۴۴۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں رجز پڑھتے ہوئے بڑھے اور شہید ہوئے۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو اللہ کا شکر ادا کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کے لڑکوں کو ۲۰۰ درہم سالانہ وظیفہ عطا کرتے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد یہ رقم حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو ملتی رہی۔ ❶

وفات

اس واقعہ کے دس برس کے بعد حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ سال وفات ۲۴ھ ہے۔

اولاد

چار لڑکے تھے جو قادسیہ میں شہید ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ' ابوشجرہ (پہلے شوہر سے تھے) زید' معاویہ۔ (دوسرے شوہر سے)

فضل وکمال

اقسام سخن میں سے مرثیہ میں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔

صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں:

اَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ بِالشِّعْرِ اَنَّهُ لَمْ تَكُنْ اِمْرَاَةٌ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا اَشْعَرَ مِنْهَا ❷

"یعنی ناقدان سخن کا فیصلہ ہے کہ خنساء رضی اللہ عنہا کے برابر کوئی عورت شاعرہ نہیں پیدا ہوئی۔"

لیلائے اخیلیہ کو شعرا نے تمام شاعر عورتوں کا سرتاج تسلیم کیا ہے۔ تاہم اس میں بھی حضرت خنساء رضی اللہ عنہا مستثنیٰ رکھی گئی ہیں۔ ❸ بازار عکاظ میں جو شعرائے عرب کا سب سے بڑا مرکز تھا' حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ ان کے خیمہ کے دروازے پر ایک علم نصب ہوتا تھا جس پر یہ الفاظ لکھے تھے۔ اَرْثَى الْعَرَبِ یعنی عرب میں سب سے بڑی مرثیہ گو۔ نابغہ جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا شاعر تھا' اس کو حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے اپنا کلام سنایا تو بولا کہ اگر میں ابوبصیر (اعشٰی) کا کلام نہ سن لیتا تو تجھ کو تمام عالم میں سب سے بڑا شاعر تسلیم کرتا۔ ❹

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا ابتداءً ایک دو شعر کہتی تھیں' لیکن صخر کے مرنے سے ان کو جو صدمہ پہنچا اس نے ان کی طبیعت میں ایک ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ کثرت سے مرثیے لکھے ہیں۔ یہ شعر خاص طور

❶ اسد الغابۃ:۵/۴۴۲۔ ❷ اسد الغابۃ:۵/۴۴۱۔
❸ الشعر والشعراء:۱/۲۶۱۔ ❹ الشعر والشعراء:۱/۲۶۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مشہور ہے۔

(وَاِنَّ صَخْرًا لَتَأْتَمُّ الْهُدَاةُ بِهٖ كَاَنَّهٗ عَلَمٌ فِیْ رَاْسِهٖ نَارٌ)

"صخر کی بڑے بڑے لوگ اقتدا کرتے ہیں گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ روشن ہے۔"

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا دیوان بہت ضخیم ہے جو ۱۸۸۸ء میں بیروت سے مع شرح کے چھاپا گیا ہے۔ اس میں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے ساتھ ۶۰ عورتوں کے اور بھی مرثیے شامل ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں اس کا فرنچ زبان میں ترجمہ ہوا اور دوبارہ طبع کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

38

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

نام معلوم نہیں۔ام حرام کنیت تھی' قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔سلسلہ نسب یہ ہے۔ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جند بن عامر بن غنم بن عدی ابن نجار' والدہ کا نام ملیکہ تھا جو مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر تھیں۔اس بنا پر ام حرام حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ان کا یہی رشتہ تھا۔

نکاح

عمرو بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ [2] لیکن جب انہوں نے غزوہ احد میں شہادت پائی تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے۔

عام حالات اور وفات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے۔ [3] حجۃ الوداع کے بعد ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے جوئیں دیکھنا شروع کیا' تو آپ کو نیند آ گئی۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ ''میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادہ سے سوار ہیں۔'' حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں''۔آپ نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا: کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی خواب کا اعادہ کیا۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پھر اپنی شرکت کے لئے دعا کی درخواست کی۔فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں پوری ہوئی۔

---

[1] تہذیب التہذیب:۱۲/ ۴۸۹' ۲۹۲۷۔الاصابۃ:۴/ ۴۴۱' ۱۲۱۵۔اسد الغابۃ:۵/ ۵۷۴۔

[2] تہذیب التہذیب:۱۲/ ۴۸۹۔اسد الغابۃ:۵/ ۵۷۵۔

[3] الاصابۃ:۴/ ۴۴۱' ۱۲۱۵۔اسد الغابۃ:۵/ ۵۷۴۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے حاکم تھے۔ انہوں نے متعدد بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اجازت ملی۔ انہوں نے جزیرہ قبرص (سائپرس) پر حملہ کرنے کے لئے ایک بیڑا تیار کیا۔ اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی ان ہی میں داخل تھیں۔ ❶ بیڑا حمص کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرص فتح ہو گیا۔ ❷ واپسی میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور جاں بحق تسلیم ہوئیں۔ لوگوں نے وہیں ان کو دفن کر دیا۔ ❸

اولاد

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے ۳ لڑکے پیدا ہوئے۔ پہلے شوہر سے قیس اور عبداللہ اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے محمد۔

فضل وکمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں۔ راویوں میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، عمرو بن اسود، عطاء بن یسار اور یعلی بن شداد بن اوس ہیں۔

❶ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۷۵۔ الاصابۃ: ۴/ ۴۴۱۔ ❷ زرقانی/ ج: ۳ص ۶۱۔
❸ بخاری: کتاب الاستیذان، باب من زار قوما فقال عندھم، رقم ۶۲۸۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

39

حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

نام معلوم نہیں' ام ورقہ کنیت اور انصار کے کسی قبیلہ سے تھیں' سلسلہ نسب یہ ہے' ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل۔

اسلام

ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں۔

غزوات

غزوہ بدر پیش آیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرکت کی اجازت مانگی کہ مریضوں کی تیمارداری کروں گی' ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں شہادت نصیب ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم گھر میں رہو اللہ تعالیٰ تم کو وہیں شہادت عطا فرمائے گا۔"

شہادت

چونکہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عورتوں کا امام بنایا تھا' اس لئے درخواست کی کہ ایک موذن بھی مقرر فرمایئے۔ چنانچہ موذن اذان دیتا اور وہ عورتوں کی امامت کرتی تھیں۔ ❷ راتوں کو قرآن پڑھا کرتیں۔ انہوں نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو مدبر بنایا یعنی اس شرط پر آزادی کا وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد تم آزاد ہو۔ ان بدبختوں نے اس وعدے سے (ناجائز) فائدہ اٹھانا چاہا اور رات کو ایک چادر ڈال کر ان کا کام تمام کر دیا۔ یہ خلافت فاروقی کا واقعہ ہے۔ صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا' آج خالہ کے پڑھنے کی آواز نہیں آئی۔ معلوم نہیں کیسی ہیں؟ مکان میں گئے تو دیکھا کہ ایک چادر میں لپٹی پڑی ہوئی ہیں' نہایت افسوس ہوا اور فرمایا اللہ اور رسول نے سچ کہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "شہیدہ کے گھر چلو۔" اس کے بعد منبر پر تشریف لائے اور کہا کہ غلام اور لونڈی دونوں گرفتار کئے جائیں۔ چنانچہ وہ گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سولی پر لٹکا دیا (یہ دونوں وہ پہلے مجرم ہیں جن کو مدینہ منورہ میں سولی دی گئی)۔ ❸

---

❶ الاصابۃ:۴/۵۰۵،۱۵۴۲۔ اسد الغابۃ:۵/۶۳۶۔ ❷ عورتوں کی امامت کے متعلق دیباچہ کے صفحہ ۶ پر ایک نوٹ ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔ ❸ اسد الغابۃ:۵/۶۳۶۔ الاصابۃ:۴/۵۰۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

40

حضرت ہند رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

ہند نام' قبیلہ قریش سے تھیں' سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ہند کا باپ قریش کا سب سے معزز رئیس تھا۔

نکاح

فاکہ بن مغیرہ مخزومی سے نکاح ہوا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا تو ابوسفیان بن حرب کے عقد میں آئیں جو قبیلہ امیہ کے مشہور سردار تھے۔

عام حالات

عتبہ' ابوسفیان اور ہند تینوں کو اسلام سے سخت عداوت تھی اور وہ اسلام کی غیر معمولی ترقی کو نہایت رشک سے دیکھتے تھے۔ اور حتی الامکان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے۔ ابوجہل ان سب کا سردار تھا۔ لیکن جب بدر کے معرکہ میں جو اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا' قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ابوجہل اور عتبہ وغیرہ بھی قتل ہو گئے تو ابوسفیان بن حرب نے جو عتبہ کے داماد تھے' اس کی جگہ لی اور ابوجہل کی طرح مکہ میں ان کی سیادت مسلم ہو گئی۔ چنانچہ بدر کے بعد سے جس قدر معرکے پیش آئے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سب میں پیش پیش تھے۔ غزوہ احد ان ہی کے جوش انتقام کا نتیجہ تھا۔ اس موقعہ پر ان کے ساتھ ان کی بیوی ہند بھی آئی تھیں جنہوں نے اپنے باپ کے انتقام میں سنگ دلی اور خونخواری کا ایسا خوفناک منظر پیش کیا جس کے تخیل سے بھی جسم لرز اٹھتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ انہوں نے عتبہ کو قتل کیا تھا۔ ہند ان کی فکر میں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے وحشی کو جو جبیر بن مطعم کے غلام اور حربہ اندازی میں کمال رکھتے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا تھا (یہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے قبل از اسلام کا واقعہ ہے) اور یہ طے ہوا کہ اس کام کے صلہ میں وہ آزاد کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب ان کے برابر آئے تو وحشی نے حربہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کرنا چاہا' لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔

---

[1] اسد الغابۃ: ۵/۵۶۲۔ الاصابۃ: ۴/۴۷۵، ۱۱۰۳۔ الطبقات: ۸/۱۷۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتونانِ قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا تھا۔ ان کے ناک کان کاٹ لئے۔ ہند نے ان پھولوں کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر گئیں اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئیں۔ لیکن گلے سے اتر نہ سکا اس لئے اگل دینا پڑا۔ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ہند رضی اللہ عنہا کے یہ سب واقعات اسلام قبول کرنے سے پہلے کے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فعل سے جس قدر صدمہ ہوا تھا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ لیکن ایک اور چیز تھی جو ایسے نازک موقعوں پر بھی جبین رحمت کو شکن آلود نہیں ہونے دیتی تھی۔

اسلام

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھے تو مستورات میں ہند رضی اللہ عنہا بھی آئیں۔ شریف عورتیں عموماً نقاب پہنتی تھیں ہند رضی اللہ عنہا بھی نقاب پہن کر آئیں جس سے اس وقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی ان کو پہچاننے نہ پائے۔ بیعت کے وقت انہوں نے نہایت دلیری سے باتیں کیں جو حسب ذیل ہیں۔

ہند: یارسول اللہ! آپ ہم سے کن باتوں کا اقرار لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

ہند: یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا لیکن بہرحال ہم کو منظور ہے۔

رسول اللہ: صلی اللہ علیہ وسلم چوری نہ کرنا۔

ہند: میں اپنے شوہر کے مال میں سے کبھی کچھ لے لیا کرتی ہوں' معلوم نہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

رسول اللہ: صلی اللہ علیہ وسلم۔ اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہند رَبَّیْنَاهُمْ صِغَاراً وَقَتَلْتَهُمْ كِبَاراً فَأَنْتَ وَهُمْ اَعْلَمْ۔ [1] ہم نے تو اپنے بچوں کو پالا تھا بڑے ہوئے تو جنگ بدر میں آپ نے ان کو مار ڈالا اب آپ اور وہ باہم سمجھ لیں۔

(اس دیدہ دلیری کے باوجود) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند سے درگزر فرمایا (ہند کے قلب پر اس کا بہت اثر ہوا)۔ اور ان کے دل نے اندر سے گواہی دی کہ آپ سچے پیغمبر ہیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! اس سے پہلے آپ کے خیمہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مبغوض خیمہ نہ تھا۔ لیکن اب آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میرے نزدیک نہیں ہے۔ [2] حضرت ہند رضی اللہ عنہا مسلمان ہو کر گھر گئیں تو اب وہ ہند نہ تھیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے گھر جا کر بت توڑ ڈالا اور کہا کہ ہم

[1] اسد الغابۃ: ۵/۵۶۲۔ الاصابۃ: ۴/۴۷۵، ۱۱۰۳۔ [2] الطبقات: ۸/۱۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیری طرف سے دھوکے میں تھے۔ ❶ (اسد الغابہ میں ان کے حسن اسلام کے متعلق لکھا ہے کہ اَسْلَمَتْ یَوْمَ الْفَتْحِ وَحَسُنَ اِسْلَامُهَا) ❷

غزوات

فتح مکہ کے بعد اگرچہ اسلام کو علانیہ غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور اس لئے عورتوں کو غزوات میں شریک ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ تاہم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں روم و فارس کی مہم پیش آئی تو بعض مقامات میں اس شدت کا رن پڑا۔ کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی تیغ و خنجر سے کام لینا پڑا۔ چنانچہ شام کی لڑائیوں میں جنگ یرموک ایک یادگار جنگ تھی۔ اس میں حضرت ہند رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ دونوں نے شرکت کی اور فوج میں رومیوں کے مقابلہ کا جوش پیدا کیا۔

وفات

حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انتقال کیا اسی دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ نے بھی وفات پائی۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ان کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہیں بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی کتاب الامثال سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے وفات پائی (ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی ہے) تو کسی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا مجھ سے ہند رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دو۔ انہوں نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اب ان کو نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ ❸

اولاد

اولاد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زیادہ مشہور ہیں۔

اخلاق

حضرت ہند رضی اللہ عنہا میں وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک عرب عورت کے مابہ الامتیاز ہو سکتے ہیں۔ صاحب اسد الغابہ نے لکھا ہے۔

❶ الاصابۃ: ۴/۴۲۶، ۱۱۰۳۔ الطبقات: ۸/۱۷۲۔ ❷ اسد الغابۃ: ۵/۵۶۲۔

❸ اصابہ: ۸/۲۰۶۔ اسد الغابہ: ۵/۵۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَتْ إِمْرَاَةً لَهَا نَفْسٌ وَرَأْيٌ وَعَقْلٌ. ❶

''ان میں عزت نفس'غیرت رائے وتدبیر اور دانشمندی پائی جاتی تھی۔''

فیاض تھیں۔حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ ان کو ان کے حوصلہ کے مطابق خرچ نہیں دیتے تھے۔ اسلام لانے کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عہد لیا کہ چوری نہ کریں تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ابوسفیان رضی اللہ عنہ مجھے پورا خرچ نہیں دیتے' اگر ان سے چھپا کرلوں تو جائز ہے؟ آپ نے اجازت دی۔ ❷

❶ اسد الغابۃ: ۵/۵۶۲۔ ❷ الطبقات: ۸/۱۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

41

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا 1

نام ونسب اور اسلام

ام کلثوم کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا، اس بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اخیافی بھائی بہن ہیں۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا باپ عقبہ بن ابی معیط قبیلہ امیہ کا ایک ممتاز شخص تھا۔ اس کو اسلام سے سخت عداوت تھی۔ لیکن اللہ کی قدرت دیکھو! کہ اس نے اسی ظلمت کدہ میں ایمان کا چراغ روشن کیا۔ یعنی اس کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

ہجرت

۷ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی طرف ہجرت کی وخزاعہ کے ایک شخص کے ہمراہ مکہ سے پاپیادہ روانہ ہوئیں۔ چونکہ بھاگ کر نکلی تھیں اس لئے ان کے بھائی پیچھے آئے مدینہ پہنچیں تو دوسرے دن وہ بھی پہنچ گئے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فریاد کی کہ مجھ کو اپنے ایمان کا خوف ہے میں عورت ہوں اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ میں یہ شرط کی تھی۔ کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو واپس کر دیا جائے گا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوئی۔ لیکن چونکہ اس میں عورتیں داخل نہ تھیں اس لئے ان کے متعلق خاص یہ آیت اتری۔ 2

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَآئَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ﴾ 3

"مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے اب اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہیں تو ان کو کافروں کے ہاں واپس نہ بھیجو۔"

آپ نے اس کے مطابق حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

نکاح

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اب تک کنواری تھیں اس لئے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ سے کہ بڑے

1 الطبقات: ۸/ ۱۶۷۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۹۱۔ ۱۴۷۵۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۶۱۴۔

2 الطبقات: ۸/ ۱۶۷۔ 3 ۶۰/ الممتحنۃ: ۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رتبہ کے صحابی تھے۔ان کا نکاح کیا گیا۔لیکن جب زید رضی اللہ عنہ نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام کے نکاح میں آئیں۔لیکن انہوں نے طلاق دے دی اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے نکاح ہوا۔ان کی وفات کے بعد حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص سے نکاح پڑھایا اور یہ آخری نکاح تھا۔

وفات

ایک مہینہ کے بعد وفات پائی۔اس زمانہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ والی مصر تھے۔

اولاد

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی۔لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے زینب اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے ابراہیم، حمید، محمد اور اسماعیل پیدا ہوئے۔

فضل وکمال

حمید اور ابراہیم نے ان سے کچھ حدیثیں روایت کی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

42

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

نام زینب' قبیلہ مخزوم سے ہیں' سلسلہ نسب یہ ہے۔ زینب بنت ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن عمرو بن مخزوم۔ حبشہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں اور ان ہی کے ساتھ کچھ زمانہ کے بعد مدینہ کو ہجرت کی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے دودھ پلایا۔ ❷ پہلے برہ نام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب نام رکھا۔ ❸

عام حالات

سنہ ۴ھ میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی' تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں اس وقت زینب رضی اللہ عنہا شیرخوار تھیں' والدہ ماجدہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش تربیت میں آئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی' پیروں چلنے لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں آپ غسل فرماتے تو ان کے منہ پر پانی چھڑکتے تھے لوگوں کا بیان ہے کہ اس کی یہ برکت تھی کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا آب ورنگ باقی رہا۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود اسدی سے شادی ہوئی' دولڑکے پیدا ہوئے جن میں ایک کا نام ابوعبیدہ تھا۔ سنہ ۶۳ھ میں حرہ کی لڑائی میں دونوں کام آئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے سامنے ان کی لاشیں لاکر رکھی گئیں' انہوں نے انا للہ پڑھا اور کہا کہ ''مجھ پر بہت بڑی مصیبت پڑی ایک تو میدان میں لڑکر قتل ہوا لیکن دوسرا تو خانہ نشین تھا لوگوں نے اس کو گھر میں گھس کر مارا۔''

وفات

بیٹوں کے قتل ہونے کے بعد ۱۰ برس زندہ رہیں اور ۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ طارق کی حکومت کا زمانہ تھا۔ ❹ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازہ میں تشریف لائے۔

---

❶ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۷، ۴۸۴۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۶۸۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۵۰، رقم ۲۸۰۱۔

❷ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۷، ۴۸۴۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۵۰۔

❸ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۷، ۴۸۴۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۶۸۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۵۰۔

❹ تقریب التہذیب: ۶۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضل وکمال

حضرت زینب رضی اللہ عنہا فضل وکمال میں شہرہ آفاق تھیں اور اس وصف میں کوئی عورت ان سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی تھی۔ اسد الغابہ میں ہے۔

كَانَتْ مِنْ اَفْقَهِ نِسَاءِ زَمَانِهَا [1]

''وہ اپنے عصر کی فقیہ عورت تھیں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ حدیثیں روایت کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت جحش سے بھی چند حدیثیں سنیں۔ جن لوگوں نے ان سے حدیث روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ' ابو عبیدہ' محمد بن عطاء' عراک بن مالک' حمید بن نافع' عروہ' ابو سلمہ' کلیب بن وائل' ابو قلابہ جرمی۔

---

[1] الاصابۃ: ۴/ ۳۱۷، ۳۸۴۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۶۹۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۵۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

43

حضرت ام ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

امیمہ نام تھا، باپ کا نام صبیح یا صفیح بن الحارث تھا۔

اسلام

اگرچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جوان کے صاحبزادے تھے مسلمان ہو چکے تھے تاہم وہ مشرک تھیں۔ ایک روز انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سخت ناگوار ہوا۔ روتے ہوئے خدمت اقدس میں پہنچے اور کہا "حضور! اب میری ماں کے مسلمان ہونے کے لئے دعا فرمایئے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، ادھر ان کی حالت میں دفعتاً انقلاب پیدا ہو گیا۔ غسل کر کے کپڑے بدلے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کلمہ پڑھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے آبدیدہ ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ ❷

وفات

وفات کی تاریخ معلوم نہیں۔

اولاد

اولاد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ زیادہ مشہور ہیں۔

---

❶ الاصابۃ: ۴/۲۴۱، ۱۰۲۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۰۵۔

❷ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۵۷ کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ الاصابۃ: ۴/۲۴۱۔ ۱۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

44

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ❶

نام ونسب

خولہ نام ام شریک کنیت قبیلہ سلیم سے تھیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہوتی ہیں۔ ❷ نسب نامہ یہ ہے۔خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم۔

نکاح

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے نکاح ہوا۔

عام حالات

مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کی۔۲ھ میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ اکثر پریشان رہتی تھیں۔ صحیح بخاری میں روایت آئی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ❸

فضل وکمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ حدیثیں روایت کیں۔ راویان حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابن ابی وقاص' سعید بن مسیب' بشر بن سعید' عروہ اور ربیع بن مالک داخل ہیں۔

اخلاق

اسد الغابہ میں ہے کَانَتْ اِمْرَأَةً صَالِحَةً ''وہ ایک نیک عورت تھیں'' مسند میں ہے تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ ''یعنی دن کو روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی تھیں۔''

ابتدأ زیور کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر طائف فتح ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فلاں عورت کا زیور دیدیجئے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی اجازت نہ دے تو پھر میں کیا کرسکتا ہوں۔ ❹

---

❶ مسند احمد: ۶/ ۴۰۹۔ تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۴۳۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۹۱، ۳۶۲۔ ❷ مسند احمد: ۶/ ۴۰۹۔

❸ تہذیب التہذیب: ۱۲/ ۴۴۴، ۲۷۷۸۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۹۱۔ ❹ الاصابۃ: ۴/ ۲۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

45

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا [1]

نام ونسب

حمنہ نام' حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں سلسلہ نسب اوپر گزر چکا ہے۔

نکاح

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔

اسلام

اوران ہی کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

عام حالات

مدینہ کی ہجرت کا شرف حاصل کیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کی عورتوں سے بیعت لی تو اس میں یہ بھی شامل تھیں۔ مسند ابن حنبل اور ابن سعد وغیرہ میں اکثر عورتوں کے تذکرہ میں لکھا ہے کَانَتْ مِنَ الْمُبَايِعَاتِ اس سے یہی بیعت مراد ہے۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کے حالات میں ہم اس کا ذکر کر آئے ہیں۔

غزوات میں سے غزوہ احد میں نہایت نمایاں شرکت کی' وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ ان کے علاوہ اور عورتیں بھی یہ خدمت انجام دے رہی تھیں' چنانچہ رفیدہ رضی اللہ عنہا اور ام کبشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی نسبت بھی اسی قسم کی تصریحات موجود ہیں۔

اس واقعہ میں حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ جن کے بعد انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ نکاح کیا۔

افک کے واقعہ میں منافقین کے ساتھ غلطی سے جو مسلمان شریک ہو گئے تھے ان میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

(وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ

[1] الاصابۃ: ۴/ ۲۷۵، ۳۰۳۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۲۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْاِفْکِ)) ❶

''یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حمنہ برابر میرے خلاف رہیں۔ یہاں تک کہ اور اصحاب افک کی طرح برباد ہوئیں۔''

فتح الباری میں ہے کہ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے شریک ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے گرا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا (اپنی بہن) کو بلند کریں۔ ❷ لیکن تعجب ہے کہ خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ چنانچہ اس کا تذکرہ ان کے حالات میں آچکا ہے۔

وفات

وفات کا سن صحیح طور پر معلوم نہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات تک زندہ تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ۲۰ھ میں وفات پائی ہے۔

اولاد

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے حضرت حمنہ کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ محمد اور عمران' محمد کو سجاد کے لقب سے شہرت تھی۔

---

❶ بخاری: کتاب المغازی' باب حدیث الافک: برقم ۴۱۴۱۔ ❷ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۲۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُسوۂ صحابیات

از

مولانا عبدالسلام ندوی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
دیباچہ	183
قبول اسلام	185
اعلان اسلام	186
تحمل شدائد	186
قطع علائق	187
عقائد	188
توحید	188
شرک سے علیحدگی	188
رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان	189
عبادات	190
ابواب الصّلوٰۃ	190
پابندی جماعت	190
نمازِ جمعہ	190
نمازِ اشراق	190
تہجد و نمازِ شبانہ	191
ابواب الزکوٰۃ والصدقات	191
اعزہ و اقارب پر صدقہ کرنا	191
محتاج کی حسب حاجت امداد	192
ابواب الصوم	193
صائم الدہر رہنا	193
نفل کے روزے رکھنا	193
مردوں کی جانب سے روزہ رکھنا	193
اعتکاف	193
ابواب الحج	195
حج	195
ماں باپ کی طرف سے حج کرنا	195
عمرہ ادا کرنا	196
ابواب الجھاد	197
شوق شہادت	197
عمل بالقرآن	197
منہیات شرعیہ سے اجتناب	199
مزامیر سے اجتناب	199
مشتبہات سے اجتناب	199
مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ	201
تسبیح وتہلیل	201
مقامات مقدسہ کی زیارت	201
فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں جسمانی تکلیفیں اٹھانا	201
پابندی قسم	202
اطاعت وحب رسول ﷺ	203
برکت اندوزی	203
محافظت یادگار رسول ﷺ	203
ادب رسول ﷺ	204
حمایت رسول ﷺ	204
خدمت رسول ﷺ	205

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ نمبر
ہیبتِ رسول ﷺ	205
نعتِ رسول ﷺ	205
پابندی احکامِ رسول ﷺ	206
رضامندی رسول ﷺ	207
تفویض الی الرسول ﷺ	208
ضیافتِ رسول ﷺ	208
محبتِ رسول ﷺ	209
شوق صحبت رسول ﷺ	209
فضائل اخلاق	210
غیرت اور شرم وحیا	210
ایثار	210
فیاضی	210
مخالف سے انتقام نہ لینا	211
مہمان نوازی	212
عزتِ نفس	212
صبر وثبات	213
شجاعت	214
زہد وتقشف	214
زندہ دلی	214
رازداری	215
عفت وعصمت	215
حسن معاشرت	216
مصالحت وصفائی	216
صلہ رحم	216
ہدیہ دینا	217
خادموں کے ساتھ سلوک	217
باہمی اعانت	217
عیادت	218
تیمارداری	218
عزاداری	219
محبت اولاد	219
بھائی بہن سے محبت	219
حمایتِ والدین	220
پرورش یتامی	220
یتیموں کے مال کی نگہداشت	221
بچوں کی پرورش	221
شوہر کے مال واسباب کی حفاظت	222
شوہر کی رضاجوئی	223
شوہر کی محبت	223
شوہر کی خدمت	224
طرزِ معاشرت	226
غربت وافلاس	226
لباس	226
مکان	226
گھر کا سامان	227
زیورات	227
سامان آرائش	227
اپنا کام خود کرنا	227
پردہ	228
معاملات	230
ادائے قرض کا خیال	230
قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا	230

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحہ نمبر
تقسیم وراثت میں دیانت	230
خدمات	231
دینی خدمات	231
اشاعتِ اسلام	231
نومسلموں کا تکفل	232
خدمتِ مجاہدین	232
خدمات مساجد	233
بدعات کا استیصال	234
احتساب	234
اخلاقی خدمات	236
نردبازی کی روک ٹوک	236
شراب خواری کی روک ٹوک	236
مصنوعی بال لگانے کی ممانعت	236
علمی خدمات	237
علمِ تفسیر	237
علمِ اسرارالدین	242
علمِ حدیث	249
فن درایت	250
علمِ فقہ	252
خاتمہ مناقب صحابیات رضی اللہ عنہن	254
مسلمان عورتوں کی بہادری	260

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

عورتوں کی تعلیم وتربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسی کو اختلاف نہیں۔ یہ ہے کہ موجودہ دور کی تعلیم وتربیت سے متمتع ہوکر ایک مسلمان عورت دین' اخلاق اور معاشرت کے پرانے اصولوں کو قائم رکھ سکے گی یا نہیں؟ یا دوسرے الفاظ میں قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کر سکے گی یا نہیں؟ جن لوگوں کو مسئلہ تعلیم نسواں سے اختلاف ہے وہ اس شبہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہیں اور موجودہ دور میں تعلیم یافتہ مردوں نے جو مذہبی' اخلاقی اور معاشرتی نمونے قائم کئے ہیں ان سے بھی اس شبہ کی تائید ہوتی ہے۔ اور غیر قوموں کی تعلیم یافتہ عورتوں نے بھی ہماری خواتین کے لئے کوئی عمدہ نمونہ نہیں قائم کیا ہے لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے اور آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے یورپین تمدن اور یورپین طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔ اگر ہماری عورتوں کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے تو ان کی فطرتی لچک ان سے اور بھی زیادہ متاثر ہو سکے گی اور موجودہ دور کے مؤثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی اخلاق' اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی۔

اسلام کے ہر دور میں اگرچہ عورتوں نے مختلف حیثیتوں سے امتیاز حاصل کیا ہے لیکن ازواج مطہرات وبنات طیبات رضی اللہ عنہن اور اکابر صحابیات رضی اللہ عنہن ان تمام حیثیات کی جامع ہیں اور ہماری عورتوں کے لئے انہی کے دینی' اخلاقی' معاشرتی اور علمی کارنامے اسوۂ حسنہ بن سکتے ہیں اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے ان کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

میں نے ''اسوۂ صحابہ'' کی دونوں جلدوں میں عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے جو دینی' اخلاقی' معاشرتی اور علمی واقعات جمع کئے ہیں ان میں اگرچہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے یہ تمام کارنامے بھی نمایاں طور پر نظر آتے ہیں لیکن ان کی اہمیت' ان کی عظمت اور ان کی اسلامی خدمت کے لحاظ سے میں نے ان واقعات کو جو اس کتاب کی دونوں جلدوں میں متفرق طور پر موجود تھے متعدد واقعات کے اضافہ کے ساتھ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصر سے رسالہ میں الگ جمع کر دیا ہے۔ جس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہوگا کہ صحابیات رضی اللہ عنہن کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی زندگی ایک مستقل حیثیت اختیار کر لے گی۔ دوسری طرف ہماری عورتوں اور لڑکیوں کے درس ہدایت اور مطالعہ کے لئے مستند اور مؤثر واقعات کا ایک مجموعہ مرتب ہو جائے گا۔ جس پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائیں گی اور ان کی تعلیم و تربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کئے جا رہے ہیں ان کی عملی تردید کر سکیں گی۔ وما توفیقی الا باللہ۔

عبدالسلام ندوی
شبلی منزل۔ اعظم گڑھ
۱۳/دسمبر ۱۹۲۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبول اسلام

لطافت طبع، رقت قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہیں۔ ان کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و موعظت، تعلیم و تربیت اور ارشاد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے۔ پھولوں کی پنکھڑیاں نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں لیکن تناور درخت کو باد صرصر کے جھونکے بھی نہیں ہلا سکتے۔ شعاع نگاہ آئینہ کے اندر سے گزر جاتی ہے لیکن پتھروں پر فولادی تیر بھی اثر نہیں کرتے۔ بعینہ یہی حال انسان کا بھی ہے۔ لطیف الطبع اور رقیق القلب آدمی ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے لیکن سنگ دل اور غلیظ القلب لوگوں پر بڑے بڑے معجزے بھی اثر نہیں کرتے۔ اس فرق مراتب کی جزئی مثالیں ہر جگہ مل سکتی ہیں لیکن اشاعت اسلام کی تاریخ تمام تر اسی قسم کی مثالوں سے لبریز ہے۔ کفار میں ہم کو بہت سے اشقیاء کا نام معلوم ہے۔ جنھوں نے ہزاروں کوششوں کے بعد بھی اللہ رب ذوالجلال والاکرام کے آگے سر نہیں جھکایا۔ لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سینکڑوں بزرگ ہیں جو توحید کی آواز کے سننے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقے میں داخل ہوگئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن بھی اس فضیلت میں شریک ہیں اور نہ صرف شریک ہیں بلکہ ان سے اسبق و اقدم ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بغیر کسی قسم کی کدوکاوش اور جبر و اکراہ کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے اللہ کے آگے سر جھکایا۔ تاریخ ابن خمیس میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بُعِثْتُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَصَلَّتْ خَدِيجَةُ آخِرَيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَصَلّٰى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ مِنَ الْغَدِ ثُمَّ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دوشنبہ کے دن مبعوث ہوا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس دن کے آخری حصہ میں نماز پڑھی اور علی نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی اس کے بعد زید بن حارثہ اور ابوبکر شریک نماز ہوئے۔''

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب رسالت سے پہلے دن جو شعاع افق عالم پر چمکی وہ ایک

[1] تاریخ خمیس: ۱/ ۲۸۶، فِي ذِكْرِ اَوَّلِ مَنْ اَسْلَمَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رقیق القلب صالح خاتون کے سینہ پرنور سے چھن کر نکلی۔

اعلان اسلام

ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہار اسلام کے لئے ہمت' شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی۔ لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک اور جور وستم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی نہایت جرأت و بیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ چنانچہ ابتدا میں جن سات بزرگوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا ان میں چھ آدمی یعنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ' حضرت خباب رضی اللہ عنہ' حضرت صہیب رضی اللہ عنہ' حضرت عمار رضی اللہ عنہ مرد تھے اور ساتویں ایک غریب صحابیہ یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں ❶

صحابیات نے اپنی نیک نیتی سے صرف آسانی کے ساتھ اسلام ہی کو قبول نہیں کیا' بلکہ انہوں نے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی کی۔ جیسا کہ صحابۂ کرام نے ایک سفر میں ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا' اس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے اور صحابہ نے پانی ہی کی ضرورت سے اس کو پکڑا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی لیا تو اس کی قیمت ادا فرمائی۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دیانت سے اسی وقت آپ کی نبوت کا یقین آ گیا اور اس کے اثر سے اس کا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ❷

تحمل شدائد

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی اسلام کے لئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اور ان کے ایمان میں ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو ان کو کفار نے طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کیں' سب سے سخت اذیت یہ تھی کہ ان کو مکہ کی تپتی ریت میں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ ایک دن کفار نے حسب معمول ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں زمین پر لٹا دیا تھا' اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو فرمایا: ''صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت میں ہے۔'' لیکن کفار کو اس پر بھی تسکین نہیں ہوئی اور ابوجہل نے ان کی ران میں برچھی مار کر ان کو شہید کر دیا۔ چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت ان ہی کو نصیب

---

❶ تاریخ خمیس: ۱/ ۲۸۷، فِی ذِکرِ اَوَّلِ مَنْ اَسلَمَ ❷ صحیح بخاری: کتاب التیمم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے شرف شہادت حاصل کیا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن جب اسلام لائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا حال معلوم ہوا تو ان کو اس قدر مارا کہ بدن لہولہان ہو گیا' لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ جو کچھ کرنا ہو کرو میں تو اسلام لا چکی۔ ❷ سیدنا لبینہ رضی اللہ عنہا کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ میں نے رحم کی بنا پر نہیں بلکہ تم کو اس وجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں۔ اسی طرح وہ سیدنا زنیرہ رضی اللہ عنہا کو بھی جو ان کے گھرانے کی کنیز تھیں نہایت اذیت دیتے تھے۔

قطع علائق

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے تو ان کے تمام رشتے ناتے منقطع ہو گئے لیکن اس سے ان کی قوت ایمانی میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ صحابیات رضی اللہ عنہن کی حالت اس معاملہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی زیادہ نازک تھی انسان اگرچہ اپنے تمام عزیز و اقارب کی اعانت کا محتاج ہو جاتا ہے لیکن عورت کی زندگی کا تمام تر دارومدار شوہر کی اعانت و امداد پر ہوتا ہے اور وہ کسی حالت میں بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے قطع تعلق کر کے زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن عورت شوہر سے جدا ہو کر بالکل بے کس و بے چاری ہو جاتی ہے لیکن بایں ہمہ صحابیات رضی اللہ عنہن نے اسلام کے لئے اس نازک رشتے کو بھی منقطع کیا اور اپنے کافر شوہروں سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئیں چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ ❸

''کافرہ عورتوں سے تعلق نہ رکھو''

تو جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی کافرہ عورتوں کو طلاق دے دی' اسی طرح بہت سی صحابیات رضی اللہ عنہن بھی کافر شوہروں کو چھوڑ کر ہجرت کر آئیں اور ان میں سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَانَعْلَمُ اَنَّ اَحَداً مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ اِرْتَدَّتْ بَعْدَ اِيْمَانِهَا ❹

''ہم کو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہیں جو ایمان لا کر مرتد ہوئی ہو۔''

---

❶ اسد الغابۃ: ۵/۴۸۱۔ الاصابۃ: ۴/۳۳۵، ۵۸۵۔ ❷ الاصابۃ: ۴/۳۸۱، ۸۲۷۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۱۹۔

❸ ۶۰/الممتحنۃ: ۱۰۔ ❹ بخاری: کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب و کتابۃ الشروط برقم ۲۷۳۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عقائد

توحید

کفار نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو طرح طرح کی اذیتیں دیں' لیکن ان کی زبان سے کلمہ توحید کے سوا کلمہ شرک نہیں نکلا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ایمان لائیں تو ان کے عزیز واقارب نے ان کو دھوپ میں بے جا کھڑا کر دیا اس حالت میں جب کہ وہ دھوپ میں جل رہی تھیں روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے اور پانی نہیں پلاتے تھے' جب اس مصیبت میں تین دن گزر گئے تو ظالموں نے کہا کہ ''جس مذہب پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو''۔ وہ اس قدر بدحواس ہو گئی تھیں کہ ان جملوں کا مطلب نہ سمجھ سکیں۔ اب ان ظالموں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا تو سمجھیں کہ توحید الٰہی کا انکار مقصود ہے' بولیں اللہ کی قسم میں تو اب تک اس پر قائم ہوں۔ ❶

شرک سے علیحدگی

عورتیں قدیم رسم ورواج اور قدیم عقائد کی نہایت پابند ہوتی ہیں۔ اور عرب میں مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب میں راسخ ہو گئے تھے۔ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن نے اسلام لانے کے ساتھ ہی شدت کے ساتھ ان عقائد کا انکار کیا۔ عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتوں کی برائی بیان کرتے ہیں وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس لئے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا اسلام لانے کے بعد نابینا ہو گئیں تو کفار نے کہنا شروع کیا ان کو لات اور عزیٰ نے اندھا کر دیا' لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ لات وعزیٰ کو اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر؟ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ❷

جاہلیت کے زمانہ میں لوگ بچوں کے بچھونوں کے نیچے استرا رکھ دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار کسی بچے کے سرہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا اور کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوٹکے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔'' ❸

عرب میں شرک کا اصلی مرکز بت تھے جو گھر گھر میں نصب تھے لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن نے ہر موقع پر ان سے برأت ظاہر کی' چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہ جب ایمان لائیں تو گھر میں بت نصب

❶ الاصابۃ: ۴/ ۴۶۶، ۱۳۴۷۔ طبقات ابن سعد تذکرہ ام شریک۔

❷ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۶۲۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۱۔ ❸ الادب المفرد' باب الطیرۃ من الجن' رقم ۹۳۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تھے اس کو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا کہ ''ہم تیری نسبت بڑے دھوکے میں مبتلا تھے۔'' ❶

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے کہا ''ابو طلحہ کیا تم کو یہ خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت (یعنی لکڑی کا بت) ہے جو زمین سے اگا ہے۔ اس کو فلاں حبشی نے گڑھ کر تیار کیا ہے۔'' بولے مجھے معلوم ہے بولیں ''کیا تمہیں اس کی عبادت سے شرم نہیں آتی'' چنانچہ جب تک انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمہ توحید نہیں پڑھا ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کیا۔ ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے لوح دل پر کالنقش فی الحجر (یعنی پتھر پر نقش کہ وہ مٹ نہیں سکتا) تھا بلکہ ان کی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کے دل پر بھی یہ عقیدہ نہایت شدت سے راسخ ہو گیا تھا۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکی کو بددعا دے دی کہ ''تیرا سن زیادہ نہ ہو'' اس نے شدت اعتقاد کی بنا پر اس کا یقین کر لیا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ بددعا دی ہے اب میرا سن نہ بڑھے گا وہ بدحواس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا ''کہ آپ نے میری یتیمہ کو یہ بددعا دے دی'' آپ ہنس پڑے اور فرمایا میں بھی آدمی ہوں اور آدمیوں کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہوں بس جس کو میں ایسی بددعا دوں جس کا وہ مستحق نہیں ہے تو یہ اس کے لئے پاکی، تزکیہ اور نیکی ہوگی۔ ❸

❶ الاصابۃ: ۴/۴۲۶، ۱۱۰۳۔ الطبقات: ۸/۱۷۲۔ ❷ الاصابۃ: ۴/۴۶۱، ۱۳۲۱۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۹۱۔

❸ مسلم: کتاب البر والصلۃ والادب' باب من لعنہ النبی او سبہ او دعا علیہ ولیس ھو اھلا لذالک کان لہ زکوۃ واجرا و رحمۃ، رقم ۲۶۱۴۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عبادات

ابواب الصلوٰۃ

پابندی جماعت

اگر چہ عورتوں پر جماعت کی پابندی فرض نہیں ہے اور اس بنا پر بعض غیور صحابہ رضی اللہ عنہم جماعت میں اپنی عورتوں کی شرکت کو پسند بھی نہیں کرتے تھے۔ تاہم بعض صحابیات رضی اللہ عنہن پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا اور وہ مناسب اوقات میں نماز با جماعت ادا فرماتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بی بی برابر عشاء اور فجر کی نماز میں شریک جماعت ہوتی تھیں۔ ایک بار ان سے لوگوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کو پسند نہیں کرتے پھر کیوں ایسا کرتی ہو؟ بولیں تو پھر روک کیوں نہیں دیتے۔ ❶

نماز جمعہ

عورتوں پر اگر چہ جمعہ فرض نہیں ہے تاہم صحابیات رضی اللہ عنہن اس دن کی بہت عزت کرتی تھیں۔ اور اس کی برکتوں میں عمدہ طریقوں سے شریک ہوتی تھیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو اپنے کھیتوں میں چقندر بویا کرتی تھیں جب جمعہ کا دن آتا تھا تو اس کو پکا کر نماز جمعہ کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھلاتی تھیں۔ ❷

نماز اشراق

نماز اشراق اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے تمام عمر میں صرف ایک بار پڑھی تھی لیکن بعض صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس کا التزام کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نماز اشراق پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں خود پڑھتی ہوں کیونکہ آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے کہ امت پر فرض نہ ہو جائیں۔ ❸

---

❶ بخاری، کتاب الجمعۃ باب ھل علی من لم یشھد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان، رقم ۹۰۰۔

❷ بخاری: کتاب الجمعۃ باب قولہ تعالیٰ (فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا) رقم ۹۳۸۔

❸ بخاری: کتاب التہجد باب تحریض النبی علی قیام اللیل، رقم ۱۱۲۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تہجد ونماز شبانہ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تہجد پڑھتے تھے تو اس میں صحابیات رضی اللہ عنہن بھی شریک ہوتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو تہجد کے لئے اپنے اہل وعیال کو جگاتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے۔

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے ایک میں خود دوسرے میں ان کی بیوی اور تیسرے میں ان کا خادم تہجد پڑھتا تھا اور ایک دوسرے کو جگاتا تھے۔ ❷

ابواب الزکوٰۃ والصدقات

زیور عورتوں کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو اللہ تعالیٰ کی مرضی ان سے زیادہ عزیز تھی۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا اپنی لڑکی کو لے کر حاضر ہوئیں' لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ''تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟'' بولیں نہیں' فرمایا ''تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بدلے اس کے ہاتھ میں آگ کے کنگن پہنائے''۔ انہوں نے یہ سنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈال دیئے اور کہا یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ہیں۔ ❸

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ عید میں صدقہ وخیرات کی ترغیب دی صحابیات رضی اللہ عنہن کا مجمع تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ دامن پھیلائے ہوئے تھے اور صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے کانوں کی بالیاں' گلے کے ہار اور انگلیوں کے چھلے تک پھینکتی جاتی تھیں۔ ❹ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی انہوں نے اس کو فروخت کیا اور روپیہ گود میں لے کر بیٹھیں' اسی حالت میں ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ روپیہ مجھے دے دو۔ بولیں میں نے تو اس کا صدقہ کر دیا۔ ❺

اعزہ واقارب پر صدقہ کرنا

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تم نادار

---

❶ مؤطا: کتاب صلاۃ اللیل' باب ماجاء فی صلاۃ اللیل، رقم ۵۔ ❷ بخاری: کتاب الاطعمۃ' باب الحشف۔
❸ ابوداؤد: کتاب الزکوٰۃ' باب الکنز ماھو وزکوٰۃ الحلی، رقم ۱۵۶۳۔
❹ ابوداؤد: کتاب الصلاۃ' باب الخطبۃ، رقم ۱۱۴۱ و باب الصلاۃ بعد صلاۃ العید، رقم ۱۱۵۸۔
❺ مسلم: کتاب السلام' باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ، رقم ۵۶۹۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو'رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ صدقہ تم کو دے دوں' لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں جاؤ' وہ آئیں تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اسی غرض سے ایک دوسری صحابیہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں۔ دونوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے پوچھوایا کہ دوعورتیں اپنی شوہروں اور چند یتیموں پر جوان کی کفالت میں ہیں صدقہ کرنا چاہتی ہیں' کیا یہ جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو دودو ثواب ملیں گے ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کا۔

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر میں ابوسلمہ کے لڑکوں پر صدقہ کروں تو مجھ کو ثواب ملے گا کیونکہ وہ میرے لڑکے ہیں اور میں ان کو چھوڑ نہیں سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تمہیں ثواب ملے گا۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ماں کو ایک لونڈی بطور صدقہ دی تھی۔ ماں کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کی نسبت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا صدقے کا ثواب تمہیں مل چکا اور اب وہ لونڈی تمہاری وراثت میں داخل ہو گئی۔ [1]

محتاج کی حسب حاجت امداد

صحابیات رضی اللہ عنہن موت وحیات دونوں حالتوں میں اہل حاجت کی اعانت وامداد فرماتی تھیں۔

غزوہ احد میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں اور اپنے بھائی حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے دو کپڑے لائیں۔ لیکن ان کی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اسی طرح برہنہ نظر آئی' دل میں شرمائیں کہ حمزہ دو کپڑوں میں کفنائے جائیں اور انصاری کے لئے ایک کپڑا بھی نہ ہو' قد کی پیائش کی تو ایک کا قد بڑا نکلا مجبوراً کپڑوں پر قرعہ ڈالا گیا اور جو کپڑا جس کے حصے میں آیا اس کو اسی میں کفنایا گیا۔ [2]

[1] ابوداود: کتاب الزکاۃ' باب من تصدق بصدقۃ ثم ورثھا، رقم ۱۶۵۶۔

[2] مسند احمد: ۱/ ۱۶۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابواب الصوم

صائم الدہر رہنا

آج ہماری عورتیں فرضی روزوں (یعنی رمضان کے) میں بھی لیت ولعل کرتی ہیں۔ لیکن بعض صحابیات رضی اللہ عنہن صائم الدہر رہتی تھیں، یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار دعائے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی۔ اخیر میں عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کا حکم دیا اور انہوں نے متصل روزہ رکھنے کا التزام کرلیا ان کے ساتھ ان کے خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح میں شرکت کی اور روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت ہوگئی۔ اگر کسی دن ان کے گھر میں دھواں اٹھتا تو لوگ سمجھتے کہ آج ان کے گھر میں کوئی مہمان آیا ہے۔ ورنہ اس گھر میں دن کا کھانا کیونکر پک سکتا ہے۔ ❶

نفلی روزے

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نفلی روزے رکھتی تھیں، جس سے ان کے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی۔ انہوں نے روکا تو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر شکایت کی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہیں رکھ سکتی۔ ❷

مردوں کی جانب سے روزہ رکھنا

صحابیات رضی اللہ عنہن نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مردوں کی جانب سے بھی روزہ رکھتی تھیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے اور اس پر روزے فرض تھے کیا میں ان کو پورا کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ ❸

اعتکاف

صحابیات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے لئے

---

❶ مسند احمد: ۵/۲۵۵۔ ❷ ابوداؤد: کتاب الصیام، باب المرأۃ تصوم بغیر اذن زوجھا، رقم ۲۴۵۸۔

❸ بخاری: کتاب الصوم، باب من مات وعلیہ صوم، رقم ۱۹۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خیمہ الگ نصب کروایا۔ان کی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی خیمے نصب کروائے۔ ❶

❶ ابوداؤد: کتاب الصیام باب فی الاعتکاف، برقم ۲۴۶۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابواب الحج

حج

اسلام کے فرائض میں سے اگرچہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہو سکتی تھی۔ اس لئے تقریباً ہر سال فریضہ حج ادا کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بہترین جہاد حج مبرور ہے'' اس کے بعد سے ان کا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا۔ ❶

صحابیات رضی اللہ عنہن جس ذوق وشوق سے حج ادا کرتی تھیں اس کا مؤثر منظر حجۃ الوداع میں دنیا کو نظر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان حج کیا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اگرچہ حاملہ تھیں لیکن وہ بھی روانہ ہوئیں۔

بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم حجۃ الوداع کی شرکت کے لئے جا رہے تھے' راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا' جلدی سے آپ کے پاس آئیں اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کیا اس کا حج بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔ ❷

صحابیات رضی اللہ عنہن فریضہ حج کے ادا کرنے میں طرح طرح کا التزام مالا یلتزم کرتی تھیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے خانہ کعبہ تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا' پیدل بھی چلو' اور سوار بھی ہو لو۔ ❸ اگر کسی مجبوری سے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا تھا۔ تو صحابیات رضی اللہ عنہن کو سخت صدمہ ہوتا تھا۔ حجۃ الوداع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ضرورت نسوانی سے معذوری ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو دیکھا: ''کہ رو رہی ہیں۔ فرمایا: کیا ماجرا ہے؟ ''بولیں کہ میں نے اب تک حج نہیں کیا تھا' فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو فطری چیز ہے' تمام مناسک حج ادا کر لو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔ ❹

ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرنا

❶ بخاری: کتاب الحج' باب حج النساء، رقم ۱۸۶۱۔ ❷ ابوداؤد: کتاب المناسک' باب فی الصبی یحج، برقم ۱۷۳۶۔

❸ النسائی: ابواب النذور والایمان' باب ماجاء فیمن یحلف بالمشی ولا یستطیع، رقم ۱۵۳۶۔ مسلم: کتاب النذور' باب من نذران یمشی الی الکعبہ، رقم ۴۲۵۰۔ بخاری کتاب الحج: باب وجوب الحج وفضلہ۔

❹ ابوداؤد: کتاب المناسک' باب فی افراد الحج، رقم ۱۷۸۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صحابیات رضی اللہ عنہن نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتی تھیں۔ حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ ''میرے باپ پر حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں ان کی جانب سے حج ادا کردوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔ [1] ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا وہ آپ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ ''میری ماں نے کبھی حج نہیں کیا' کیا میں اس کی جانب سے یہ فرض ادا کردوں''؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اجازت دی۔ [2]

عمرہ ادا کرنا

عمرہ فرض ہو یا نہ ہو' لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن اس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا تو ان کو سخت قلق ہوتا تھا۔ جب حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کر سکتے ہیں۔ تو خیمے میں آ کر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں' وجہ پوچھی تو بولیں کہ میں ضرورت نسوانی سے مجبور ہوں لیکن لوگ دو دو فرض (حج و عمرہ) کا ثواب لے کر جاتے ہیں اور میں صرف ایک کا'' فرمایا: ''کوئی حرج نہیں اللہ تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ساتھ کر دیا اور مقام تنعیم میں انہوں نے جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہو کر آئیں۔ [3]

---

[1] بخاری: کتاب الحج' باب وجوب الحج وفضلہ' رقم ۱۵۱۳۔ [2] مسلم: کتاب الصیام' باب قضاء الصیام عن المیت' رقم ۲۶۹۴۔ [3] بخاری' ابواب العمرۃ' کتاب الحج۔ ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء' رقم ۵۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابواب الجہاد

شوق شہادت

عہد نبوت میں شہادت ایک ابدی زندگی خیال کی جاتی تھی اس لئے ہر شخص اس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا بنت نوفل ایک صحابیہ تھیں جب غزوہ بدر پیش آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھ کو جہاد میں شریک ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی' شاید مجھے بھی درجہ شہادت حاصل ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا گھر ہی میں رہو اللہ تعالیٰ تمہیں اسی میں شہادت دے گا۔ یہ معجزانہ پیش گوئی کیونکر غلط ہوسکتی تھی' انہوں نے دو غلام مدبر کئے تھے۔ 1 دونوں نے ان کو شہید کر دیا کہ جلد آزاد ہو جائیں۔ 2

عمل بالقرآن

صحابیات رضی اللہ عنہن پر قرآن مجید کا شدت سے اثر پڑتا تھا۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت:

﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ 3

''جو شخص کوئی بھی برائی کرے گا اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔''

نہایت سخت ہے۔ ارشاد ہوا کہ ''عائشہ رضی اللہ عنہا تم کو خبر نہیں کہ مسلمان کے پاؤں میں اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اس کے اعمال بد کا معاوضہ ہو جاتا ہے۔'' بولیں: اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے۔

﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ 4

''اللہ تعالیٰ ذرا ذرا سی برائی کا بھی حساب لے گا''

فرمایا ''اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا' عذاب اسی کو دیا جائے گا جس کے حساب میں ردوقدح ہوگی۔'' 5 اس اثر پذیری کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت سرعت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی تھیں۔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ

---

1 مدبران غلاموں کو کہتے ہیں جن سے آقا کہہ دیتا ہے کہ وہ ان کی موت کے بعد آزاد ہو جائیں گے۔ اس لئے قدرتی طور پر یہ لوگ آقا کی موت کے متمنی ہوتے ہیں۔

2 ابوداود: کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء، رقم ۵۹۱۔ 3 ۴/النساء: ۱۲۳۔

4 ۸۴/الانشقاق: ۸۔ 5 ابوداود: کتاب الجنائز باب عیادۃ النساء، رقم ۳۰۹۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اس لئے زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق ان کو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو گئے تھے۔ لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ ❶
"ان کو ان کے حقیقی باپوں کے بیٹے کہہ کر پکارو۔"

نازل ہوئی تو ان کی بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر میں رہتے تھے اور ان سے کوئی پردہ نہ تھا' اب آپ کا کیا حکم ہے؟" فرمایا کہ دودھ پلا دو' وہ تمہارے رضاعی بیٹے ہو جائیں گے۔ ❷

زمانہ جاہلیت میں عرب کی عورتیں نہایت بے پروائی کے ساتھ دوپٹہ اوڑھتی تھیں اس لئے سینہ اور سر وغیرہ کھلا رہتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ص﴾ ❸
"عورتوں کو چاہیے کہ اپنے دوپٹوں کو اپنے سینوں پر ڈال لیں۔"

اس کا یہ اثر ہوا کہ عورتوں نے اپنے تہ بند اور متفرق کپڑوں کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے اور اپنے آپ کو سیاہ چادروں سے اس طرح ڈھانپ لیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق "یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سروں کے آشیانے بن گئے ہیں۔" ❹

---

❶ [۳۳/الاحزاب:۵] ❷ ابوداؤد: کتاب النکاح باب من حرم بہ، رقم ۲۰۶۱۔
❸ [۲۴/النور:۳۱] ❹ ابوداؤد: کتاب اللباس باب قول اللہ ولیضربن بخمرھن، رقم ۴۱۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہیات شرعیہ سے اجتناب

مزامیر سے اجتناب

راگ باجا تو بڑی چیز ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ اونٹ کی گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہیں کرتی تھیں۔ اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتیں کہ "ٹھہر جاؤ تا کہ یہ آواز سننے میں نہ آئے" اور اگر سن لیتیں تو کہتیں کہ "تیزی کے ساتھ لے چلو تا کہ میں اس آواز کو نہ سن سکوں۔" ❶

ایک مرتبہ ایک لڑکی ان کے گھر میں گھنگرو پہنے ہوئے داخل ہوئی۔ گھنگرو کی آواز سننے کے ساتھ ہی بولیں کہ "گھنگرو پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آنے پائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اس قسم کی آوازیں آتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔" ❷

مشتبہات سے اجتناب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جو چیز مشتبہ ہے اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو مشتبہ نہیں ہے۔ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی' لیکن ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں۔ پس جو شخص مشتبہ گناہوں کو چھوڑ دے گا وہ کھلے ہوئے گناہوں کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کا مرتکب ہوگا بہت ممکن ہے کہ وہ کھلے ہوئے گناہوں کا مرتکب ہو جائے۔ گناہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ ہے اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائے گا ممکن ہے کہ اس کے مویشی اس میں پڑ جائیں۔ صحابیات رضی اللہ عنہن اس حدیث پر نہایت شدت سے عامل تھیں۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو اپنی ماں پر صدقہ کر دیا تھا۔ وہ مر گئیں تو اس لونڈی کی حالت مشتبہ ہوگئی۔ صدقہ کر چکی تھیں اور صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہیں ماں اس کی مالک ہوگئی تھیں اور اس کے مرنے کے بعد یہ اس کی وارث ہوگئی تھیں اس لئے وہ ان کو وراثت میں مل سکتی تھی اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں صدقہ کا ثواب مل چکا اور اب وہ تمہاری وراثت میں آ گئی۔" ❸

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ماں قتیلہ کافرہ تھیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت ہی میں ان کو طلاق دے دی تھی۔ ایک بار وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس متعدد چیزیں ہدیہ لے کر آئیں چونکہ

---

❶ مسند احمد: ٦/١٥٢۔ ❷ مسند احمد: ٦/٢٤٢۔

❸ ابوداؤد: کتاب الوصایا' باب ماجاء فی الرجل یھب الھبۃ ثم یوصی لہ او یورثھا' رقم ٢٨٧٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ کافرہ کا ہدیہ تھا اس لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قبول کرنے کی اجازت دی۔ [1]

[1] الطبقات: ۱۸۴/۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہبی زندگی کے مظاہر مختلفہ

تسبیح وتہلیل

تسبیح وتہلیل پاک دینی زندگی کی مخصوص علامات ہے اور صحابیات رضی اللہ عنہن میں یہ علامت پائی جاتی ہے۔ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا سامنے کنکری یا گٹھلی رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھیں۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔میں اس سے آسان ترکیب بتاتا ہوں۔''اس کے بعد دعا بتادی۔ [1]

مقامات مقدسہ کی زیارت

حصول برکت کا شوق صحابیات رضی اللہ عنہن کو مقامات مقدسہ کی طرف کھینچ لے جاتا تھا۔ایک بار ایک صحابیہ بیمار ہوئیں اور یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ شفادے گا تو بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گی۔صحت یاب ہوئیں۔تو سامان سفر تیار کیا اور رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔انہوں نے کہا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں نماز پڑھ لو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزاروں نمازوں سے بہتر ہے۔ [2]

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے مسجد قبا تک پیدل جانے کی نذر مانی تھی۔ابھی نذر پوری کرنے بھی نہیں پائی تھیں کہ انتقال ہوگیا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فتویٰ دیا کہ''ان کی صاحبزادی نذر پوری کریں۔'' [3]

فرائض مذہبی ادا کرنے میں جسمانی تکلیفیں اٹھانا

شوق عبادت ہر قسم کی جسمانی تکلیفوں کو آسان کر دیتا ہے اور صحابیات رضی اللہ عنہن میں یہ شوق موجود تھا اس لئے وہ ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کرتی تھیں اور فرائض اسلام کو بخوشی ادا کرتی تھیں۔

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں'ان کا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھیں۔جب تھک جاتی تھیں تو ستون مسجد میں ایک رسی باندھ رکھی تھی'اس سے لٹک جاتی تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسی کو دیکھا تو فرمایا:''ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہیے جوان کی طاقت میں ہو'اگر تھک

---

[1] ابوداؤد: کتاب الوتر'باب التسبیح بالحصیٰ'رقم ۱۵۰۰۔ [2] النسائی: کتاب المساجد:باب فضل مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصلوٰۃ فیہ'رقم ۶۹۵۔ [3] مؤطاامام محمد: کتاب الایمان والنذور وادنی ما یجزیٔ فی کفارہ الایمان'باب الرجل یحلف بالمشی الی بیت اللہ'رقم ۷۴۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں تو بیٹھ جانا چاہیے" چنانچہ وہ رسی کھلوا کر پھینکوا دی۔ ❶

پابندی قسم

ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہیں اور ہم کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کس قدر ذمہ داری کا کام ہے۔ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن بہت کم قسم کھاتی تھیں اور جس بات پر قسم کھالیتی تھیں اس کو پورا کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ناراض ہوگئیں اور قسم کھالی کہ اب ان سے بات چیت نہ کریں گی، لیکن جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے معافی مانگ لی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ان کی سفارش کی تو رو کر کہنے لگیں۔

اِنِّی نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِیْدٌ

"میں نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ نہایت سخت ہے۔"

بالآخر اصرار و سفارش سے ان کا قصور معاف کر دیا تو کفارۂ قسم میں ۴۰ غلام آزاد کئے۔ ❷

---

❶ ابوداود: کتاب التطوع، باب النعاس فی الصلاۃ، برقم ۱۳۱۲۔

❷ بخاری: کتاب الادب، باب الہجرۃ، رقم ۶۰۷۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت وحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

برکت اندوزی

صحابیات رضی اللہ عنہن ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھیں۔ اس لئے جو بچہ پیدا ہوتا صحابیات رضی اللہ عنہن سب سے پہلے اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کرتیں۔ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے' اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔ ❶

محافظت یادگار رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاروں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ محفوظ تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو لے لیا اور محفوظ رکھا۔ چنانچہ جب کوئی شخص آپ کے خاندان میں بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لئے اس کو دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں۔ ❷

جن کپڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو محفوظ رکھا تھا۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہ بند اور ایک کمبل دکھا کر کہا کہ ''اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ نے انہی کپڑوں میں داعی اجل کو لبیک کہا تھا۔'' ❸

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا اس کو انہوں نے محفوظ رکھا۔ جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا تو وہ اس سے پانی پیتی اور پلاتی تھیں۔ ❹

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم انس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے تھے تو ان کی والدہ آپ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی میں بھر لیتی تھیں اور اس کو محفوظ رکھتی تھیں۔ ❺

---

❶ بخاری: کتاب مناقب الانصار' باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ، رقم: ۳۹۱۰۔ والترمذی: کتاب المناقب' باب مناقب لعبد اللہ بن زبیر، برقم ۳۸۲۶۔ ❷ مسند احمد: ۶/ ۳۴۸۔

❸ ابوداوٗد: کتاب اللباس باب لباس الغلیظ رقم الحدیث ۴۰۳۶۔

❹ طبقات ابن سعد' تذکرہ حضرت ام نیار رضی اللہ عنہا۔

❺ بخاری: کتاب الاستیذان' باب من زار قوماً فقال عندھم: رقم ۶۲۸۲، ۶۲۸۳۔ مسلم: کتاب الامارۃ' باب فضل الغزو فی البحر برقم ۴۹۳۴۔ ابوداوٗد: کتاب الجھاد' باب فضل الغزو فی البحر رقم ۲۴۹۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غزوہ خیبر میں آپ ﷺ نے ایک صحابیہ کو اپنے دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا۔ وہ اس کی اس طرح قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔ ❶

ایک دن نبی ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ نبی ﷺ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا۔ ❷

آپ ﷺ حضرت شفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے۔ اس غرض سے انہوں نے آپ کے لئے ایک بستر اور ایک خاص تہ بند بنوالیا تھا جس کو پہن کر نبی کریم ﷺ استراحت فرماتے تھے۔ یہ یادگاریں ایک مدت تک آپ کے خاندان میں محفوظ رہیں آخیر میں مروان نے ان سے لے لیں۔ ❸

ادب رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو دربار نبوت کے ادب وعظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیب تن کر لیتیں۔ ایک صحابیہ فرماتی ہیں۔

جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ❹

''میں نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔''

اگر نادانستگی کی حالت میں بھی کوئی کلمہ آپ ﷺ کی شان کے خلاف منہ سے نکل جاتا تو اس کی معافی چاہتیں۔ ایک صحابیہ کا بچہ فوت ہو گیا اور وہ اس پر رو رہی تھی۔ آپ کا گزر ہوا تو فرمایا۔ ''اللہ سے ڈرو اور صبر کرو'' بولیں تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے؟ آپ ﷺ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ میں نے حضور کو نہیں پہچانا۔ ❺

حمایت رسول

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھیں۔

❶ مسند احمد: ۶/۳۷۶۔ ❷ مسند احمد: ۶/۳۷۶۔ ❸ اسد الغابۃ: ۵/۴۸۶۔ الاصابۃ: ۴/۳۴۱، ۶۲۲۔

❹ ابوداؤد: کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل، رقم: ۲۳۰۶۔ ومسلم: کتاب الطلاق باب انقضاء عدۃ المتوفی عنھا وغیرھا بوضع الحمل، رقم ۳۷۲۲۔ والنسائی کتاب الطلاق باب عدۃ الحامل المتوفی عنھا زوجھا، رقم ۳۵۳۶۔

❺ ابوداؤد: کتاب الجنائز، باب الصبر عند الصدمۃ، رقم الحدیث ۳۱۲۴۔ مسلم: کتاب الجنائز، باب الصبر علی المصیبۃ عند الصدمۃ الاولی ۲۱۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام لائے' اور اپنی ماں اروی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ "تم نے جس شخص کی حمایت کی وہ اس کا سب سے بڑا مستحق تھا اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑتیں۔" ❶

خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھیں۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں' انہوں نے اس استقلال کیساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی کہ ان کو خادمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب حاصل ہوا۔ ❷

سفینہ سیدہ سلمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کی لونڈی تھی انہوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں صرف کرے اس نے کہا "اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی میں تانفس واپسیں آپ کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوتی۔" ❸

ہیبت رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرعظمت روحانیت سے صحابیات رضی اللہ عنہن اس قدر مرعوب ہو جاتی تھیں کہ جسم پر رعشہ پڑ جاتا تھا۔ ایک بار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خشوع وخضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اٹھیں۔ ❹

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں رطب اللسان رہتی تھیں۔ آپ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیاں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٌ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ　　یَا حَبَّذَا مُحَمَّداً مِنْ جَارِ

"ہم خاندان بنونجار کی لڑکیاں ہیں　　محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتنے اچھے پڑوسی ہیں۔" ❺

پردہ نشین عورتیں یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

---

❶ اسد الغابۃ: ۳/ ۶۵۔ الاصابۃ: ۲/ ۲۲۲، ۴۲۸۸۔ ❷ ابوداؤد: کتاب الطب' باب الحجامۃ، رقم ۳۸۵۷۔

❸ ابوداؤد: کتاب العتق' باب فی العتق علی شرط، رقم ۳۹۳۲۔ ابن ماجۃ: کتاب العتق باب من اعتق عبدًا واشترط خدمتہ' برقم ۲۵۲۶۔

❹ شمائل الترمذی: باب ماجاء فی جلسۃ رسول اللہ۔ ❺ ابن ماجۃ: کتاب النکاح' باب الغناء والدف، رقم ۱۸۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَاتِ الْوَدَاعِ

''ثنیات الوداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے''

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَادَعٰی لِلّٰہِ دَاعٍ

''جب تک دعا کرنے والے دعا کریں ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب رخصت ہو کر آئیں تو چھوکریاں دف بجا بجا کر واقعات بدر کے متعلق اشعار گاتی تھیں۔ان میں سے ایک نے یہ مصرعہ گایا۔

وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَافِیْ غَدٍ

''ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھی۔ 1

پابندی احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے علاوہ باقی اعزہ کے سوگ کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس کی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتیں ان سے ملنے آئیں۔انہوں نے ان سب کے سامنے خوشبو لگائی اور کہا کہ ''مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے علاوہ اور کسی کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں'' اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔

جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد نے انتقال کیا تو انہوں نے تین روز کے بعد تیل لگایا خوشبو ملی اور کہا کہ ''مجھے اس کی ضرورت نہ تھی' صرف آپ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی۔ 2

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا۔انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیا۔پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو انہوں نے اس کو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا لوگوں نے اس تفریق و امتیاز پر اعتراض کیا۔تو بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

اَنْزِلُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ مَنَازِلِھِمْ

1 بخاری: کتاب النکاح: باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ' برقم ۵۱۴۷۔ابوداؤد: کتاب الادب' باب فی الغناء' رقم ۴۹۲۲۔ابن ماجہ: کتاب النکاح: باب الغناء والدف' برقم ۱۸۹۷۔

2 ابوداؤد: کتاب الطلاق' باب احداد المتوفی زوجھا' رقم ۲۲۹۹۔بخاری: کتاب الطلاق باب (والذین یتوفون منکم) رقم ۵۳۴۵۔مسلم: کتاب الطلاق' باب وجوب احداد فی عدۃ الوفاۃ' برقم ۳۷۲۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"لوگوں کو ان کے درجہ پر رکھو۔"

ایک بار آپ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے دیکھا کہ راستے میں مرد عورتیں مل جل کر چلے رہے ہیں۔ عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہیں گزر سکتیں" اس کے بعد عورتوں کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کے چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔ [1]

رضامندی رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہن کو رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کی ہمیشہ فکر رہتی تھیں اس لئے اگر آپ ﷺ کبھی ناراض ہو جاتے تھے تو ہر ممکن تدبیر سے آپ کے رضامند کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ آپ ﷺ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ساتھ تھیں۔ اتفاق سے راستہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا وہ رونے لگیں۔ نبی ﷺ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے۔ آپ جس قدر ان کو رونے سے منع فرماتے تھے اسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھیں۔ جب کسی طرح چپ نہ ہوئیں تو آپ نے ان کی سرزنش فرمائی اور تمام لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا اور خود خیمہ نصب کروایا۔ اب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خیال ہوا کہ آپ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے ہیں اس لئے آپ کی رضامندی کی تدبیر اختیار کی۔ اس غرض سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ میں نہیں دے سکتی لیکن اگر آپ رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں تو میں اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آمادگی ظاہر کی اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا تھا پھر اس پر پانی کے چھینٹے دیے کہ خوشبو خوب پھیلے۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں گئیں اور خیمہ کا پردہ اٹھایا تو آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا یہ تمہاری باری کا دن نہیں ہے۔ بولیں:

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ [2]

"یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے"

---

[1] ابوداود: کتاب الادب، باب فی مشی النساء مع الرجال فی الطریق، رقم ۵۲۷۲۔

[2] مسند احمد: ۶/ ۳۳۸۔۶۲/ الجمعۃ: ۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفویض الی الرسول ﷺ

عورت کے لئے نکاح کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن نے اپنے آپ کو بالکل رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ جس سے چاہتے تھے ان کا نکاح کر دیتے تھے اور وہ بخوشی اس کو قبول کر لیتی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس ایک صحابیہ تھیں جن سے ایک طرف تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو نہایت دولت مند صحابی تھے نکاح کرنا چاہتے تھے دوسری طرف آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق ان سے گفتگو کی تھی لیکن حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا اور کہا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے جس سے چاہیے نکاح کر دیجئے۔ [1]

جلیبیب رضی اللہ عنہ ایک ظریف الطبع صحابی تھے جو راستوں میں بھی ظرافت اور مذاق کی باتیں کرتے تھے اس لئے صحابہ ان کو عموماً ناپسند کرتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک انصاری لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے کہا'' کہ اس کی ماں سے مشورہ کر لوں۔ ماں نے جلیبیب کا نام سنا تو انکار کیا لیکن لڑکی نے کہا''رسول اللہ ﷺ کی بات نامنظور نہیں کی جا سکتی مجھے نبی ﷺ کے حوالے کر دو اللہ تعالیٰ مجھے ضائع نہیں کرے گا'' [2]

ضیافت رسول

اگر خوش قسمتی سے صحابیات رضی اللہ عنہن کو کبھی رسول اللہ ﷺ کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عزت' محبت اور ادب کے ساتھ اس فرض کو بجا لاتیں۔ ایک بار نبی ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے تو انہوں نے دعوت کی آپ ﷺ نے قبول فرمائی اور وہیں قیلولہ فرمایا: [3]

ایک بار ایک صحابی نے آپ ﷺ کی دعوت کی دعوت کھا کر آپ روانہ ہوئے تو ان کی بی بی نے پردے سے سر نکال کر کہا کہ''یا رسول اللہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجتے جایئے'' آپ نے فرمایا''خدا تم پر اور تمہارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے۔ [4]

بعض صحابیات رضی اللہ عنہن خود کوئی نئی چیز پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آٹا چھانا اور اس کی روٹیاں تیار کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش

[1] نسائی: کتاب النکاح، باب الخطبۃ فی النکاح' برقم ۳۲۳۹۔ [2] مسند احمد: ۴/۴۲۲۔

[3] ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فضل الغزو فی البحر' برقم ۲۴۹۰۔ مسلم: کتاب الامارۃ' باب فضل الغزو فی البحر' برقم ۴۹۳۴۔

[4] مسند احمد: ۳/۳۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولیں "ہمارے ملک میں اس کا رواج ہے' میں نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اسی قسم کی روٹیاں تیار کروں۔" لیکن رسول اللہ ﷺ نے کمال زہد وتقشف سے فرمایا "آٹے میں چوکر ملا کر پھر گوندھو۔" ❶

محبت رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہن کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے اور وہ اس کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتی تھیں۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں' وہ جب آپ ﷺ کا ذکر کرتیں تو فرط محبت سے کہتیں بابا یعنی میں آپ پر قربان۔ ❷

آپ ﷺ جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپ ﷺ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذریں مانتی تھیں۔ ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا کہ یارسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کر گیت گاؤں گی۔ ❸

شوق صحبت رسول ﷺ

صحابیات رضی اللہ عنہن کے دل میں آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا نہایت شوق رہتا تھا۔ سیدہ قیلہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئیں تو بچوں کو ان کے چچا نے لے لیا۔ اب وہ تمام دنیوی جھگڑوں سے آزاد تھیں اس لئے ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات وتلقینات سے عمر بھر فائدہ اٹھایا۔ ❹

---

❶ ابن ماجہ: کتاب الاطعمہ' باب الحواری' رقم ۳۳۳۶۔
❷ نسائی: کتاب الطہارۃ' باب شھود الحیض العیدین ودعوۃ المسلمین' رقم ۳۹۰۔
❸ ترمذی: کتاب المناقب' باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب' ۳۶۹۰۔ ابوداؤد: کتاب الایمان' باب ما جاء مر بہ من وفاء النذر' رقم ۳۳۱۲۔
❹ الطبقات: ۸/۲۲۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضائل اخلاق

غیرت اور شرم وحیا

فیض تربیت نبوی ﷺ نے صحابیات رضی اللہ عنہن کے ایک ایک فرد کو غیرت، خودداری اور عزت نفس کا مجسمہ بنا دیا تھا اس لئے وہ کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتی تھیں۔ ماں باپ سے مانگتے ہوئے کسی کو شرم نہیں آتی لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کی غیرت اس کو بھی گوارا نہیں کرتی تھی کہ ماں باپ سے بھری محفل میں سوال کیا جائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج سے تنگ آ گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے۔ حاضر خدمت ہوئیں کہ آپ ﷺ سے ایک غلام مانگیں۔ دیکھا کہ آپ ﷺ سے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہیں، شرم کے مارے واپس آ گئیں۔ ❶

ایثار

فیاضی ایک اخلاقی وصف ہے لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے اور وہ صحابیات رضی اللہ عنہن میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں اپنی قبر کے لئے جگہ مخصوص کر رکھی تھی لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے درخواست کی تو انہوں نے یہ تحفۂ جنت ان کو دے دیا اور فرمایا:

كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِي وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي ❷

"میں نے خود اپنے لئے اس کو محفوظ رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی ہوں۔"

ایک دن وہ روزہ سے تھیں۔ گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک مسکین عورت آئی انہوں نے لونڈی سے کہا کہ روٹی اس کو دے دو۔ اس نے کہا افطار کس چیز سے کیجئے گا بولیں: "دے تو دو۔" شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا۔ لونڈی کو بلا کر کہا: "یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔" ❸

فیاضی

صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح اسلام کو صحابیات رضی اللہ عنہن کی فیاضی سے بھی بہت کچھ ثبات واستحکام حاصل

---

❶ ابوداؤد: کتاب الآداب، باب فی التسبیح عند النوم، رقم ۵۰۶۲۔ ❷ بخاری: کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی وابی بکر وعمر، رقم ۱۳۹۲۔ ❸ مؤطا: کتاب الصدقۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ، رقم ۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنا نخلستان خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ہاتھ آ جاتا تھا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو اس فیاضی سے روکنا چاہا تو اس قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی۔ ❷

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس سے بھی فیاض تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی تھیں جب معتدبہ سرمایہ جمع ہو جاتا تھا تو اس کو تقسیم کر دیتی تھیں لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کل کے لئے کچھ نہیں رکھتی تھیں روز خرچ کر دیا کرتی تھی۔ ❸

ایک بار حضرت منکدر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے بولیں کہ ''تمہارے کوئی لڑکا ہے۔'' انہوں نے کہا ''نہیں'' فرمایا اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں تم کو دے دیتی۔'' حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس روپے بھیجے۔ بولیں کس قدر جلدی میں آزمائش ہوئی۔ فوراً آدمی بھیج کر منکدر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور دس ہزار درہم دے دیے انہوں نے اس رقم سے ایک لونڈی خرید لی اور اس سے ان کے متعدد بچے پیدا ہوئے۔ ❹

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نہایت فیاض تھیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کرتی تھیں اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی مساکین کو دیدیتی تھیں۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا وہ آخرت میں مجھ سے سب سے پہلے ملے گا۔ اس بنا پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی۔ ❺

مخالف سے انتقام نہ لینا

اگر مخالف کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہیں مل سکتا لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا میں باہم نوک جھوک رہتی تھی لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

❶ زرقانی: ۳/ ۲۳۷۔ الاصابۃ: ۴/ ۴۴۳، رقم ۱۱۴۵۔ ❷ بخاری: کتاب المناقب باب مناقب قریش، رقم ۳۵۰۵۔
❸ الادب المفرد، باب سخاوت النفس، رقم ۲۸۳۔ ❹ طبقات ابن سعد: تذکرہ منکدر بن عبداللہ۔
❺ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۶۵۔ الاصابۃ: ۴/ ۳۱۴، ۴۷۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر بہتان لگایا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کی اخلاقی حالت دریافت فرمائی تو بجائے اس کے کہ وہ انتقام لیتیں بولیں کہ میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہوں۔ مجھے ان کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود اعتراف ہے۔ وَهِيَ الَّتِي تُسَامِينِي فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ ''وہ اگرچہ میری حریف تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تورع کی وجہ سے ان کو بچالیا۔'' 1

انتقام تو بڑی چیز ہے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے مخالفوں سے بغض رکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھیں۔ حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن اُبی بکر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا۔ ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص سے پوچھا کہ ''ابی اس غزوہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا سلوک کیسا رہا؟'' اس نے کہا ''ان میں کوئی عیب نہ تھا۔ سب لوگ ان کے مداح رہے۔ اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا اونٹ دے دیتے تھے۔ اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا گھوڑا دے دیتے تھے اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو وہ اس کی جگہ دوسرا غلام دیدیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا: استغفر اللہ اگر میں ان سے اس بنا پر بغض کروں کہ انہوں نے میرے بھائی کو قتل کیا۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ ''اے اللہ تعالیٰ! جو شخص میری امت کے ساتھ ملاطفت کرے تو بھی اس کے ساتھ ملاطفت کر اور جو شخص اس پر سختی کرے تو بھی اس پر سختی کر۔'' 2

مہمان نوازی

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نہایت دولت منداور فیاض صحابیہ تھیں۔ انہوں نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنا دیا تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر انہی کے مکان پر ٹھہرتے تھے۔ 3

عزت نفس

صحابیات رضی اللہ عنہن عزت نفس کا مجموعہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جس دن شہید ہوئے اس روز اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے ان کو دیکھا تو بولیں: ''بیٹا! قتل کے خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط نہ قبول کر لینا جس پر تم کو ذلت برداشت کرنی پڑے۔

1 بخاری: کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضھن بعضا، برقم ۲۶۶۱۔ 2 اسد الغابۃ: ۴/ ۳۸۴، تذکرہ حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ۔ 3 نسائی: کتاب النکاح، باب الخطبۃ فی النکاح، رقم ۳۲۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی قسم! عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مر جانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کر لی جائے۔"

صبر و ثبات

مردوں پر نوحہ کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، مدتوں مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا۔ لیکن فیض تربیت نبوی ﷺ نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو صبر کا اس قدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصاری کا لڑکا بیمار ہوا، وہ صبح کے وقت اس کو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لئے باہر چلے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں یہاں لڑکا فوت ہو گیا لیکن ان کی بی بی نے لوگوں سے کہہ دیا کہ "ابوطلحہ سے نہ کہنا۔" وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بولیں: "پہلے سے زیادہ سکون کی حالت میں ہے۔ یہ کہہ کر کھانا لائیں اور انہوں نے کھانا کھایا۔ صبح ہوئی تو کہا کہ "اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریتاً دے اور پھر اس کا مطالبہ کرے تو کیا اس کو اس کے روک رکھنے کا حق حاصل ہے؟" بولے "نہیں" بولیں: "تو پھر اپنے بیٹے کو بھی صبر کرو۔" [1]

رسول اللہ ﷺ غزوہ احد سے واپس آئے تو تمام صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے اپنے اعزہ و اقارب کا حال پوچھنے آئیں۔ انہی میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ وہ آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا حمنہ! اپنے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر صبر کرو۔ انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ اپنے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر بھی صبر کرو۔" انہوں نے اس پر بھی انا للہ پڑھا اور دعائے مغفرت کر کے خاموش ہو رہیں۔ [2]

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب حجاج سے معرکہ آرا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ وہ ان کے پاس آئے اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ "مرنے میں آرام ہے۔" بولیں "شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہے۔ لیکن جب تک دو باتوں میں سے ایک نہ ہو جائے میں مرنا پسند نہ کروں گی۔ یا تو تم شہید ہو جاؤ اور میں تم کو صبر کر لوں، یا فتح و ظفر حاصل کرو کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔" چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرتناک منظر دیکھنے کے لئے آئیں اور بجائے اس کے کہ روتی پیٹتیں، حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا: "اس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا۔ کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے۔" [3]

---

[1] مسلم: کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ برقم ۵۶۱۳۔ بخاری: کتاب العقیقۃ، باب تسمیۃ المولود غداۃ یولد لمن لم یعق عنہ، رقم ۵۴۷۰۔ [2] الطبقات: ۸/۱۷۵۔ [3] اسد الغابۃ: ۳/۱۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شجاعت

غزوات میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جس طرح داد شجاعت دی صحابیات رضی اللہ عنہن کے بہادرانہ کارنامے اس سے بھی حیرت انگیز ہیں۔ غزوہ حنین میں کفار نے اس زور وشور سے حملہ کیا تھا کہ میدان جنگ لرز اٹھا تھا لیکن حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے منتظر تھیں کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اس کا کام تمام کردیں۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ''بولیں کہ چاہتی ہوں کہ کوئی کافر قریب آئے تو اس کے پیٹ میں گھونپ دوں۔'' 1

غزوہ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کردیا تھا۔ ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے۔ اس کو قتل کردو۔'' بولے: ''تمہیں تو معلوم ہے کہ میں اس میدان کا مرد نہیں۔'' اب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خود اتریں اور خیمہ کی ایک میخ اکھاڑ کر اس زور سے مارا کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہوگیا۔ 2

زہد وتقشّف

صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک بار ایک شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا بولیں۔ ''ذرا ٹھہر جاؤ' میں اپنی نقاب سی لوں۔'' اس نے کہا: ''اگر میں لوگوں کو اس کی خبر کردوں تو لوگ آپ کو بخیل سمجھیں گے۔'' بولیں: ''جو لوگ پرانا دھرانا کپڑا نہیں پہنتے ان کو آخرت میں نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا۔'' 3

زندہ دلی

صحابیات رضی اللہ عنہن کے جذبات کو اسلام نے تر وتازہ اور شگفتہ کردیا تھا' اس لئے ان میں زندہ دلی پائی جاتی تھی۔ عید کے دن معمول کے مطابق لڑکے اور لڑکیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوکر باجے بجاتے تھے اور مسرت کے ترانے گاتے تھے۔ 4

---

1 مسلم: کتاب الجهاد' باب غزوة النساء مع الرجال' رقم ۴۶۷۹۔ الاصابة: ۴/ ۴۶۱۔ ابوداؤد: کتاب الجهاد' باب فی السلب یعطی القاتل' رقم ۲۷۱۸۔ 2 سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۷۰' ترجمه ۴۱۔

3 الادب المفرد' باب الرفق فی المعیشة' رقم الحدیث ۴۷۷۔ 4 بخاری: کتاب العیدین' باب سنة العیدین لاهل الاسلام' رقم ۹۵۲۔ مسلم: کتاب صلاة العیدین: باب الرخصة فی اللعب الذی لا معصیة فیه' رقم ۲۰۶۱۔ نسائی: کتاب صلاة العیدین باب الرخصة فی الاستماع الی الغناء' رقم ۱۵۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راز داری

صحابیات رضی اللہ عنہن کا سینہ راز کا مدفن تھا جس سے وہ قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جمع تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اسی حالت میں آ گئیں آپ ﷺ نے ان کو مرحبا کہا اور اپنے دائیں جانب بٹھا لیا اور آہستہ سے ان کے کان میں ایک بات کہی وہ چیخ مار کر رو پڑیں۔ پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس سے وہ ہنس پڑیں۔ آپ ﷺ چلے گئے تو تمام بیویوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ بولیں آپ کی زندگی میں آپ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی۔" ❶

عفت وعصمت

اسلام نے پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیم دی ہے اس نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو عصمت وعفت کا مجسمہ بنا دیا۔ ایک صحابیہ کو جن کی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت میں اچھی نہ تھی ایک شخص نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو بولیں: "ہٹو اب وہ زمانہ گیا اور اسلام آیا۔" ❷ اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیاں تک بدکاری سے نفرت کرنے لگیں۔ مسیکہ ایک لونڈی تھی جس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر شکایت کی کہ میرا آقا مجھ کو بدکاری پر مجبور کرتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿لَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ﴾ ❸ "اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔" ❹

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات رضی اللہ عنہن سے بہت بعید تھا وہ اس کو بھی گوارا نہیں کرتی تھیں کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی ان پر پڑے۔ ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کرنا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے مشورہ طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پہلے عورت کو جا کر دیکھ لو۔" وہ اس غرض سے اس کے گھر گئے۔ عورت نے پردہ سے کہا: "اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے تو خیر ورنہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم۔" ❺

اس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے اگر صحابیات رضی اللہ عنہن پر کبھی اس قسم کا اتہام بھی لگ جاتا تھا تو ان کے خرمن عقل وہوش پر بجلی گر پڑتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کانوں میں جب واقعہ افک کی بھنک پڑی تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ لرزہ بخار آ گیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ ❻

❶ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل فاطمۃ بنت النبی رسول اللہ ﷺ، برقم ۶۳۱۳۔ بخاری: کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ ۴۴۳۳۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۲۳۔ ❷ مسند ابن حنبل ۴/۱۸۷۔

❸ ابوداود: کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزنا، برقم ۲۳۱۱۔ ❹ ۲۴/النور: ۳۳۔

❺ ابن ماجۃ: کتاب النکاح: باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجھا، برقم ۱۸۶۶۔ ترمذی: کتاب النکاح باب ماجاء فی النظر الی المخطوبۃ، برقم ۱۰۸۷۔ نسائی: کتاب النکاح باب اباحۃ النظر قبل التزویج، برقم ۳۲۳۷۔ ❻ بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب (قولہ لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین)، برقم ۳۳۸۸۔ مسند احمد ۶/۳۶۷، ۳۶۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن معاشرت

مصالحت اور صفائی

اگر بہ مقتضائے فطرت انسانی صحابیات رضی اللہ عنہن کسی سے ناراض ہو جاتی تھیں تو ان کو اس چند روزہ ناگواری پر نہایت افسوس ہوتا تھا۔ ایک معاملہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ناراض ہو گئیں، اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی۔ لیکن قصور معاف کرنے کے بعد جب ان کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔ (1)

صلہ رحمی

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَلَمْ اَرَ اِمْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ وَاَتْقَىٰ لِلّٰهِ وَاَصْدَقَ حَدِيْثًا وَاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ (2)

”میں نے زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی۔“

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جائداد وراثتاً پائی تھی اور ان کو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔ لیکن انہوں نے اس مال و جائداد کو حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابن ابی عتیق پر جو ان کے قرابت دار تھے ہبہ کر دیا۔ (3)

صحابیات رضی اللہ عنہن کی صلہ رحمی صرف مسلمان اعزہ واقارب کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ وہ کافر قرابت داروں کی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے مدینہ آئیں تو ان کی والدہ جو کافرہ تھیں ان کے پاس آئیں اور مالی مدد مانگی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ (4) چنانچہ انہوں نے ان کو مدد دی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لئے ایک جائداد کی وصیت کی تھی۔ (5)

---

(1) بخاری: کتاب الادب، باب الهجرة، رقم ۶۰۷۳۔ (2) مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عائشة، رقم ۶۲۹۰۔
(3) بخاری: کتاب الھبة، باب ھبة الواحد للجماعة، فی ترجمة الباب۔ (4) مسلم: کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین، رقم ۲۳۲۴۔ (5) دارمی: کتاب الوصایا، باب الوصیة لاھل الذمة، ۲/ ۴۲۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہدیہ دینا

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دینا محبت کو زیادہ کرتا ہے۔ اس لئے صحابیات رضی اللہ عنہن ایک دوسرے کے پاس عموماً ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔

حضرت نسیبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا اس قدر مفلس تھیں کہ ان پر صدقہ کا مال حلال تھا تاہم اس حالت میں بھی وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ایک بار ان کے پاس صدقہ کی بکری آئی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہدیۃً بھیجا۔ ❶ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی جو صدقہ میں آتا تھا وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہدیۃً دے دیا کرتی تھیں۔ ❷

خادموں کے ساتھ سلوک

صحابیات رضی اللہ عنہن خادموں کے ساتھ جیسا سلوک کرتی تھی اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبدالملک اٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی۔ اس نے آنے میں دیر کر دی تو اس نے اس پر لعنت بھیجی۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا اس کے محل میں تھیں۔ صبح ہوئی تو کہا کہ "تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعاء یا شہدا نہ ہونگے۔" ❸

باہمی اعانت

صحابیات رضی اللہ عنہن مصیبت میں دوسروں کی اعانت فرماتی تھیں اور ہمسایہ صحابیات رضی اللہ عنہن اپنی پڑوسنوں کو ہر قسم کی مدد دیتی تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو روٹی پکانا نہیں آتی تھی۔ لیکن ان کی پڑوسنیں ان کی روٹی پکایا کرتی تھیں۔ ❹

اگر عورتوں کو اپنے شوہروں سے شکایت پیدا ہوتی تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا درد دکھ کہتی تھیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت پرزور طریقہ سے ان کی سفارش کرتی تھیں۔ ایک بار ان کی خدمت میں ایک عورت سبز دوپٹہ اوڑھ کر آئی اور

---

❶ بخاری: کتاب الزکاۃ' باب قدر کم یعطی من الزکاۃ والصدقۃ ومن اعطی شاۃ، رقم ۱۴۴۶۔ مسلم: کتاب الزکاۃ' باب اباحۃ الھدیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم' رقم ۲۴۹۰۔

❷ مسلم: کتاب الزکاۃ باب اباحۃ الھدیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ولبنی ھاشم...... رقم ۲۴۸۷۔

❸ مسلم: کتاب البر والصلۃ' باب النھی عن لعن الدوّاب وغیرھا' رقم ۶۶۱۰۔

❹ مسلم: کتاب الاداب' باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ' رقم ۵۶۹۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسم کھول کر دکھایا کہ شوہر نے اس قدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ''مسلمان عورتیں جو مصیبت برداشت کر رہی ہیں ہم نے ایسی مصیبت نہیں دیکھی۔ دیکھئے! اس کا چمڑا اس کے دوپٹے سے زیادہ سبز ہو گیا ہے۔'' بخاری کی اس روایت کے آخر میں عموماً عورتوں کی نسبت یہ الفاظ ہیں۔

((وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا)) ❶

''عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہیں۔''

ایک شخص کی بیوی بیمار تھیں۔ وہ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ انہوں نے حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بیوی بیمار ہے۔ انہوں نے ان کو بٹھا کر کھانا کھلایا اور جب تک ان کی بیوی بیمار رہیں حال پوچھتی اور کھانا کھلاتی رہیں۔ ❷

عیادت

صحابیات رضی اللہ عنہن ہر ممکن طریقہ سے مریضوں کی عیادت کرتی تھیں۔ ایک دفعہ اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی بیمار تھے۔ حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہو کر آئیں اور ان کی عیادت کی۔ ❸

تیمارداری

صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت دل سوزی سے مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا اور ان کے تمام خاندان نے ان کی تیمارداری کی۔ ان کا انتقال ہو گیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا نے محبت کے لہجے میں کہا ''تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے تمہاری عزت کی۔'' ❹

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مرض الموت میں بیمار ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے پچھوایا کہ کون ان کی تیمارداری کرے گا؟ تمام بیویوں نے کہا ''ہم'' جب ان کا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل و کفن دے گا؟ تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا ''ہم۔'' ❺

---

❶ بخاری: کتاب اللباس، باب الثیاب الاخضر، رقم ۵۸۲۵۔

❷ الادب المفرد: باب اطعام اهل المریض، رقم الحدیث ۵۲۲۔

❸ الادب المفرد، باب عیادة النساء الرجل المریض، رقم ۵۴۰۔

❹ بخاری: کتاب الشهادات، باب القرعة فی المشکلات ۲۶۸۷۔ ❺ الطبقات: ۸/ ۷۸، فی طبقات النساء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعزیت

صحابیات رضی اللہ عنہن تعزیت کو اپنا فرض خیال کرتی تھیں۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کو دفن کر کے آ رہے تھے۔ راہ میں دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جا رہی ہیں۔ پوچھا "گھر سے کیوں نکلیں؟" بولیں "اس گھر میں تعزیت کے لئے گئی تھی۔" ❶

عرب جاہلیت میں تعزیت کا طریقہ یہ تھا کہ عورتیں برادری میں جا کر باہم مردوں پر نوحہ کرتی تھیں لیکن اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو مٹا دیا۔ چنانچہ جب عورتیں اسلام لاتی تھیں تو ان سے اس رسم کے چھوڑنے کا معاہدہ لیا جاتا تھا۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ معاہدہ لینا چاہا تو بولیں: "فلاں خاندان نے زمانہ جاہلیت میں ہمارے مردے پر نوحہ کیا ہے' مجھے اس کا معاوضہ ادا کرنا ضروری ہے۔" چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (خصوصی) اجازت دے دی۔ ❷

محبت اولاد

صحابیات رضی اللہ عنہن بچوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بیوی کو طلاق دی اور بچے کو اس سے لینا چاہا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ "میرا پیٹ اس کا ظرف' میری چھاتی اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گہوارہ تھا اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک تم دوسرا نکاح نہ کر لو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو۔" ❸ اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات رضی اللہ عنہن میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں۔ چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس خصوصیت کی مدح فرمائی:

((نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُنَّ عَلَى الْوَلَدِ وَاَرْعَاهُنَّ عَلَى الزَّوْجِ)) ❹

"قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں' بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہروں کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہیں۔"

بھائی بہن سے محبت

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے بھائی اور بہنوں سے نہایت محبت رکھتی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا مقام حبش میں انتقال ہوا اور لاش مکہ میں دفن ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرط محبت سے

---

❶ ابوداود: کتاب الجنائز' باب التعزیۃ' رقم ۳۱۲۳۔ ❷ مسلم: کتاب الجنائز' باب التشدید فی النیاحۃ' رقم ۲۱۶۵۔

❸ ابوداود: کتاب الطلاق' باب من احق بالولد' رقم ۲۲۷۶۔ ❹ بخاری: کتاب النکاح' باب الی من ینکح وای النساء خیر وما یستحب ان یتخیر لنطفہ من غیر ایجاب' رقم ۵۰۸۲۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب خیر النساء' رقم ۶۴۵۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی قبر تک آئیں اور ایک مشہور مرثیہ کے چند اشعار پڑھے۔

وَكُنَّا كَنَدْ مَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً ۔۔۔ مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا

"اور ہم دونوں ایک مدت تک جذیمہ کے ہم نشینوں کی طرح ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا ان میں کبھی جدائی نہ ہوگی۔"

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا ۔۔۔ بِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا ❶

"لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہیں کی تھی۔"

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شریک ہوئے تو ان کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں کہ مقتل میں ان کا پتہ لگائیں۔ لیکن لوگوں نے ان کی پریشانی کے خیال سے نہیں بتایا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہیں ان کی عقل نہ جاتی رہے اس لئے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رونے لگیں۔ ❷

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو تمام عورتیں رونے لگیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی قبر کے پاس روتی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھتے تھے۔ ❸

حمایت والدین

صحابیات رضی اللہ عنہن والدین کی حمایت سے سخت موقعوں پر بھی اغماض نہیں کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ کفار نے حالت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں اونٹ کی اوجھڑی ڈالدی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دوڑ کے آئیں اس کو آپ کی گردن سے نکال کر پھینک دیا اور کفار کو برا بھلا کہا۔ ❹

پرورش یتامیٰ

یتیموں کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

((اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ))

"ہم اور یتیموں کی پرورش کرنے والے جنت میں اس قدر قریب ہونگے جس قدر یہ دونوں انگلیاں قریب قریب ہیں۔"

اس لئے صحابیات رضی اللہ عنہن یتیموں کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا متعدد یتیموں کی پرورش کرتی تھیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پوچھا کہ

❶ ترمذی: کتاب الجنائز' باب ماجاء فی الزیارۃ للقبور للنساء' رقم ۱۰۵۵۔

❷ الطبقات: ۸/ ۲۸۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۴۹۲۔ ❸ مسند ابوداود طیالسی صفحہ ۳۵۱۔

❹ بخاری: کتاب الصلوۃ' باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئا من الاذیٰ' رقم ۵۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"میں اپنے شوہر اور ان یتیموں پر صدقہ کروں تو جائز ہے؟" دوسری صحابیہ رضی اللہ عنہا بھی اس غرض سے در دولت پر کھڑی تھیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اطلاع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس کا دوہرا ثواب ملے گا ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا۔" ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بچے یتیم ہو گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی پرورش فرماتی تھیں۔ ❷

یتیموں کے مال کی نگہداشت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یتیموں کے مال کی حفاظت ونگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے۔﴿وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ الخ﴾ ❸ اس بنا پر صحابیات نہ صرف ان کے مال کی حفاظت کرتی تھیں بلکہ اس کو ترقی دیتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یتیموں کے مال لوگوں کو دیتی تھیں کہ تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دیں۔ ❹

بچوں کی پرورش

صحابیات رضی اللہ عنہن بچوں کی پرورش میں اپنے عیش وآرام کو بھی فراموش کر دیتی تھیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہوئیں تو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچے تھے اس لئے انہوں نے یہ عزم بالجزم کر لیا کہ جب تک ان کی نشوونما کامل طور پر نہ ہو جائے گی وہ دوسرا نکاح نہ کریں گی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خود شکر گزارانہ لہجے میں اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری ولایت کا حق ادا کیا۔ ❺

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابیات رضی اللہ عنہن کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب تھے۔ لیکن بایں ہمہ جب آپ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے معذرت کی کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے میری آنکھوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہے اس لئے مجھے خوف ہے اگر میں شوہر کا حق ادا کروں گی تو بچوں کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑے گی اور اگر بچوں کی پرورش میں مصروف رہوں گی تو شوہر (یعنی اگر نکاح کر لوں گی) تو آپ کا حق ادا نہ کر سکوں گی۔" ❻

---

❶ بخاری: کتاب الزکاۃ' باب الزکاۃ علی الزوج والایتام فی الحجر' رقم ۱۴۶۶۔

❷ مؤطا: کتاب الزکاۃ' باب زکوۃ اموال الیتامیٰ والتجارۃ لھم فیھا، رقم ۱۳۔

❸ [۴/ النساء:۶]

❹ مؤطا: کتاب الزکاۃ' باب زکوۃ اموال الیتامیٰ والتجارۃ لھم فیھا، رقم ۱۴۔

❺ الطبقات:۸/ ۳۱۱۔

❻ الاصابۃ:۴/ ۵۰۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت

خاوند بیوی کے معاشرتی تعلقات پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال و اسباب اور گھر بار کی حفاظت کرے اور صحابیات رضی اللہ عنہن میں یہ دیانت پائی جاتی تھی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ وہ گھر میں تھیں کہ ایک غریب سوداگر آیا اور کہا کہ ''اپنے سایہ دیوار کے نیچے مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دیجیے۔'' وہ عجیب کش مکش میں مبتلا ہوئیں فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھی لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہیں دے سکتی تھیں۔ بولیں ''اگر میں اجازت دے دوں اور زبیر انکار کر دیں تو مشکل پڑے گی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے سوال کرو'' وہ اسی حالت میں آیا جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے اور کہا ''یا ام عبداللہ! میں محتاج آدمی ہوں آپ کی دیوار کے سایہ میں کچھ سودا بیچنا چاہتا ہوں'' بولیں ''تم کو مدینہ میں میرا ہی گھر ملتا تھا'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''تمہارا کیا بگڑتا ہے جو ایک محتاج کو بیع و شرا سے روکتی ہو؟'' وہ تو چاہتی تھیں اجازت دے دی۔ [1] وہ نہایت فیاض تھیں اس لئے صدقہ و خیرات کرنا بہت پسند کرتی تھیں لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال میں بلا اجازت تصرف نہیں کر سکتی تھیں۔ مجبوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ ''میں زبیر رضی اللہ عنہ کی آمدنی میں سے کچھ صدقہ کروں تو کیا گناہ کی بات ہے؟'' ارشاد ہوا جو کچھ ہو سکے دو۔'' [2]

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو ان میں سے ایک خاتون اٹھیں اور کہا کہ ہم اپنے باپ بیٹے اور شوہر کے محتاج ہیں ان کے مال میں سے ہمارے لئے کس قدر لینا جائز ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس قدر کہ کھاپی لو اور ہدیہ دو۔'' [3]

اگر چہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات رضی اللہ عنہن میں پایا جاتا تھا لیکن اس باب میں قریش کی عورتیں خاص طور پر ممتاز تھیں۔ چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ان کی اس خصوصیت کو ان الفاظ میں نمایاں کیا۔

((نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُنَّ عَلَى الْوَلَدِ وَاَرْعَاهُنَّ عَلَى الزَّوْجِ))

---

[1] مسلم: کتاب الادب، باب جواز ارداف المرأة الاجنبية اذا اعيت في الطريق، رقم ۵۶۹۲۔
[2] مسلم: کتاب الزکاة، باب الحث على الانفاق وكراهية الاحصاء، رقم ۲۳۷۸۔
[3] ابوداؤد: کتاب الزکوة، باب المرأة تصدق من بيت زوجها، رقم ۱۶۸۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں۔ بچوں سے محبت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہیں۔"

شوہر کی رضا جوئی

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہروں کی رضا مندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھیں۔ حضرت خولا رضی اللہ عنہا عطر فروش تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ "میں ہر رات کو خوشبو لگاتی ہوں۔ بناؤ سنگار کر کے دلہن بن جاتی ہوں اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جا کر سو رہتی ہوں لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہیں ہوتے اور منہ پھیر لیتے ہیں۔ پھر ان کو متوجہ کرتی ہوں اور وہ اعراض کرتے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا "جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو۔" ❶

ایک روز آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے تو فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ بولیں "میں نے اس کو اس لئے بنایا ہے کہ آپ کے لئے بناؤ سنگار کروں۔ ❷

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہننے سے منع فرمایا۔ بولیں "اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگھار نہ کرے گی تو اس کی نگاہ سے گر جائے گی۔" ❸

شوہر کی محبت

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابو العاص سے ہوئی تھی۔ وہ حالت کفر میں تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آ گیا۔ اور وہ گرفتار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران جنگ کو فدیہ لے کر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک یادگار ہار جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو رخصتی کے وقت دیا تھا' ابو العاص کے فدیہ میں بھیج دیا۔ ❹

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش کو اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو فرط محبت سے چیخ اٹھیں۔ ❺

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اہل و عیال کے ساتھ بہت زیادہ شغف نہ تھا۔ تاہم ان کی بیوی حضرت

---

❶ اسد الغابۃ: ۵/۴۳۲، ۵۴۸۔ ❷ ابو داؤد: کتاب الزکوٰۃ' باب الکنز ما ھو وزکاۃ الحلی' رقم ۱۵۶۵۔

❸ نسائی: کتاب الزینۃ' باب الکراھیۃ للنساء فی اظھار الحلی والذھب' رقم ۵۱۴۵۔ ❹ ابو داؤد: کتاب الجھاد' باب فی فداء الاسیر بالمال' رقم ۲۶۹۲۔ ❺ ابن ماجہ: کتاب الجنائز' باب ماجاء فی البکاء علی المیت' رقم ۱۵۹۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عاتکہ رضی اللہ عنہا روزے کے دنوں میں بھی فرط محبت سے ان کے سر کا بوسہ لیتی تھیں۔ 1

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے نہایت محبت تھی چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے ایک پردرد مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

فَاٰلَیْتُ لَاتَنفَکُ عَیْنِیْ حَزِیْنَۃً عَلَیْکَ وَلَا یَنفَکُ جِلْدِیْ اَغْبَرَ

''میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا۔''

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔ دعوت ولیمہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شریک تھے۔ انہوں نے عاتکہ رضی اللہ عنہا کو یہ شعر یاد دلایا تو رو پڑیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو ان کا بھی نہایت پردرد مرثیہ لکھا۔ اس کے بعد ان سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور وہ بھی شہید ہوئے تو عاتکہ رضی اللہ عنہا نے ان کا بھی مرثیہ لکھا۔ 2

شوہر کی خدمت

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہروں کی خدمت نہایت دل سوزی کے ساتھ کرتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوایا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ادا فرماتی تھیں۔ 3 ایک مرتبہ آپ کمبل اوڑھ کر مسجد میں آئے۔ ایک صحابی نے کہا'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دھبہ نظر آتا ہے۔'' آپ نے اس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کٹورے میں پانی منگایا خود اپنے ہاتھ سے دھویا اور خشک کیا اور اس کے بعد آپ کے پاس بھیج دیا۔ 4 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھتے یا احرام کھولتے تھے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے جسم مبارک میں خوشبو لگاتی تھیں۔ 5

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی ہدی بھیجتے تھے تو وہ ان کے گلے کا قلادہ بٹتی تھیں۔ 6

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب تمام دنیا کی خدمت واعانت سے محروم ہو جاتے تھے تو اس بے کسی کی

1 موطا: کتاب الصیام، باب ما جاء فی الرخصۃ فی القبلۃ للصائم، رقم ۱۵۔ 2 اسد الغابۃ: ۵/ ۴۹۷، ۴۹۸۔

3 ابوداؤد: کتاب الطہارۃ، باب غسل السواک، رقم ۵۲۔ 4 ابوداؤد: کتاب الطہارۃ، باب الاعادۃ من النجاسۃ تکون فی الثوب، رقم ۳۸۸۔ 5 ابوداؤد: کتاب المناسک، باب الطیب عند الاحرام، رقم ۱۷۴۵۔

6 ابوداؤد: کتاب المناسک، باب من بعث بھدیہ واقام، رقم ۱۷۵۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حالت میں صرف ان کی بیویاں ان کا ساتھ دیتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی بنا پر حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے اور آخر میں تمام مسلمانوں کی طرح ان کی بیوی کو بھی تعلقات کے منقطع کر لینے کا حکم دیا۔ تو وہ حاضر خدمت ہوئیں اور کہا کہ ''وہ بوڑھے آدمی ہیں۔ ان کے پاس نوکر چاکر نہیں۔ اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے۔'' ارشاد ہوا ''نہیں۔'' [1]

عورت کتنی ہی اطاعت گزار اور فرماں بردار ہو لیکن اگر اس سے تعلقات منقطع کر لئے جائیں تو وہ شوہر کی طرف مائل نہیں ہو سکتی۔ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے ظہار کیا یعنی ایک مدت معینہ کے لئے ان کو اپنے اوپر حرام کر لیا تاہم اس حالت میں بھی وہ ان کی خدمت گزاری میں مصروف رہتی تھیں۔

[1] بخاری: کتاب المغازی: باب حدیث کعب بن مالک، رقم ۴۴۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرز معاشرت

غربت وافلاس

ابتدائے اسلام میں صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھیں جس کا اثر ان کے لباس' مکان' اثاث البیت اور سامان آرائش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا۔

لباس

صحابیات رضی اللہ عنہن کو کپڑوں کی نہایت تکلیف تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادب و حیا سے جسم کے ہر حصہ کو چھپانا چاہا لیکن ناکامی ہوئی۔ سر ڈھانپتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے۔ پاؤں ڈھکتی تھیں تو سر کھل جاتا تھا۔ ❶ بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کو تو چادر بھی میسر نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابیات رضی اللہ عنہن کو عیدگاہ میں جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ''اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟'' ارشاد ہوا کہ ''اس کو دوسری عورت اپنی چادر میں لے لے۔'' ❷

شادی بیاہ میں غریب سے غریب آدمی بھی دلہن کے لئے اچھا جوڑا بنواتا ہے لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی۔ شادی بیاہ میں جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اس کو مستعار منگوا لیتی تھی۔ ❸

مکان

غربت و افلاس کی وجہ سے صحابیات رضی اللہ عنہن کے مکان نہایت مختصر پست اور کم حیثیت ہوتے تھے۔ گھروں میں جائے ضرورت تک نہ تھی۔ ❹ اس لئے راتوں کو صحرا میں جانا پڑتا تھا دروازوں پر پردے بھی نہ تھے۔ ❺ راتوں کو جلانے کے لئے چراغ تک میسر نہ تھا۔ ❻

❶ ابوداؤد: کتاب اللباس' باب فی العبد ینظر الی شعر مولاتہ' رقم ۴۱۰۶۔

❷ ابوداؤد: کتاب اقامۃ الصلوۃ' باب ما جاء فی خروج النساء فی العیدین' رقم ۱۳۰۷۔

❸ بخاری: کتاب الھبۃ' باب الاستعارۃ للعروس عند البناء' رقم ۲۶۲۸۔

❹ بخاری: کتاب المغازی' باب حدیث الافک' رقم ۴۱۴۱۔

❺ ابوداؤد: کتاب الادب' باب فی الاستیذان فی العورات الثلاث' ۵۱۹۲۔ ❻ صحیح بخاری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھر کا سامان

صحابیات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں نہایت مختصر سامان ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ میاں بیوی دونوں کے لئے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا۔ [1] اور وہ بھی کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔

زیورات

صحابیات رضی اللہ عنہن نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھیں۔ احادیث کی کتابوں کے تتبع و استقرا سے بازو بند' کڑے' بالی' ہار' انگوٹھی اور چھلے کا پتہ چلتا ہے۔ لونگ کا ہار بھی پہنتی تھیں جن کو عرب سخاب کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہار جو سفر میں گم ہو گیا تھا وہ مہرۂ یمانی کا تھا۔ [2]

سامان آرائش

صحابیات رضی اللہ عنہن سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھیں۔ زچہ خانہ (بچے کی پیدائش کے بعد عورت جب پاک ہو کر غسل کرتی ہے) سے نکلتی تھیں تو منہ پر ورس (ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھیں کہ چہرہ سے داغ دھبے مٹ جائیں۔ [3] خوشبو میں زعفران' عطر اور سک کا استعمال کرتی تھیں۔ سک ایک قسم کی خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے۔

اپنا کام خود کرنا

صحابیات رضی اللہ عنہن خانہ داری کے کاموں کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں اور اس میں سخت سے سخت تکلیفیں برداشت کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ مشکیزے میں پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہو گیا تھا۔ جھاڑو دیتے دیتے کپڑے میلے ہو گئے تھے۔ [4]

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن باری باری گھر کا کام دھندا خود کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ انہوں نے جو پیسے اور اس کی روٹی پکائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے میں دیر ہو گئی تو سو گئیں۔ آپ آئے تو جگایا۔ [5] حضرت اسماء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی

---

[1] ابوداؤد: کتاب الطھارۃ' باب فی الرجل یصیب منھا ما دون الجماع' رقم ۲۶۹۔
[2] ابوداؤد: کتاب الطھارۃ' باب التیمم' رقم ۳۲۰۔
[3] ابوداؤد: کتاب الطھارۃ باب ماجاء فی وقت النفساء' رقم ۳۱۱۔
[4] ابوداؤد: کتاب الخراج' باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسھم ذی القربیٰ' رقم ۲۹۸۸۔
[5] الادب المفرد' باب لا یؤذی جارہ' رقم ۱۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھیں اور ان کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی وہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر میں کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خود باغوں میں جا جا کر گھوڑے کے لئے گھاس لاتی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سائیسی کے لئے ایک غلام بھیجا تو انہوں نے اس خدمت سے نجات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک قطعہ زمین بطور جاگیر کے دیا تھا جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا روز وہاں جاتیں اور وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنی سر پہ لاتیں۔ اور ان کو کوٹ کر کنویں سے ان کی پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتیں۔

گھر کے دوسرے کام ان کے علاوہ تھے' خود پانی لاتیں' مشک پھٹ جاتی تو اس کو سیتیں' آٹا گوندھتیں' روٹی پکاتیں۔ (1) گھر کے کام دھندے کے علاوہ صحابیات رضی اللہ عنہن بعض صنعتی کام بھی کرتی تھیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طائف کی ادھوڑی بناتی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کی مالی حالت تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بہتر تھی۔ (2) بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کپڑے بنتی تھیں۔ (3)

پردہ

عہد نبوت میں اگرچہ سخت پردہ رائج نہ تھا۔ تاہم عورتیں بالکل بے پردہ اور آزاد بھی نہ تھیں۔ محفہ میں سفر کرتی تھیں۔ (4) نقاب پوش رہتی تھیں۔ (5) اور غیر محرم سے پردہ کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے زمانہ میں جب لوگ ہمارے سامنے سے گزرتے تھے تو ہم چہرے پر چادر ڈال لیتی تھیں۔ جب لوگ گزر جاتے تو پھر منہ کھول لیتی تھیں۔ (6)

ایک مرتبہ حضرت افلح بن ابی القیس رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرنے کے لئے آئے وہ پردہ میں چھپ گئیں۔ بولے "تم مجھ سے پردہ کرتی ہو میں تو تمہارا چچا ہوں" بولیں کیوں کر؟ بولے: میرے بھائی کی بیوی نے تم کو دودھ پلایا ہے۔ بولیں "مرد نے تو دودھ نہیں پلایا۔" (7)

---

(1) مسلم: کتاب السلام' باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ، رقم ۵۶۹۳۔ مسند امام احمد: ۶/ ۳۴۷۔

(2) اسد الغابۃ: ۵/ ۴۴۰۔ الاصابۃ: ۴/ ۲۸۶۔ (3) اسد الغابۃ: ۸/ ۲۱۳ تحت اسم کعیبہ۔ الاصابۃ ۴/ ۳۹۶، رقم ۱۲۶۔ نسائی: کتاب الزینۃ' باب لبس البرود رقم ۵۳۲۳۔

(4) ابوداؤد: کتاب المناسک' باب فی الصبی یحج، رقم ۱۷۳۶۔

(5) ابوداؤد: کتاب المناسک' باب ما یلبس المحرم' رقم ۱۸۲۵ (6) ابوداؤد: کتاب المناسک باب المحرمۃ تغطی وجھھا رقم ۱۸۳۳۔ (7) ابوداؤد: کتاب النکاح' باب فی لبن الفحل، رقم ۲۰۵۷۔ بخاری کتاب النکاح' باب لبن الفحل' رقم ۵۱۰۳۔ مسلم کتاب الرضاع' باب تحریم الرضاعۃ من ماء الفحل' رقم ۳۵۷۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا شہید ہوا۔ وہ نقاب پہن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو دیکھ کر کہا ''بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پوش ہو کر؟'' بولیں: ''میں نے اپنے بیٹے کو کھو دیا ہے' شرم و حیا کو تو نہیں کھویا۔'' [1]

ہمارے زمانہ میں پردہ ایک رسمی سی چیز ہے۔ مثلاً ایک عورت کسی محرم سے رسماً پردہ کرتی ہے تو اس سے لازمی طور پر ہمیشہ پردہ کرے گی۔ لیکن دو چار بار کسی نامحرم کے سامنے آنے کا اتفاق ہو گیا تو پھر اس کے لئے پردہ کی تمام قیود توڑ دی جاتی ہیں۔ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن رسمی پردے کی پابند نہ تھیں ان کا پردہ بالکل شرعی تھا۔ اگر شریعت اجازت دیتی تھی تو وہ کسی کے سامنے آتی تھیں اور جب شرعی موانع پیدا ہو جاتے تھے تو اس سے پردہ کرنے لگتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے کہ غلاموں سے پردہ ضروری نہیں اس لئے وہ حضرت ابوعبداللہ سالم رضی اللہ عنہ کے سامنے جو نہایت متدین غلام تھے آتی تھیں اور ان سے بے تکلف باتیں کرتی تھیں۔ ایک دن ابوعبداللہ سالم رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ ''اللہ تعالیٰ نے آج مجھے آزاد کر دیا'' چونکہ اب وہ غلام باقی نہیں رہے اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کرنا شروع کر دیا اور پھر عمر بھر ان کے سامنے نہ ہوئیں۔ [2]

---

[1] ابوداؤد: کتاب الجہاد' باب فضل قتال الروم علی غیرھم من الامم، رقم ۲۴۸۸۔

[2] النسائی: کتاب الطہارۃ' باب مسح المرأۃ رأسھا، رقم ۱۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملات

ادائے قرض کا خیال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیوں لیتی ہیں؟ بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "کہ جو بندہ قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اس کے لئے مددگار مقرر کر دیتا ہے" تو میں اسی مددگار کی جستجو کرتی ہوں۔ ❶

قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک غلام کو مکاتب بنایا۔ اس نے جب بدل کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس میں کچھ کمی کر دیجئے۔ انہوں نے کم کر دیا۔ ❷

تقسیم وراثت میں دیانت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چند کھجور کے درخت ہبہ کئے تھے لیکن اب تک ان کا قبضہ نہیں ہوا تھا اس لئے ہبہ نامکمل تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونے لگا تو فرمایا کہ "میں نے تم کو جو درخت ہبہ کئے تھے اگر تمہارا ان پر قبضہ ہو جاتا تو وہ تمہاری ملکیت ہو جاتے لیکن آج وہ میرے ترکہ میں داخل ہیں جس کے وارث تمہارے بھائی اور بہنیں ہیں اس لئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کر لو۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ اگر "اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو میں وہ بھی چھوڑ دیتی۔" ❸

---

❶ مسند احمد: ۶/۹۹۔ ❷ طبقات ابن سعد: تذکرہ مصباح بن سرحس
❸ موطا امام مالک: کتاب الاقضیۃ، باب مالا یجوز من النحل، رقم ۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدمات

سیاسی خدمات میں صحابیات رضی اللہ عنہن کی کوئی قابل ذکر خدمت نہیں ہے۔صرف الاصابہ میں تذکرۂ شفاء بنت عدویہ رضی اللہ عنہا کے تحت اس قدر لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی رائے کو مقدم سمجھتے تھے' ان کی عزت کرتے تھے اور بازار کی بعض خدمتیں بھی ان سے متعلق تھیں۔لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات رضی اللہ عنہن نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے جس کی تفصیل ذیل کے عنوانات سے معلوم ہوگی۔

دینی خدمات

اشاعت اسلام

مذہبی خدمات میں اشاعت اسلام سب سے اہم ہے اور اس میں ابتدائے اسلام ہی سے صحابیات رضی اللہ عنہن کی مساعی جمیلہ کا کافی حصہ شامل ہے۔چنانچہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں جو آغاز اسلام میں مخفی طور پر قریش کی عورتوں کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھیں۔قریش کو ان کی مخفی کوششوں کا حال معلوم ہوا تو ان کو مکہ سے نکال دیا۔ [1]

ایک غزوہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پیاس سے بیتاب ہو کر پانی کی تلاش میں نکلے تو حسن اتفاق سے ایک عورت مل گئی جس کے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔صحابہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور آپ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا۔اگر چہ آپ نے اسی وقت اس کو پانی کی قیمت دلوادی تاہم صحابہ پر اس کے احسان کا یہ اثر تھا کہ جب اس عورت کے گاؤں کے آس پاس حملہ کرتے تو خاص اس کے گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے۔اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا کہ اس نے اپنے تمام خاندان کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے۔ [2]

حضرت ام حکیم بنت الحارث کی شادی عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی۔وہ خود تو فتح مکہ کے دن اسلام لائیں لیکن ان کے شوہر بھاگ کر یمن چلے گئے۔حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا نے یمن کا سفر کیا اور ان کو دعوت اسلام دی۔وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۸/ ۴۶۶، رقم ۱۳۴۷۔ اسد الغابۃ: ۵/ ۵۹۴۔

[2] بخاری: کتاب التیمم 'باب الصعید الطیب وضوء المسلم' رقم ۳۴۴۔ مسلم: کتاب المساجد باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ' رقم ۱۵۶۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے۔ ❶

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حالت کفر میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہا لیکن انہوں نے کہا، تم کافر ہو اور میں مسلمان، نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر اسلام قبول کرلو تو وہی میرا مہر ہوگا اس کے سوا تم سے کچھ نہ مانگوں گی چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام ہی ان کا مہر قرار پایا۔ ❷

نومسلموں کی کفالت

ابتدائے اسلام میں جو لوگ اسلام لاتے تھے ان کو مجبوراً اپنے گھر بار اہل و عیال اور مال و جائداد سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا۔ اس بنا پر اس وقت اشاعت اسلام کے ساتھ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ان نومسلموں کی کفالت کی جائے اور صحابیات رضی اللہ عنہن اس میں نمایاں حصہ لیتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کا گھر ان نومسلموں کے لئے گویا مہمان خانہ بن گیا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو ان کے یہاں صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ❸ کہ ان کے گھر مہمانوں کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت درہ رضی اللہ عنہا بنت ابولہب بھی نہایت فیاض تھیں اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ ❹

خدمت مجاہدین

جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بہ شوق غزوات میں شریک ہوتے تھے اسی طرح صحابیات رضی اللہ عنہن بھی خدا کی راہ میں ان سے پیچھے نہیں رہنا چاہتی تھیں۔ ان کے لئے سب سے زیادہ موزوں کام زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچانا تھا اور وہ اس خدمت کو نہایت خلوص اور دل سوزی سے انجام دیتی تھیں۔ غزوۂ خیبر میں متعدد صحابیات شریک جہاد ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال معلوم ہوا تو ناراضگی کے لہجے میں پوچھا "تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟" بولیں: "یا رسول اللہ! ہم اون کاتتی ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اعانت کرتی ہیں۔ ہمارے ساتھ زخمیوں کے دوا علاج کا سامان ہے لوگوں کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دیتی ہیں اور ستو گھول گھول کر پلاتی ہیں۔ ❺

❶ مؤطا: کتاب النکاح، باب نکاح المشرک اذا اسلمت زوجتہ قبلہ رقم ۱۱۴۳۔ الاصابۃ: ۸/ ۴۶۱، رقم ۱۳۲۱۔

❷ اسد الغابۃ: ۲/ ۲۳۲۔ ❸ مسلم: کتاب الطلاق، باب المطلقۃ البائن لا نفقۃ لھا، رقم ۳۶۹۷۔ ابوداؤد: کتاب الطلاق، باب فی نفقۃ المبتوتۃ، رقم ۲۲۸۴۔ ❹ الاصابہ: تذکرہ درہ رضی اللہ عنہا۔

❺ ابوداؤد: کتاب الجہاد، باب فی المرأۃ والعبد یحذیان من الغنیمۃ، رقم ۲۷۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ وہ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھیں کھانا پکاتی تھیں مریضوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ 1

غزوۂ احد میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شریک تھیں۔ وہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ 2

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم سب غزوات میں شریک ہوتے تھے۔ پانی پلاتے تھے' مجاہدین کی خدمت کرتے تھے اور مدینہ تک زخمیوں اور لاشوں کو اٹھا کر لاتے تھے۔ 3

حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خیمہ کھڑا کر رکھا تھا۔ جو لوگ زخمی ہو کر آتے تھے وہ اسی خیمے میں ان کا علاج کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تو ان کا علاج اسی خیمہ میں کیا گیا۔ 4

صحابیات رضی اللہ عنہن کی یہ خدمات خود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہایت قابل قدر خیال کی جاتی تھیں۔ اور خود خلفا بھی ان کا لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر رہ گئی تو کسی نے کہا کہ اپنی بیوی ام کلثوم کو دے دیجئے بولے۔ ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہیں کیونکہ وہ غزوہ احد میں مشک بھر بھر کر پانی لاتیں تھیں اور ہم کو پلاتی تھیں۔ 5

خدمات مساجد

صحابیات رضی اللہ عنہن مساجد کی صفائی میں نہایت اہتمام کرتی تھیں۔ ایک بار کسی نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تھوک دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس قدر برہم ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایک صحابیہ اٹھیں اور اس کو مٹا دیا اور اس جگہ خوشبو لگائی آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "خوب کام کیا۔" 6

ایک صحابیہ تھیں جو ہمیشہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جھاڑو دیا کرتی تھیں۔ یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ

---

1 مسلم: کتاب الجہاد' باب النساء الغازیات یرضخ لھن ولا یسھم، رقم ۴٦٨٩۔ ابن ماجہ: کتاب الجہاد' باب العبید والنساء یشھدن مع المسلمین۔ رقم ۲۸۵٦ 2 مسلم: کتاب الجہاد' باب غزوۃ النساء مع الرجال، رقم ۴٦٨٣۔ بخاری: کتاب المغازی' باب اذ ھمت طائفتان منکم، رقم ۴۰٦۴۔ 3 بخاری: کتاب الجہاد' باب رد النساء الجرحی والقتلی، رقم ۲۸۸۳۔ 4 الاصابہ: ۴/۳۰۲، ۲۲۳۔ 5 بخاری: کتاب الجہاد' باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو' رقم ۲۸۸۱۔ 6 النسائی: کتاب المساجد' باب تخلیق المساجد' رقم ۷۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے اس کی نہایت قدر فرمائی۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو راتوں رات دفن کر دیا اور آپ کو اس کی اطلاع نہ دی۔ آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ ''مجھے کیوں نہیں خبر کی؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ حضور! آپ آرام فرما رہے تھے، ہم نے تکلیف دینا گوارا نہیں کیا۔ ❶

بدعات کا استیصال

بدعت دین کے لئے گھن کی طرح ہوتی ہے۔ اس لئے باا ثر صحابیات رضی اللہ عنہن ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھیں کہ نخل اسلام میں گھن نہ لگنے پائے مثلاً مسلمانوں میں غلاف کعبہ کی جو عزت و حرمت قائم ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے تو پرانا غلاف چرا چھپا کر خادموں کو کچھ دے دلا کر لے لیتے ہیں، اس کو تبرک سمجھ کر لے آتے ہیں اور مکانوں میں رکھتے ہیں، دوستوں کو بطور سوغات کے تقسیم کرتے ہیں، قرآن ان میں رکھتے ہیں، مسجدوں میں لٹکاتے ہیں اور مریض کو اس سے ہوا دیتے ہیں لیکن قرن اول میں یہ حالت نہ تھی۔ متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا کہ غلاف کو زمین میں دفن کر دیتا تھا کہ وہ ناپاک انسانوں کے کام کا نہ رہے۔ شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے جو اس زمانہ میں کعبہ کے کلید بردار تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واقعہ کو بیان کیا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول نے اس کا حکم نہیں دیا اور ممکن ہے کہ آئندہ اس سے سوء اعتقادات اور بدعات کا سر چشمہ پھوٹے اس لئے شیبہ سے کہا کہ ''یہ تو اچھی بات نہیں، تم برا کرتے ہو۔ جب غلاف کعبہ سے اتر گیا اور کسی نے اس کو ناپاکی کی حالت میں استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔ تم کو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالا کرو اور اس کی قیمت غریبوں اور مسافروں کو دے دیا کرو۔'' ❷

احتساب

جو چیز دین و اخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے شریعت کی اصطلاح میں اس کا نام احتساب ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے اس کے تین درجے مقرر فرما دیئے ہیں۔

((مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذَالِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ.)) ❸

---

❶ ابن ماجہ: کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوۃ علی القبر، رقم ۱۵۲۷۔ بخاری: کتاب الصلاۃ، باب کنس المسجد والتقاط الخرق والقذی والعیدان، رقم ۴۵۸۔ مسلم: کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی القبر، رقم ۲۲۱۵۔ ❷ عین الاصابہ بحوالہ سنن بیہقی۔

❸ مسلم: کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان، رقم ۱۷۷۔ ترمذی: کتاب الفتن، باب جاء فی تغیر المنکر بالید اوللسان اوالقلب، رقم ۲۱۷۲۔ النسائی: کتاب الایمان، باب تفاضل اھل الایمان، رقم ۵۰۱۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''تم سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر اس میں اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کا انکار کرے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔''

اور با اثر صحابیات رضی اللہ عنہن نے پہلے دونوں طریقوں سے اس دینی خدمت کو انجام دیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک گھر میں بطور مہمان آئیں۔ میزبان کی دو لڑکیوں کو جو جوان ہو چکی تھیں۔ دیکھا کہ بغیر چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہیں۔ تاکید کی کہ آئندہ کوئی لڑکی بغیر چادر اوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے۔ ❶

ایک دفعہ ان کے بھائی عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور معمولی طور پر جھٹ پٹ وضو کر کے جانے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ٹوکا کہ عبد الرحمٰن وضو اچھی طرح کیا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے کہتے ہوئے سنا ہے کہ وضو میں جو عضو نہ بھیگے اس پر جہنم کی پھٹکار ہو۔ ❷ ایک بار انہوں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی چادر میں صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں۔ اسی وقت ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کپڑوں کو دیکھتے تھے تو پھاڑ ڈالتے تھے۔ ❸

ایک بار ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبد الرحمٰن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئیں۔ اسی وقت غصہ سے دوپٹہ کو چاک کر دیا۔ پھر فرمایا۔ تم نہیں جانتیں کہ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے کیا احکام نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد گاڑھا موٹا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا۔ ❹

❶ مسند احمد: ۶/ ۹۶۔ ❷ مسند احمد: ۶/ ۳۸۵۔
❸ مسند احمد: ۶/ ۱۴۰۔ ❹ مؤطا: کتاب اللباس، باب ما یکرہ للنساء لبسہ من الثیاب، رقم ۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی خدمات

نرد بازی کی روک ٹوک

فتوحات عجم کے بعد عرب میں نرد بازی' شطرنج بازی اور مرغ بازی وغیرہ کا رواج ہوا تو صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس پر شدت کے ساتھ دارو گیر کی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کچھ کرایہ دار رہتے تھے۔ ان کی نسبت ان کو معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہیں تو سخت ناراض ہوئیں اور کہلا بھیجا کہ ''اگر نرد کی گوٹیوں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دو گے تو میں اپنے گھر سے نکلوا دوں گی۔'' [1]

شراب خواری کی روک ٹوک

فتح عجم کے بعد اہل عرب شراب کے جدید اقسام و نام سے آشنا ہوئے جن میں ایک باذق (یعنی بادہ) تھا چونکہ عربی میں شراب کو خمر کہتے ہیں اور اس کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے اس بنا پر لوگوں کو شبہ تھا کہ ان شرابوں کا کیا حکم ہے؟ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مجلس میں علی الاعلان کہہ دیا کہ ''شراب کے برتنوں میں چھوہارے تک نہ بھگوئے جائیں'' پھر عورتوں کی طرف خطاب کر کے کہا ''اگر تمہارے مٹکوں کے پانی سے بھی نشہ آئے تو وہ بھی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشی چیز سے منع فرمایا ہے۔'' [2]

مصنوعی بال لگانے کی ممانعت

قدیم زمانہ میں یہودیہ عورتوں میں جو بداخلاقیاں پھیل گئی تھیں ان میں ایک یہ تھی کہ جن عورتوں کے بال جھڑ جاتے تھے وہ مصنوعی بال لگا دیتی تھیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورتوں کو اس کی ممانعت فرما دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب مسلمان عورتوں نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی۔ چنانچہ ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ''میری بیٹی دلہن بنی ہے لیکن بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں۔ کیا مصنوعی بال جوڑ دوں؟'' فرمایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔'' [3]

---

[1] الادب المفرد: باب الادب واخراج الذین یلعبون بالنرد واھل الباطل، رقم ۱۲۱۰۔

[2] بخاری: کتاب الوضوء، باب لا یجوز الوضوء بالنبیذ ولا المسکر، رقم ۲۴۲۔ مسلم: کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام، رقم ۵۲۱۱۔ [3] مسند احمد: ۶/ ۱۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمی خدمات

علم تفسیر

قرآن مجید ایک ایسی مقدس اور ایک ایسی بزرگ ترین کتاب ہے کہ اگر اس کی ایک آیت بھی کسی کی شان میں نازل ہو جائے تو وہ اس کے شرف کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق قرآن مجید کی جو آیت نازل ہوئی تھی اس پر وہ فخر کیا کرتی تھیں۔

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہار گم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کو بھیجا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلے تو راستے میں نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی واپس آئے تو آپ سے اس کی شکایت کی۔ اس پر آیت تیمم نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت سمجھا اور ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

جَزَاکِ اللّٰهُ خَیْراً فَوَاللّٰهِ مَانَزَلَ بِکِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّاجَعَلَ اللّٰهُ لَکِ مِنْهُ مَخْرَجاً وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِیْنَ فِیْهِ بَرَکَةً ❶

''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ کو کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آیا جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نکلنے کا راستہ نہیں بتایا اور مسلمانوں کے لئے وہ ایک برکت بن گیا۔''

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ﴾ ❷

''اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑتی تھی۔''

اور اس نے ان کے رتبے کو اس قدر بلند کر دیا تھا کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد سے آرہے تھے۔ راہ میں ان سے ملاقات ہوگئی اور انہوں نے ان کو سلام کیا۔ بولیں ''اے عمر رضی اللہ عنہ میں نے تمہارا وہ زمانہ دیکھا ہے جب تم کو لوگ بازار عکاظ میں عمر کہتے تھے اور اب تو تمہارا لقب امیر المؤمنین ہے۔ پس رعایا کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الٰہی سے ڈرے گا وہ قیامت دور نہیں سمجھے گا اور جو موت سے ڈرے گا اس کو فوت ہو جانے کا خوف لگا رہے گا'' ایک شخص جو ساتھ میں تھے بولے بی بی تم نے تو امیر المؤمنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانے دو یہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ہیں اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے

---

❶ بخاری: کتاب النکاح' باب استعلاء الثیاب للعروس وغیرها ۵۱۶۴۔ ❷ ۵۸/المجادلۃ: ۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اوپر سے ان کی بات سن لی تھی۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو تو اور سننا چاہیے۔ ❶

لیکن جس کتاب کی ایک آیت بھی انسانی شرف وعزت کے لئے کافی ہے اس کا ایک خاص حصہ صحابیات رضی اللہ عنہن کے متعلق نازل ہوا ہے یعنی ایک مستقل سورۃ (نساء) خاص طور پر صحابیات کے احکام و معاملات کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ سورۂ نور کی متعدد آیتیں بھی انہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد آیتیں ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ اس بنا پر اگر چہ ان آیتوں اور ان سورتوں کے شان نزول اور ان کی تفسیر سے اکثر صحابیات کو تعلق ہے' تاہم عام طور پر تفسیر کے جو معنی سمجھے جاتے ہیں اور جس معنی کی رو سے ایک شخص کو مفسر کہا جاسکتا ہے اس کے لحاظ سے تمام صحابیات رضی اللہ عنہن میں صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم تفسیر میں اکابر صحابہ کی ہمسر ہیں اور انہوں نے نہایت دقیق آیتوں کی تفسیریں کی ہیں۔ ان سے احادیث کی کتابوں میں جو تفسیری روایتیں مذکور ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق ان کے دل میں کوئی بات کھٹکی ہے اور انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تفسیر کی ہے مثلاً ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا کہ ((مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ)) قیامت میں جس کا حساب ہوا اس پر عذاب ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ ❷ اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اعمال کی پیشی ہے۔ لیکن جس کے اعمال میں جرح قدح شروع ہوئی وہ برباد ہی ہوا۔" ❸

ایک دفعہ انہوں نے پوچھا: "یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔"

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ❹

"جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیا جائے گا اور تمام مخلوق اللہ تعالیٰ واحد قہار کے روبرو ہو جائے گی۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت پڑھی۔

﴿وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهِ﴾ ❺

"تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپٹے ہونگے۔"

اور پوچھا "لیکن جب زمین وآسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہاں ہونگے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صراط پر۔

---

❶ الاصابہ: ۴/۲۹۰، ۳۶۱۔ اسد الغابۃ: ۵/۴۴۳۔ ❷ [۸۴/الانشقاق: ۸]

❸ ماخوذ از سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ❹ [۱۴/ابراہیم: ۴۸] ❺ [۳۹/الزمر: ۶۷]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی ایک آیت ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ﴾ ❶

''وہ لوگ جو کام کرتے ہیں خوفزدہ دل سے کرتے ہیں وہ اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک تھا کہ جو چور ہے' بدکار ہے' شرابی ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے کیا وہ بھی اس سے مراد ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے وہ مراد ہے جو نمازی ہے' روزہ دار ہے' زکوٰۃ دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ دوسری وہ آیتیں ہیں جن کے متعلق دوسروں کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا ہے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے متعلق سوال کیا ہے جس کا انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے مثلاً:

① اعمال حج میں سے ایک کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق حسب ذیل الفاظ ہیں:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ﴾ ❷

''صفا اور مروہ کی پہاڑیاں شعائر الٰہی میں سے ہیں۔ پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ نہیں اگر وہ ان کا بھی طواف کرے۔''

عروہ نے کہا ''خالہ جان! اس کے تو یہ معانی ہوئے کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں'' فرمایا بھانجے تم نے ٹھیک نہیں کہا۔ اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا لَا جُنَاحَ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اگر ان کا طواف نہ کرو تو کچھ ہرج نہیں۔ اصل میں یہ آیت انصار کی شان میں نازل ہوئی ہے اوس و خزرج اسلام سے پہلے منات کی جے پکارا کرتے تھے۔ منات مشلل میں نصب تھا اس لیے صفا اور مروہ کے طواف کو وہ برا جانتے تھے۔ اسلام لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کرتے تھے اب کیا حکم ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''صفا اور مروہ کا طواف کرو اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔''

ابوبکر بن عبدالرحمٰن ایک محدث تھے' ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ تقریر معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا ''علم اس کو کہتے ہیں۔''

② قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔

❶ [۲۳/المؤمنون:۶۰] ❷ [۲/البقرۃ:۱۵۸]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْآ اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا﴾ ❶

''یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اوران کو خیال ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گئے تو ہماری مدد آ گئی۔''

عروہ نے پوچھا:''وَ کذبوا (جھوٹ بولے گئے) یعنی ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا یا کذبوا (وہ جھٹلائے گئے) فرمایا کذبوا (جھٹلائے گئے) عروہ نے کہا: اس کا تو ان کو یقین ہی تھا کہ وہ جھٹلائے گئے اوران کی قوم نے ان کی نبوت کی تکذیب کی۔ یہ ظن اور خیال تو نہ تھا اس لئے کذبوا (ان سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) صحیح ہے۔ بولیں:''معاذ اللہ! پیغمبران الٰہی اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اس نے ان سے امداد ونصرت کا جھوٹا وعدہ کیا۔'' عروہ نے پوچھا پھر آیت کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ پیغمبروں کے پیروؤں کے متعلق ہے کہ جب انہوں نے ایمان قبول کیا اور نبوت کی تصدیق کی اوران کی قوم نے ان کو ستایا اور مدد الٰہی میں ان کو تاخیر نظر آئی یہاں تک کہ پیغمبر اپنی قوم کے منکرین ایمان سے ناامید ہو گئے تو ان کو خیال ہوا کہ شاید اس تاخیر کے سبب سے مؤمنین بھی ہماری تکذیب نہ کر دیں کہ دفعتاً اللہ تعالیٰ کی مدد آ گئی۔

③ جس آیت پاک میں چار بیویوں تک کی اجازت دی گئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ ❷

''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے بارے میں تم انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو۔''

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑوں میں ربط نہیں معلوم ہوتا۔ یتیموں کے حقوق میں عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت میں باہم کیا تعلق ہے۔ چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیوں کے ولی ہو جاتے ہیں۔ ان سے موروثی رشتہ داری ہوتی ہے' وہ اپنی ولایت کے زور سے چاہتے ہیں کہ ان سے نکاح کر کے ان کی جائداد پر قبضہ کر لیں اور چونکہ ان کی طرف سے کوئی بولنے والا نہیں ہوتا اس لئے مجبور پا کر اس کو ہر طرح دباتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو خطاب کرتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیوں کے معاملے میں انصاف سے پیش نہ آ سکو تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے دو' تین' چار نکاح

❶ [۱۲/یوسف:۱۱۰] ❷ [۴/النساء:۳]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرلو۔ مگر ان کو نکاح کر کے اپنے قابو میں نہ لے آؤ۔

﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ 1

''ان لڑکیوں کی نسبت لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہے اس کتاب (قرآن) میں جو کچھ تم لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا ہے ان یتیم لڑکیوں کی نسبت جن کو نہ تو تم ان کے مقررہ حقوق دیتے ہو اور نہ خود ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔''

اسی سائل نے اس کے بعد اس آیت کا مطلب دریافت فرمایا کہ اس آیت میں یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ قرآن میں پہلے جو کچھ ان کے بارے میں پڑھ کر سنایا گیا ہے' اس سے وہی آیت مراد ہے۔ یہ حکم ان اولیا سے متعلق ہے جو یتیم لڑکیوں کو نہ خود اپنے نکاح میں لاتے ہیں کہ وہ حسن سے محروم ہیں اور نہ دوسروں سے ان کا نکاح کر دینا پسند کرتے ہیں کہ جائداد مشترکہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے۔

⑤ اس آیت کے مطلب میں لوگوں کو اختلاف ہے۔

﴿مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ﴾ 2

''جو تونگر ہو اس کو اس سے بچنا چاہیے اور جو تنگدست ہو وہ قاعدے کے مطابق اس سے لے لے۔''

یہ آیت اولیائے یتامیٰ کی شان میں ہے کہ اگر محتاج ہوں تو یتیموں کے مال میں سے لے کر کھا سکتے ہیں لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حسب ذیل آیت سے منسوخ ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۖ﴾ 3

''جو لوگ ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کھاتے ہیں۔''

لیکن اس آیت میں تو یہ سزا ان لوگوں کے لئے بیان کی گئی ہے جو ظلم کر کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس آیت میں کھانے کی اجازت ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو یتیموں کی جائداد کی دیکھ بھال کرتے ہیں' ان کا کاروبار سنبھالتے ہیں۔ اگر ولی صاحب استطاعت ہے تو اس کو اس خدمت کا معاوضہ نہ لینا چاہیے۔ اور اگر وہ مفلس اور تنگ دست ہے تو قاعدے کے مطابق

1 [۴/النساء:۱۲۷] 2 [۴/النساء:۶] 3 [۴/النساء:۱۰]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسب حیثیت لے سکتا ہے۔اس تفسیر کی بنا پر دونوں آیتوں میں کوئی تخالف نہیں ہے۔

⑥ عورت کو اگر اپنے شوہر سے شکایت ہو تو اس موقع کی آیت یہ ہے۔

﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ﴾ [1]

''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے ناراضامندی اور اعراض کا خوف ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ دونوں آپس میں صلح کر لیں اور صلح تو ہر حال میں بہتر ہے۔''

لیکن دفعِ ناراضی کے لئے صلح کرنا تو ایک عام بات ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس حکم کے نازل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''یہ آیت اس عورت کی شان میں ہے جس کا شوہر اس کے پاس زیادہ آتا جاتا نہیں یا بیوی سن سے اتر گئی ہے اور شوہر کی خدمت گزاری کے قابل نہیں رہی ہے۔ زن وشوئی کے باہمی فرائض انجام دینا ایک فرض دینی ہے لیکن اس خاص حالت میں اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور اپنے عام حقوق سے شوہر کو سبکدوش کر دے تو یہ باہمی مصالحت بری نہیں بلکہ قطعی علیحدگی سے بہتر ہے۔''

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور آیتوں کی تفسیریں بھی مروی ہیں لیکن ہم نے جن آیتوں کی تفسیریں درج کی ہیں ان سے دقت نظری کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو آیتیں عورتوں کے نکاح وطلاق کے معاملات سے تعلق رکھتی ہیں ان کا مطلب انہوں نے کس قدر صحیح سمجھا ہے اور کس طرح ان کو یاد رکھا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عورتیں اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہیں تو ان کو قرآن وحدیث کی صحیح تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے۔

علم اسرار الدین

علم اسرار الدین اس علم کو کہتے ہیں جس میں احکام شریعت کے علل واسباب اور ان کے حکم و مصالح بیان کئے جاتے ہیں اور یہ علم اس قدر دقیقہ سنجی پر مبنی ہے کہ صرف چند فقہائے صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اس کے اصول وقواعد ممہد کئے ہیں۔ باقی اس فن میں اور صحابہ کی مساعی جمیلہ کا حصہ بہت کم شامل ہے بالخصوص اس میں صحابیات رضی اللہ عنہن کے کارنامے تو بالکل نظر نہیں آتے لیکن تنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شریعت کے جن رموز واسرار کی گرہ کشائی کر دی ہے وہ دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن کی اس کی

[1] [النساء ۴/:۱۲۸]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کو پورا کر دیتی ہے بلکہ اس فن میں خود صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس علم کے متفرق مسائل احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسائل کی تعداد ان سے کئی گنا زیادہ ہے اور انہوں نے مذکورہ بالا صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہت زیادہ شریعت کے اسرار و مصالح کی پردہ کشائی کی ہے اور بہ کثرت مسائل کے علل واسباب بیان کئے ہیں۔ ❶ مثلاً عہد نبوت میں عورتوں کی اخلاقی حالت چونکہ قابل اعتماد تھی اس لئے ان کو حضور صلوٰۃ اور شرکت جماعت کی اجازت تھی لیکن جب اخیر زمانہ میں عورتوں کے نظام اخلاق میں انحطاط پیدا ہوگیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صاف صاف کہہ دیا۔

لَوْ اَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَ نِسَاءُ بَنِي اِسْرَائِيْلَ ❷

''عورتوں نے اپنی حالت میں جو تغیرات پیدا کر لئے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں۔''

قرآن مجید کی مکی اور مدنی سورتوں میں متعدد فروق وامتیازات ہیں۔ مثلاً جو سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں ان میں زیادہ تر عقائد اور وقائع اخروی کا ذکر ہے اور مدنی سورتوں میں بتدریج اوامر و نواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے کیونکہ اسلام ایک جاہل قوم میں آیا اس لئے اس کو پہلے خطیبانہ اور واعظانہ طریقہ سے جنت اور دوزخ کا حال سنایا گیا جب اس سے لوگ متاثر ہو چکے تو اسلام کے احکام و قوانین اور اوامر ونواہی نازل ہوئے۔ اگر زنا وشراب خوری وغیرہ سے اجتناب کا پہلے ہی دن مطالبہ کیا جاتا تو دفعتاً کون اس نامانوس آواز کو سنتا؟ اس قسم کے امتیازات وفروق کے دریافت کرنے پر یورپ کے علمائے مستشرقین کو بڑا ناز ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی دن اس راز کو فاش کر دیا تھا۔ صحیح بخاری میں ان سے مروی ہے۔

(اِنَّمَا نَزَلَ مَا اُنْزِلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيْهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتّٰى اِذَا ثَابَ النَّاسُ اِلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَزَلَ الْحَرَامُ وَالْحَلَالُ لَوْ نَزَلَ اَوَّلُ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ اَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوْا

❶ ماخوذ سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ❷ ابوداود: کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد والتشدید فی ذالک۔ رقم ۵۶۹۔ بخاری: کتاب الاذان باب انتظار الناس قیام الامام العالم رقم ۸۶۹۔ مسلم: کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المساجد رقم ۹۹۹۔ ترمذی: کتاب الجمعۃ باب فی خروج النساء فی العیدین رقم ۵۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَقَالُوْا لَانَدَعُ الزِّنَا اَبَدًالَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ وَاَنَا جَارِيَةٌاَلْعَبُ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُ هُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ﴾وَمَا نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ اِلَّاوَاَنَا عِنْدَهٗ) ❶

"قرآن کی سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ مفصل کی سورہ ہے جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو پھر حلال و حرام (کا حکم) اترا۔ اگر پہلے یہ (حکم) اترتا کہ شراب مت پیو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ (حکم) اترتا کہ زنا نہ کرو تو کہتے کہ ہم ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ مکہ میں جب میں کھیلتی تھی تو یہ (حکم) اترا کہ ان کے وعدہ کا دن قیامت ہے اور قیامت نہایت سخت اور نہایت تلخ چیز ہے سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء جب اتریں تو میں آپ کی خدمت میں تھی۔"

اسلام کے ظہور سے پہلے مدینہ میں قبائل باہم خانہ جنگیوں میں مصروف تھے جن میں ان کے اکثر ارباب ادعا جو اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے ہر نئی تحریک کی کامیابی میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے۔ قتل ہوگئے۔ انصار ان لڑائیوں سے اس قدر چور ہو گئے تھے کہ اسلام آیا تو سب نے اس کو اپنے لئے رحمت سمجھا۔ چونکہ ارباب ادعا کا طبقہ مفقود ہو چکا تھا اس لئے ان کی راہ میں کسی نے رکاوٹیں نہیں پیدا کیں۔ اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ میں اسلام کی ترقی کے راستے صاف کر دیئے تھے۔ یورپ کے فلسفۂ تاریخ نے آج اس نکتہ کو حل کیا ہے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پہلے ہم کو بتا دیا تھا۔

(كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ ﷺ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدِافْتَرَقَ مَلُوْكُهُمْ وَقُتِلَتْ سُرَاتُهُمْ وَجُرِحُوْافَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ فِي دُخُوْلِهِمِ الْاِسْلَامَ) ❷

"جنگ بعاث وہ واقعہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے پہلے ہی سے پیدا کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو انصار کی جمعیت منتشر ہوگئی تھی اور ان کے سردار مارے جا چکے تھے اس لئے اللہ نے اپنے رسول کے لئے ان کے حلقہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ واقعہ پہلے

❶ بخاری: کتاب فضائل القرآن' باب تالیف القرآن' رقم ۴۹۹۳۔

❷ بخاری کتاب: مناقب الانصار' باب القسامۃ فی الجاھلیۃ' رقم ۳۸۴۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی سے مہیا کر دیا تھا۔"

جن نمازوں میں چار رکعات ہوتی ہیں قصر کی حالت میں ان کی صرف دو رکعات ہوتی ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چار میں سے دو سہولت کی خاطر ساقط کر دی گئی ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ یہ بتاتی ہیں۔

فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْاَوَّلِ ❶

"مکہ میں دو رکعات نمازیں فرض تھیں۔ جب آپ نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کی گئیں اور سفر کی نماز اپنی قدیم حالت پر چھوڑ دی گئی۔"

عبادت کا تو اللہ تعالیٰ نے ہر وقت حکم دیا ہے لیکن احادیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز یعنی نفل و سنت بھی جائز نہیں اس لئے بظاہر اس ممانعت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ بیان فرماتی ہیں۔

وَهِمَ عُمَرُ اِنَّمَا نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ اَنْ يُتَحَرّٰى طُلُوْعُ الشَّمْسِ وَغُرُوْبُهَا. ❷

"عمر کو وہم ہوا آپ نے صرف اس طرح نماز سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص آفتاب کے طلوع یا غروب کے وقت کو تاک کر نماز نہ پڑھے۔"

یعنی آفتاب پرستی کا شبہ نہ ہو آفتاب پرستوں کے ساتھ وقت عبادت میں مشابہت نہ ہو۔

احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے اس بنا پر لوگ بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟ جواب دیا۔ حِيْنَ حَطَمَهُ النَّاسُ ❸ "یہ اس وقت تھا جب لوگوں نے آپ کو توڑ دیا یعنی آپ کمزور ہو گئے۔"

ابوداؤد اور مسلم میں ان سے اس قسم کی اور روایتیں بھی مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کبر سنی اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

ہجرت کے بعد جب نمازوں میں دو رکعات کی بجائے چار رکعات ہو گئیں تو مغرب میں یہ

❶ بخاری: کتاب مناقب الانصار، باب التاریخ من این ارخوا التاریخ، رقم ۳۹۳۵۔
❷ مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین، باب لا تحروا بصلوتکم طلوع الشمس ولا غروبها، رقم ۱۹۳۱۔
❸ ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ القاعد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اضافہ کیوں نہیں کیا گیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا یہ جواب دیتی ہیں۔

فَاِنَّھَا وِتْرُ النَّھَارِ [1]

''مغرب میں اضافہ نہ ہوا کیونکہ وہ دن کی وتر ہے۔''

یعنی جس طرح رات کی نمازوں میں تین رکعات وتر کی ہیں اسی طرح دن کی نمازوں میں وتر کی یہ تین رکعات ہیں۔

نماز فجر میں تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس میں رکعات اور زیادہ ہونی چاہییں لیکن دیگر نمازوں سے کم ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ یہ بیان فرماتی ہیں۔

وَصَلٰوۃُ الْفَجْرِ لِطُوْلِ قِرَاءَ تِھَا [2]

نماز فجر میں رکعات کا اضافہ اس لئے نہیں ہوا کہ دونوں رکعات میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی رکعات کی کمی کو لمبی قرأت نے پورا کر دیا۔

اہل جاہلیت عاشورا کا روزہ رکھتے تھے اور وہ فرضیت صوم سے پہلے اسلام میں بھی واجب رہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی روایت احادیث میں مذکور ہے لیکن وہ اس کی وجہ نہیں بیان کرتے کہ جاہلیت میں اس دن کیوں روزہ رکھا جاتا تھا۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا سبب یہ بیان فرماتی ہیں۔

کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ قَبْلَ اَنْ یُفْرَضَ رَمَضَانُ وَکَانَ یَوْمٌ تُسْتَرُ فِیْهِ الْکَعْبَةُ [3]

''اہل عرب رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس روز کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔''

باوجودیکہ آپ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے لیکن رمضان کے پورے مہینے میں آپ ﷺ نے تراویح نہیں پڑھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ بیان فرماتی ہیں کہ پہلے دن جب آپ نے مسجد میں تراویح ادا فرمائی تو کچھ اور لوگ بھی شریک ہو گئے۔ دوسرے دن اور زیادہ مجمع ہوا۔ تیسرے دن اور بھی لوگ جمع ہوئے چوتھے دن اتنا مجمع ہوا کہ مسجد میں جگہ نہ رہی لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے اور لوگ مایوس ہو کر چلے گئے۔ صبح کو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّهٗ لَمْ یَخْفَ عَلَیَّ شَاْنُکُمُ اللَّیْلَةَ وَلٰکِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ

---

[1] مسند احمد: ٦/ ٢٤١۔ [2] مسند احمد: ٦/ ٢٤١۔

[3] مسند احمد: ٦/ ٢٤٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَیۡکُمۡ صَلٰوۃُ اللَّیۡلِ فَتَعۡجِزُوۡا ❶

''رات تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر تراویح فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے قاصر رہو۔''

حج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا' بعض مقامات میں دوڑنا' کہیں کھڑا ہونا' کہیں کنکری پھینکنا' بظاہر فضول کام معلوم ہوتے ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

اِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالۡبَیۡتِ وَ بِالصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃِ وَرَمۡیُ الۡجِمَارِ لِاقَامَۃِ ذِکۡرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ❷

''خانہ کعبہ' صفا اور مروہ کا طواف' کنکریاں پھینکنا تو صرف اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے ہے۔''

قرآن مجید کے اشارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ بھی ایک طرز عبادت تھا۔ چونکہ حج یادگار ابراہیمی ہے اس لئے وہی طرز عبادت قائم رکھا گیا۔''

مکہ مکرمہ کے پاس محصب نام کی ایک وادی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایام حج میں قیام فرمایا تھا اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی اس میں قیام فرماتے رہے۔ اس بنا پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو سنن حج میں شمار کرتے تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو سنت نہیں سمجھتی تھیں اور آپ کے قیام کی وجہ یہ بیان فرماتی ہیں۔

اِنَّمَا نَزَلَہٗ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لِاَنَّہٗ کَانَ مَنۡزِلًا اَسۡمَحَ لِخُرُوۡجِہٖ

''آپ نے یہاں صرف اس لئے قیام کیا تھا کہ یہاں سے چلنے میں آسانی ہوتی ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو رافع بھی اس مسئلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہم زبان ہیں۔ ❸

ایک دفعہ آپ نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے۔ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اس حکم کو دائمی سمجھتے تھے لیکن متعدد صحابہ کے نزدیک یہ حکم وقتی تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان ہی لوگوں میں ہیں اور اس وقتی حکم کا سبب یہ بتاتی ہیں۔

❶ بخاری: کتاب التھجد' باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل والنوافل' ۱۱۲۹۔ مسند احمد: ۶/ ۲۳۲۔

❷ مسند احمد: ۶/ ۶۴۔ ❸ مسلم: کتاب الحج' باب استحباب النزول المحصب' رقم ۳۱۷۱، ۳۱۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا وَلٰکِنْ لَمْ یَکُنْ یُضَحِّی مِنْھُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ فَفَعَلَ ذٰلِکَ لِیُطْعِمَ مَنْ ضَحّٰی مَنْ لَمْ یُضَحِّ ❶

''یہ نہیں ہے کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد حرام ہو جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں کم لوگ قربانی کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کریں وہ ان لوگوں کو کھلائیں جنہوں نے قربانی نہیں کی ہے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہی حدیث امام مسلم نے ایک خبر کی صورت میں بیان کی ہے یعنی یہ کہ ایک سال مدینہ کے آس پاس دیہاتوں میں قحط پڑا اس سال آپ نے یہ حکم دیا دوسرے سال جب قحط نہیں رہا تو اس کو منسوخ فرما دیا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی روایت ہے۔ ❷

کعبہ کے ایک طرف کی دیوار کے بعد کچھ جگہ چھوٹی ہوئی تھی جس کو حطیم کہتے ہیں اور طواف میں اس کو بھی اندر داخل کر لیتے ہیں لیکن ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جو حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں اس کو طواف میں کیوں شامل کرتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ''یارسول اللہ! یہ دیواریں بھی خانہ کعبہ میں داخل ہیں؟ ارشاد ہوا ''ہاں عرض کی کہ پھر بناتے وقت لوگوں نے ان کو اندر کیوں نہیں کر لیا؟'' ''فرمایا تیری قوم کے پاس سرمایہ نہ تھا اس لئے اتنا کم کر دیا۔'' پھر عرض کی کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیوں رکھا؟ ''فرمایا یہ اس لئے تاکہ وہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں جس کو چاہیں روک دیں۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی لئے ادھر کے دونوں ارکان کو بوسہ نہیں دیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ اپنی اصلی اساس پر قائم نہیں ہے تو شریعت ابراہیمی کے مجدد کی حیثیت سے آپ کا فرض تھا کہ اس کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کرتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خود اس کی وجہ یہ بیان فرما دی کہ ''عائشہ رضی اللہ عنہا تیری قوم اگر کفر کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو ڈھا کر اساس ابراہیمی پر تعمیر کراتا۔ ❸

آج کل ہجرت کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ جا کر آباد ہو جانا خواہ وہ پہلے

❶ مسند احمد: ۱۰۲/۶۔ ❷ مسلم: کتاب الاضاحی، باب بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام و بیان نسخہ واباحتہ الی متی شاء، رقم ۵۱۰۳۔ ❸ مسلم، کتاب الحج، باب نقض الکعبۃ وبنائہا، رقم ۳۲۴۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جہاں آباد تھے کیسے ہی امن وامان کا ملک ہو لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی حقیقت یہ بتائی ہے۔

لَاهِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ يَفِرُّ اَحَدُهُمْ بِدِيْنِهٖ اِلَى اللّٰهِ رَسُوْلِهٖ مَخَافَةَ اَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ اَظْهَرَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهٗ حَيْثُ شَاءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ ❶

''اب ہجرت نہیں ہے ہجرت اس وقت تھی جب مسلمان اپنے مذہب کو لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے پاس ڈر سے دوڑتا آتا تھا کہ اس کو تبدیل مذہب کی بنا پر ستایا نہ جائے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا۔ اب مسلمان جہاں چاہے اپنے اللہ تعالیٰ کو پوج سکتا ہے۔ ہاں جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پیغمبر جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں لیکن اس کا اصلی سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ))لَوْلَا ذٰالِكَ اُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ خَشِيَ اَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا ❷

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) کہ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان میں ہوتی لیکن چونکہ اس کا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ نہ بن جائے اس لئے آپ حجرے ہی کے اندر مدفون ہوئے۔''

علم حدیث

محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پانچ طبقے قرار دیئے ہیں اور تقریباً ہر طبقے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن بھی شامل ہیں۔

① **پہلا طبقہ**: یعنی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں ایک ہزار یا ہزار سے زیادہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار اسی طبقے میں ہوتا ہے۔

❶ بخاری: کتاب مناقب الانصار' باب هجرة النبی واصحابہ الی المدینہ' رقم ۳۹۰۰۔

❷ بخاری: کتاب الجنائز' باب ماجاء فی قبر النبی' رقم ۱۳۹۰۔ مسند احمد ۶/۱۲۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

② **دوسرا طبقہ**: یعنی وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو یا پانچ سو سے زیادہ ہیں اس میں کوئی صحابیہ رضی اللہ عنہا شامل نہیں۔

③ **تیسرا طبقہ**: یعنی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں ایک سو یا سو سے زیادہ ہیں مگر پانچ سو سے کم ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اسی میں محسوب ہیں۔

④ **چوتھا طبقہ**: یعنی وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی تعداد روایت چالیس سے ایک سو تک ہے۔ اس طبقہ میں بکثرت صحابیات رضی اللہ عنہن شامل ہیں مثلاً ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا، ام عطیہ رضی اللہ عنہا انصاریہ، ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا، اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا، ام ہانی رضی اللہ عنہا۔

⑤ **پانچواں طبقہ**: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایتیں چالیس یا چالیس سے کم ہیں۔ اس طبقے میں بھی بکثرت صحابیات رضی اللہ عنہن شامل ہیں مثلاً حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا، حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا، حضرت سبرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم بنت حصین غفاری رضی اللہ عنہا، حضرت جداء بنت وہب رضی اللہ عنہا وغیرہ۔

فن درایت

روایت کے علاوہ حدیث کے متعلق درایت کی ابتدا صحابیات رضی اللہ عنہن ہی سے ہوئی۔

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بعض روایتوں پر درایۃً تنقید کی اور اس سے درایت کے خاص خاص اصول قائم ہوئے مثلاً ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی۔ ❶

کہ مردے پر اس کے اہل وعیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو انہوں نے درایتاً اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ خود قرآن مجید میں ہے۔

﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ ❷

''ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا''

گویا رونا اہل وعیال کا گناہ ہے اس کا عذاب مردے پر کیوں ہوگا؟ اس سے یہ اصول قائم ہوا کہ جو روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو وہ قبول نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ اس اصول کی رو سے انہوں نے متعدد روایتوں کی تنقید کی ہے۔ مثلاً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ خیال پھیل گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس کا ذکر آیا

❶ یہ روایتیں بہ ترتیب عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا علی الصحابہ صفحہ ۸۔۱۷۔۱۸۔۲۱ میں موجود ہیں آخیر روایت کے علاوہ اور روایتیں بخاری میں بھی ہیں۔ ❷ [۳۵/ فاطر:۱۸]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو بولیں جو شخص یہ روایت کرے وہ دروغ گو ہے اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ ❶

''اللہ تعالیٰ کو کوئی نگاہ پا نہیں سکتی اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے اور وہ لطیف اور خبیر ہے۔''

ان کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ ''نحوست عورت' گھوڑے اور گھر میں ہے۔'' تو انہوں نے اس کا انکار کیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا﴾ ❷

''زمین میں یا تمہارے اندر تمہیں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہیں۔''

غزوہ بدر میں جو کفار مارے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے مدفن پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔

((هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا)) ❸

''اللہ تعالیٰ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کو پالیا''

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ! آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟''

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

((مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَا يُجِيْبُوْنَ))

''تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب یہ روایت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں بلکہ یہ ارشاد فرمایا تھا۔

((اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ)) ❹

''وہ اس وقت یقینی طور پر یہ جانتے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا وہ سچ تھا''

اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کی یہ آیتیں پڑھیں۔

﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى......الآية﴾ ❺

''اے پیغمبر تو مردوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتا''

﴿وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ ❻

❶ [٦/الانعام:١٠٣] ❷ [٥٧/الحدید:٢٢]
❸ بخاری: کتاب المغازی' باب قتل ابی جہل' رقم ٣٩٧٩۔
❹ بخاری: کتاب المغازی' باب قتل ابی جہل' رقم ٣٩٧٩۔ ❺ [٢٧/النمل:٨٠] ❻ [٣٥/فاطر:٢٢]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"اور نہ ان کو جو قبر میں ہیں"

مطلب یہ ہے کہ ان دو آیتوں کی رو سے کفار آپ کی بات سن ہی نہیں سکتے تھے۔ ❶

عام طور پر لوگ متعہ کی حرمت میں احادیث پیش کرتے ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک شاگرد نے جواز متعہ کی روایت کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کا جواب حدیث سے نہیں دیا بلکہ فرمایا: "میرے تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے" پھر یہ آیت پڑھی۔"

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُونَ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ﴾ ❷

"جو لوگ کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بی بیوں یا لونڈیوں کے ان پر کوئی ملامت نہیں۔"

اس لئے ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہیں۔ ❸

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ "حرامی لڑکا تینوں (ماں، باپ، بچہ) میں بدتر ہے۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا یہ صحیح نہیں ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ "یا رسول اللہ! اس کے علاوہ وہ ولد الزنا بھی ہے۔" آپ نے فرمایا کہ وہ تینوں میں بدتر ہے یعنی اپنے ماں باپ سے زیادہ برا ہے۔" یہ ایک خاص واقعہ تھا عام نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ ❹

"کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔"

یعنی قصور تو ماں کا ہے بچہ کا کیا گناہ ہے جس کی بنا پر وہ ان سے برا قرار دیا جائے۔ ❺

علم فقہ

عہد نبوت میں علم فقہ کوئی مدون و مرتب علم نہ تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتے۔ سوال و استفسار کے ذریعہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مسائل دریافت کئے جا سکتے تھے لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اس لئے کہ قرآن مجید نے سوال کی ممانعت کر دی تھی آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے۔ مسند دارمی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

---

❶ بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جهل مدرقم ۳۹۸۰۔
❷ ۷۰/المعارج:۲۹، ۳۰۔ ❸ اصابہ از امام سیوطی بحوالہ امام حاکم۔
❹ [۳۵/فاطر:۱۸] ❺ اصابہ از امام سیوطی بحوالہ امام حاکم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے صرف تیرہ مسائل دریافت کیے جو کل کے کل قرآن مجید میں مذکور ہیں ❶ اس بنا پر آپ سے فقہی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تمام اعمال نبوی ﷺ مثلاً وضو' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے اور قرائن و امارات سے ان اعمال کے شروط و ارکان کو مباح' واجب اور منسوخ وغیرہ قرار دیتے تھے۔ ❷ لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو اس طرح سے فائدہ اٹھانے کا بہت کم موقع ملتا تھا۔ اس کے ساتھ جو فقہی مسائل عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ عام طور پر بیان بھی نہیں کیے جا سکتے تھے۔ اس لیے صحابیات رضی اللہ عنہن کو زیادہ تر آپ سے سوال و استفسار کی ضرورت پیش آتی تھی چنانچہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ ❸

''انصار یہ عورتیں کس قدر اچھی تھیں کہ تفقہ فی الدین سے ان کو حیا باز نہیں رکھ سکتی تھی۔''

غرض اس طریقہ تعلیم سے صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہن کو مختلف فوائد پہنچے اور اس طرح ان کے تین طبقے قرار پائے۔

① **مکثرین** وہ لوگ جن سے بکثرت مسائل منقول ہیں۔

② **مقلین** وہ لوگ جن سے بہت کم مسائل مروی ہیں۔

③ **متوسطین** وہ لوگ جو ان دونوں طبقوں کے بین بین ہیں۔

اور ان تینوں طبقوں میں صحابہ کے ساتھ جو صحابیات شامل ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

مکثرین میں جن کے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اگر ان کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو ہر ایک کے فتاویٰ سے ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان میں داخل ہیں۔

متوسطین میں جن کے فتاویٰ رسالوں کی صورت میں جمع ہو سکتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان میں شامل ہیں۔

مقلین جن سے صرف چند مسائل منقول ہیں ان میں بکثرت صحابیات رضی اللہ عنہن شامل ہیں مثلاً حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا' حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا' لیلیٰ بنت قانف رضی اللہ عنہا' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا' حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا' حضرت خولہ رضی اللہ عنہا' حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا' حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا' حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا' حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا وغیرہ۔

---

❶ سنن دارمی: الجزء الاول' باب کراھیۃ الفتیا: ۱/ ۵۱۔ ❷ حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/ ۲۹۶' فی تتمۃ۔
❸ مسلم: کتاب الحیض' باب استحباب استعمال المغتسلۃ من الحیض' رقم ۷۵۰۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

مناقب صحابیات رضی اللہ عنہن

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل کون ہے؟ کتاب وسنت کی پیروی کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفائے راشدین تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں افضل ہیں اور خود خلفا میں فضیلت کے مدارج ترتیب خلافت کی رو سے قائم ہوئے ہیں۔لیکن علامہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔اس مسئلہ کو انہوں نے اپنی کتاب ''الملل والنحل'' میں نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اسی سلسلہ میں ان آیات واحادیث کے جوابات بھی دیئے ہیں جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کا درجہ عموماً مردوں سے کم ہے۔لیکن اس وقت ہم ان مباحث میں پڑنا نہیں چاہتے بلکہ دینی اور اخلاقی حیثیت سے جو وجوہ فضیلت قائم ہو سکتی ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر صحابیات رضی اللہ عنہن کے مناقب میں صحیح احادیث نقل کر دیتے ہیں جن سے ثابت ہوگا کہ جن وجوہ کی بنا پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کی بنیاد قائم ہوئی ان میں ان کے ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہن بھی شامل ہیں۔

اسلام میں سب سے بڑی فضیلت پہلے اسلام لانے والے کی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فضائل میں یہ فضیلت سب سے نمایاں ہے لیکن اس فضیلت میں ان کے ساتھ دو عورتیں بھی شامل ہیں یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سمیۃ رضی اللہ عنہا یا ام ایمن رضی اللہ عنہا۔چنانچہ بخاری مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَامْرَاَتَانِ وَاَبُوْ بَكْرٍ [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام' دو عورتیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔''

پہلے اسلام لانے والوں کے بعد سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الھجرت ہے اور اس فضیلت میں تمام مہاجرات اولات صحابہ کی شریک ہیں۔چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری ''الملل والنحل'' میں لکھتے ہیں۔

فَلَسْنَا نَشُکُّ اَنَّ الْمُهَاجِرَاتِ الْاَوَّلَاتِ مِنْ نِسَاءِ الصَّحَابَةِ يُشَارِكْنَ الصَّحَابَةَ فِي الْفَضْلِ فَفَاضِلَةٌ وَمَفْضُوْلَةٌ وَفَاضِلٌ وَمَفْضُوْلٌ فَفِيْهِنَّ مَنْ

[1] بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ 'باب فضل ابی بکر رقم ۳۶۶۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَفْضُلُ كَثِيرًا مِنَ الرِّجَالِ وَفِي الرِّجَالِ مَنْ يَفْضُلُ كَثِيراً مِنْهُنَّ وَمَاذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْزِلَةً مِنَ الْفَضْلِ اِلَّا وَتَرَوْنَ النِّسَاءَ مَعَ الرِّجَالِ فِيهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ.﴾ [1]

''ہمیں اس میں شک نہیں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بی بیوں میں پہلے ہجرت کرنے والیاں فضیلت میں صحابہ کی شریک ہیں۔ان میں کسی عورت کو کسی عورت پر اور کسی مرد کو کسی مرد پر فضیلت حاصل ہے عورتوں میں بعض عورتیں بہت سے مردوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور اسی طرح مردوں میں بعض مرد بہت سی عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فضیلت کا کوئی درجہ ایسا نہیں بیان کیا جس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو شامل نہ کیا ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ''مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔''

اسلام میں سب سے پہلی ہجرت حبشہ کی ہجرت ہے اور اس ہجرت میں ایک صحابیہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا جس پر تمام مہاجرین حبشہ کو ناز تھا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہمیں مدینہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو ہم نے بھی اپنی قوم کے 52 یا 53 آدمیوں کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کشتی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سوء اتفاق سے کشتی حبش میں جا پڑی اور ان لوگوں کی ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقا سے ہوگئی۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا کہ ''ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھیجا ہے اور یہیں اقامت کا حکم دیا ہے تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو۔'' ان لوگوں نے وہاں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ جب خیبر فتح ہوا تو سب کے سب ایک ساتھ آئے اور خیبر ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ اس موقع پر ان کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ جو لوگ غزوہ خیبر میں شریک نہ تھے ان میں ان کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مال غنیمت میں حصہ نہیں دیا۔ ان لوگوں سے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ حبشہ سے آئی تھیں وہ ایک روز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور ان کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اسماء بنت عمیس' ان کا نام سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بحریہ (یعنی سمندر کی رہنے والی) ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں! ہم ہیں۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے' ہم تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق ہیں۔'' یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا برہم ہوئیں اور کہا'' کہ عمر تم غلط کہتے ہو اللہ تعالیٰ کی قسم تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

[1] الملل والنحل:۴/۱۲۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رہتے تھے اور آپ ﷺ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے اور ہم حبش کے دور ترین مبغوض زمین میں پڑے ہوئے تھے۔ ہمیں ایذا دی جاتی تھی، ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ صرف اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی ذات کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم نے جو کچھ کہا ہے جب تک اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے نہ کرلوں گی نہ کھانا کھاؤں گی۔ نہ پانی پیوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گی۔ کجروی نہ اختیار کرونگی اور اس واقعہ میں کوئی اضافہ نہ کروں گی" چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے اس واقعہ کو بیان کیا اور آپ نے اس کو سن کر فرمایا "وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہیں ہیں عمر اور ان کے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہے اور تم اہل کشتی کی دو ہجرتیں ہیں۔" حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ "(اس کے بعد) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور دوسرے کشتی والے جوق در جوق میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کو پوچھتے تھے ان کے لئے دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ مسرت خیز اور باعظمت نہ تھی۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بار بار مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے تھے۔" ❶

فضیلت کی ایک بڑی وجہ محبت رسول ہے اور اس محبت کی وجہ سے بعض صحابیات رضی اللہ عنہن کو وہ درجہ تقرب رسول حاصل ہوا جو صرف مخصوص صحابہ کو حاصل تھا۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے علاوہ سوائے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ماں) کے کسی عورت کے پاس تشریف نہیں لے جاتے تھے چنانچہ آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا "مجھے ان پر رحم آتا ہے کیونکہ ان کے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے۔" ❷ جس لطف و محبت کے ساتھ آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اسی لطف و محبت کے ساتھ وہ آپ کی خدمت گزاری بھی کرتی تھیں۔ بخاری کتاب الاستیذان میں ہے کہ جب آپ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے تو وہ آپ کے لئے بچھونا بچھا دیتیں آپ ﷺ آرام فرماتے جب سو کر اٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں حنوط کے ساتھ عرق بھی شامل کیا جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ ام حرام رضی اللہ عنہا کو بھی اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا، چنانچہ معمول تھا کہ جب آپ قبا کو تشریف لے جاتے تو ان کے پاس ضرور جاتے وہ اکثر کھانا پیش کرتیں اور آپ نوش فرماتے۔ آپ سو جاتے تو وہ آپ کے بالوں سے جوئیں نکالتیں۔ ❸

❶ بخاری: کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر ۴۲۳۰۔ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل جعفر بن ابی طالب و اسماء بنت عمیس و اھل سفینتھم رقم ۶۴۱۱۔ ❷ مسلم: کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ام سلیم ام انس، رقم ۶۳۱۹۔

❸ بخاری: کتاب الاستیذان، باب من زار قوما فقال عندھم رقم ۶۲۸۲۔ مسلم: کتاب فضل الغزو فی البحر رقم ۲۴۹۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخصوص صحابیات رضی اللہ عنہن کے علاوہ قومی حیثیت سے بھی بعض صحابیات کو بعض معاشرتی فضائل حاصل ہیں اور ان فضائل میں اس قبیلے کی تمام صحابیات رضی اللہ عنہن شامل ہیں مثلاً ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی تو انہوں نے یہ معذرت کی کہ ''میرا سن (عمر) زیادہ ہو گیا اور میرے لڑکے ہیں۔ (جن کی پرورش میرے لئے ضروری ہے)'' اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عموماً قریشی عورتوں کی یہ فضیلت بیان کی۔

((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ يَتِيمٍ فِي صِغَرِهٖ وَاَرْعَاه عَلٰى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهٖ)) 1

''شتر سوار عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں بچپن میں اپنے یتیم بچے سے محبت رکھتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔''

انصار کا قبیلہ اسلام میں ایک خاص درجہ فضیلت رکھتا ہے اور اس قبیلہ کے مرد وعورت دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکساں محبوب تھے چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''ایک بار انصار کی عورتیں اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب سے واپس آرہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور تین بار فرمایا کہ ''تم لوگ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔''

دوسری روایت میں ہے کہ ایک انصاریہ صحابیہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کو لے کر آئیں اور آپ نے ان سے گفتگو فرمائی۔ اور اس مسئلہ میں دوبار فرمایا کہ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم (انصار) تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔'' 2

ان فضائل کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی صحابیات رضی اللہ عنہن کی قدر ومنزلت کو قائم رکھا چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو تشریف لے جایا کرتے تھے آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آؤ چلیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کو جایا کرتے تھے اسی طرح ہم بھی ان کی ملاقات کر آئیں چنانچہ جب ان کے پاس پہنچے تو ام ایمن رو پڑیں' ان لوگوں نے کہا کیوں روتی ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو درجہ ہے وہ نہایت بہتر ہے بولیں ''میں اس لئے نہیں روتی کہ میں اس سے ناواقف ہوں بلکہ اس لئے روتی ہوں کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ

---

1 مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل نساء قریش' رقم ۶۴۵۶۔

2 بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی' باب قول النبی للانصار انتم احب الناس الی، رقم ۳۷۸۶۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گیا اس پر یہ دونوں بزرگ بھی رو پڑے۔ ❶

عام صحابیات رضی اللہ عنہن کے علاوہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو جو عزت حاصل تھی عورتوں کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سجدے میں گر پڑے۔ لوگوں نے کہا آپ اس وقت سجدہ کرتے ہیں؟ بولے ''جب قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرلیا کرو۔ پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی موت سے بڑھ کر قیامت کی کون سی نشانی ہوگی؟'' ❷ مقام صرف میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھے بولے کہ ''یہ میمونہ ہیں ان کا جنازہ اٹھاؤ تو مطلق حرکت و جنبش نہ دو'' ❸

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم عزت و محبت کی وجہ سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر اپنی جائدادیں وقف کرتے تھے چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار ہزار میں فروخت کیا گیا۔ ❹

خلفائے راشدین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نہایت ادب و احترام کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے تیار کرائے تھے۔ جب ان کے پاس کوئی میوہ اور کوئی کھانے کی عمدہ چیز آتی تو ان پیالوں میں بھر کر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ ❺

۲۳ھ میں جب حضرت عمر امیر الحجاج بن کر گئے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی نہایت عزت کے ساتھ ہمراہ لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سواریوں کے ساتھ کر دیا تھا یہ لوگ آگے پیچھے چلتے تھے اور کسی کو سواریوں کے قریب آنے نہیں دیتے تھے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن منزل پر اترتی تھیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کسی کو قیام گاہ کے قریب آنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ❻

عام مسلمان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ جو حسن عقیدت رکھتے تھے اس کا اندازہ اس

❶ مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ' باب من فضائل ام ایمن، رقم ۶۳۱۸۔
❷ ابوداؤد: کتاب الاستسقاء باب السجود عند الآیات، رقم ۱۱۹۷۔
❸ نسائی: کتاب النکاح' باب ذکر امر رسول اللہ فی النکاح' رقم ۳۱۹۸۔
❹ ترمذی: کتاب المناقب' باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوف، رقم ۳۷۵۰۔
❺ موطا: کتاب الزکوۃ' باب جزیۃ اھل الکتاب والمجوس، رقم ۴۴۔ ❻ الطبقات القسم الاول: ۹۵/۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہوسکتا ہے کہ لوگ عام طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں چھوٹے بچوں کو لاتے تھے اور وہ ان کے لئے دعائے برکت فرماتی تھیں۔ [1] حضرت عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دامن تربیت میں پرورش پائی تھی۔ ان کا بیان ہے کہ لوگ دور دور سے میرے پاس آتے تھے اور چونکہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تقرب حاصل تھا اس لئے بوڑھے میرے پاس آتے تھے جوان لوگ مجھ سے بھائی چارہ کرتے تھے اور مجھ کو ہدیہ دیتے تھے اور اطراف ملک سے خطوط بھیجتے تھے۔ [2]

غرض ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد دونوں کا درجہ یکساں بلند کیا اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور عام مسلمانوں نے اس درجہ کو قائم رکھا لیکن صحابیات رضی اللہ عنہن کو یہ درجہ صرف دین و اخلاق اور حسن معاشرت کی بنا پر حاصل ہوا تھا۔ آج بھی انہی چیزوں سے عورتیں اپنے درجے کو بلند کرسکتی ہیں۔

---

[1] الادب المفرد، باب الطيرة من الجن، رقم ۹۳۸۔
[2] الادب المفرد، باب الكتابة الى النساء وجوابهن، رقم ۱۱۵۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان عورتوں
کی بہادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان عورتوں کی بہادری

از علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

یورپ کے گولڈن ڈیڈس میں سب سے زریں کارنامہ ایک بہادر عورت کا واقعہ ہے جس نے موقع جنگ پر نپولین کے مقابلہ میں ایک سپاہی کا کام انجام دیا تھا۔ ۱۸۰۸ء میں جب نپولین بونا پارٹ پرتگال کی مہم سر کر چکا تو اپنے بھائی جوزف کو یہاں اپنا قائم مقام چھوڑ کر اسپین کی طرف بڑھا۔ دارالسلطنت آرگان کے شہر زرگوزا (سرقوسہ) میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا' اسپین نے جنگی طاقت کے علاوہ قومی جوش سے بھی اس فتنہ کو فرو کرنا چاہا' تمام ملک میں وطن اور قوم کی جے پکاری جانے لگی' اور ہر شخص اپنے ملک پر جان فدا کرنے پر مستعد ہو گیا۔ اس موقع پر جنس انسانی کے ایک کمزور اور نازک طبقہ نے بھی حتی الامکان وطن کے لئے جان فروشی کی۔

عورتوں اور ضعیف بچوں کی سرفروشی اور کیا ہو سکتی تھی! انہوں نے مجروح سپاہیوں کی خدمت کی۔ کونٹسٹ بیوریٹا نے عورتوں اور بچوں کی ایک پرفخر جماعت ترتیب دی جن کے ذمہ یہ کام لگایا کہ موقع جنگ پر سپاہیوں کو کھانا پہنچائیں' زخمی سپاہیوں کو میدان کارزار سے اٹھا لائیں اور ان کی تیمار داری اور مرہم پٹی کریں' اسی جنگی تاریخ کا ایک پرفخر واقعہ یہ ہے کہ اگسٹینا زرالوزا ایک دن ایک سپاہی کا کھانا لئے جاتی تھی کہ اثنائے راہ میں ایک خوفناک سین اس کو نظر آیا' عین معرکہ میں ایک گولہ انداز سپاہی کو گولی لگی اور وہ گر گیا۔ دوسرے سپاہی کھڑے ہیں اور ہمت کرتے ہیں کہ مقتول سپاہی کی جگہ کھڑے ہو کر دشمن کو ادھر آنے سے روکیں مگر بندوق کی گولیاں ان زوروں سے برس رہی تھیں کہ آگے بڑھتے ہوئے لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ بہادر اگسٹینا دوڑ کر مقتول سپاہی کی جگہ پر پہنچی اور اس توپ میں جس کو مقتول سپاہی نے ٹھیک دشمنوں کے نشانے پر رکھا تھا' دیا سلائی لگا دی اور اخیر معرکہ تک اس کا دست ہمت شل نہ ہوا اور وہ برابر کام کرتی رہی۔

اختتام جنگ پر اگسٹینا کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے شوہر کی طرف سے یہ خدمت ادا کی' جس کی مردہ لاش توپ کے پیچھے پڑی تھی۔ ملک و قوم نے اگسٹینا کی اس خدمت کو اس نگاہ عزت سے دیکھا کہ جب تک وہ زندہ رہی سلطنت سے اس کو وظیفہ ملتا رہا۔ یورپین ارباب قلم نے گولڈن ڈیڈس کے سب سے قیمتی اور قابل عزت سلسلہ واقعات میں اس کا ذکر کیا۔

جان آف آرک یورپ کی ایک بہادر عورت تھی' جس نے مردانہ لباس پہن کر بطور سپہ سالار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ۱۴۲۸ میں آرلینس کا محاصرہ کیا'' پیٹے'' کی لڑائی میں انگریزوں کو شکست دی اور چارلس ہفتم کو تخت پر بٹھایا۔ ۱۴۳۱ء میں اس جرم پر کہ اس میں یہ مافوق الفطرۃ قوت بزور سحر ہے' جلا دی گئی۔ جان کے کارناموں کی انتہائے شہرت یہ ہے کہ اسکول کا بچہ بچہ اس سے واقف ہے' اور اب ۱۹۲۰ میں یورپ نے اس کے ولیہ ہونے کو تسلیم کر لیا ہے۔

اس کے مقابلہ میں ہماری قومی تاریخوں میں اس قسم کے بیسیوں واقعات ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہمارے کان ان سے آشنا نہیں ہیں۔ اسلام سے پہلے بھی عرب میں یہ دستور تھا کہ معرکہ میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک رہتی تھیں۔ عورتوں اور بچوں کی جماعت صف جنگ سے پیچھے رہتی تھی' ان کا کام یہ ہوتا تھا کہ مجروح سپاہیوں کی تیمارداری کریں' گھوڑوں کی خدمت کریں' اپنے بہادر شوہروں کو آرام پہنچائیں' اسلاف کے تاریخی کارناموں کے رجز سے جوش پیدا کریں' غنیم کے مقتول سپاہیوں کے ہتھیار کھول لیں یا بھاگتوں کو گرفتار کریں اور قیدیوں کی حفاظت کریں۔

عرب کا مشہور شاعر عمرو بن کلثوم فخر کے لہجہ میں کہتا ہے:

عَلٰی آثَارِنَا بِیْضٌ حِسَانٌ　　نُحَاذِرُ اَنْ تَقْسِمَ اَوْتَهُوْنَا

''ہماری صف کے پیچھے حسین گوری عورتیں ہیں ہم کو برابر ڈر رہتا ہے کہ ان کی اہانت نہ ہو۔''

اَخَذْنَ عَلٰی بُعُوْلَتِهِنَّ عَهْداً　　اِذَا لَاقُوْا کَتَائِبَ مُعَلِّمِیْنَا

''اور دشمن ان پر قبضہ نہ پائیں۔ ان عورتوں نے میدان قتال میں جانبازی کا اپنے شوہروں سے عہد لے لیا ہے''

لِکَیْ یَسْلُبْنَ اَفْرَاسًا وَبِیْضاً　　وَاَسْرٰی فِی الْجَمَالِ مُقَرَّنِیْنَا

''وہ ہمارے ساتھ اس لئے رہتی ہیں تا کہ دشمنوں کے گھوڑے اور ہتھیار لے لیں اور دشمن کو گرفتار کر لیں۔''

ضَعَائِنُ مِنْ بَنِی جُشَمِ بْنِ بَکْرٍ　　خَلَطْنَ بَمِیْسَمٍ حَسَبًا وَدِیْنًا

''یہ جشم بن بکر کے خاندان کی عورتیں ہیں جن میں حسن کے ساتھ خاندانی عزت اور مذہب بھی ہے۔''

یَقُتْنَ جِیَادَنَا وَیَقُلْنَ لَسْتُمْ　　بُعُوْلَتَنَا اِذَا لَمْ تَمْنَعُوْنَا

''ہمارے گھوڑوں کی خدمت کرتی ہیں اور ان کا قول ہے کہ ''اگر تم مجھے دشمنوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ بچا سکو تو تم ہمارے شوہر نہیں۔"

اسلام میں بھی یہ قدیم دستور قائم رہا کہ جہاد میں برابر مردوں کے ساتھ ان کی عورتیں شریک رہتی تھیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ غزوہ احد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے مشک بھر بھر کر زخمی سپاہیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ ان کے ساتھ دو اور صحابیات حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام سلیط رضی اللہ عنہا بھی اس خدمت میں شریک تھیں۔

محدث ابونعیم نے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر میں فوج کے ساتھ چھ عورتیں بھی مدینہ سے چلی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر نہ تھی۔ جب معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب ونفرت کے لہجے میں ان سے فرمایا کہ تم کو کس نے فوج کے ساتھ آنے کی اجازت دی؟ ان عورتوں نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ساتھ دوائیں ہیں، ہم زخمیوں کو مرہم لگائیں گی، بدن سے تیر نکالیں گی اور کھانے کا انتظام کریں گی۔ فرمایا: ''ٹھہرو!'' جب خیبر فتح ہوا تو اور سپاہیوں کے ساتھ ان عورتوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے حصہ دیا۔ ❶

ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی عورتیں انہی خدمات کے لیے اکثر غزوات میں شریک رہی ہیں۔ ❷

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا اور دوسری عورتوں نے شہدا اور مجروحین کو احد کے میدان جنگ سے اٹھا کر مدینہ لانے کی خدمت انجام دی تھی۔ ❸ ام رفیدہ رضی اللہ عنہا صحابیہ کا ایک خیمہ تھا جس میں وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ❹

ام زیاد اشجعیہ رضی اللہ عنہا اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوہ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی۔ وہ میدان سے تیر اٹھا کر لاتی تھیں اور سپاہیوں کو ستو پلاتی تھیں۔ ❺ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے سات غزوات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے کھانا پکایا تھا۔ ❻

ابن جریر طبری ایک موقع پر لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے مقتولین کو ایک جگہ جمع کر کے صف

❶ ابوداود: کتاب الجهاد، باب في المرأة والعبد يحذيان من الغنيمة، رقم ۲۷۲۹۔

❷ ابوداود: کتاب الجهاد، باب في النساء يغزون، رقم ۲۵۳۱۔ مسلم: کتاب الجهاد، باب غزوة النساء مع الرجال، رقم ۴۶۸۲۔

❸ بخاری: کتاب الطب، باب هل يداوي الرجل المرأة والمرأة الرجل، رقم ۵۶۷۹۔

❹ ابن سعد: ۸/۲۱۳۔ الاصابة: ۴/۳۹۶، ۹۲۹۔

❺ ابوداود: کتاب الجهاد، باب في المرأة والعبد يحذيان من الغنيمة، رقم ۲۷۲۹۔

❻ مسلم: کتاب الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم، رقم ۴۶۹۰۔ ابن ماجه: کتاب الجهاد، باب العبيد والنساء يشهدن مع المسلمين، رقم ۲۸۵۶۔ الطبقات: ۸/۳۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پیچھے ڈال دیا اور جو لوگ مقتولین کی تجہیز وتکفین کے لئے متعین تھے وہ زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کرتے اور جو شہدا ہوتے ان کو دفن کر دیتے۔ "اغواث اور ارماث" کی لڑائیوں میں جو فتح قادسیہ کے سلسلہ میں لڑی گئی تھیں، عورتیں اور بچے قبر کھودتے تھے۔ ❶

قادسیہ کی لڑائی کا واقعہ ایک عورت جو موقع جنگ پر موجود تھی اس طرح بیان کرتی ہے کہ جب لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تو ہم اپنے کپڑے کس کس کر میدان جنگ کی طرف چلیں۔ ہمارے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ میدان میں جہاں کوئی مسلمان مجروح سپاہی نظر آیا اس کو اٹھا لیا۔ ❷

مذکورہ بالا واقعات سے دینی ولولہ، قومی ہمدردی، غیرت اور بہادری کے علاوہ ان خدمات کی بھی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو لڑائیوں میں عورتوں کے متعلق تھیں۔

① زخمیوں کو پانی پلانا۔

② فوج کے کھانے کا انتظام۔

③ قبر کھودنا۔

④ مجروح سپاہیوں کو معرکہ جنگ سے اٹھا لانا۔

⑤ زخمی سپاہیوں کی تیمارداری کرنا۔

⑥ ضرورت کے وقت فوج کو ہمت دلانا اور ان کی امداد کرنا۔

قرن اول کی تمام لڑائیوں کا مرقع ایک ایک کر کے تم اپنے سامنے رکھو، عموماً صف جنگ کے پیچھے تم عورتوں کو اپنے ادائے فرض میں مشغول پاؤ گے۔ مسلمان عورتوں کی سب سے آخری خدمت کے متعلق تفصیلی واقعات کی ضرورت ہے، جس سے یہ معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کا یہ کمزور طبقہ اس نازک خدمت کو کس خوبی سے انجام دیتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا عموماً غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ ❸ حضرت طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب اسلام لاء اور اپنی ماں اروی رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی نصرت کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا۔ اگر مردوں کی طرح مجھ میں بھی استطاعت ہوتی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

❶ تاریخ الطبری: ۳/۵۴۶ سنہ ۱۴۔ ❷ تاریخ الطبری: ۳/۵۷۹ سن ۱۴ھ۔

❸ ابوداؤد: کتاب الجہاد باب فی النساء یغزون، رقم ۲۵۳۱۔ اسد الغابۃ: ۵/۵۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتی اور آپ ﷺ کی طرف سے لڑتی۔ [1]

غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم یہودیوں سے لڑ رہے تھے کہ بنو قریظہ لڑتے لڑتے اس مقام کے قریب پہنچ گئے جہاں مسلمان عورتیں اور بچے چھپے تھے۔ بنو قریظہ اور مسلمان عورتوں کے درمیان کوئی ایسی فوج نہ تھی' جو عورتوں کی حفاظت کر سکے۔ اسی اثنا میں ایک یہودی ان عورتوں کی طرف نکل آیا۔ خوف یہ تھا کہ اگر یہ یہودی بنو قریظہ سے کہہ آیا کہ ادھر عورتیں ہیں۔ تو میدان خالی پا کر وہ عورتوں پر حملہ کر دیں گے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس یہودی کو قتل کر دو۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عذر کیا۔ آخر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیمہ کا ایک ستون لے کر خود اتریں اور اس یہودی کو اسی ستون سے وہیں مار کر گرا دیا۔ مؤرخ ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی [2]

ام عمارہ رضی اللہ عنہا ایک مشہور صحابیہ تھیں۔ قبل از ہجرت مقام عقبہ میں جب مدینہ کے مسلمانوں نے کفار قریش سے چھپ کر رسول اللہ ﷺ کی امداد اور اسلام کی اشاعت کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ تو اس مختصر جماعت میں جو اسلام کی سب سے پہلی جماعت تھی۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔ اسلامی تاریخ میں اسی واقعہ کو بیعت عقبہ کہتے ہیں۔ ۶ ھ میں جب رسول اللہ ﷺ نے حج کی نیت سے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور مکہ میں داخل ہونے کے لئے قریش سے آپ ﷺ نے اجازت مانگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے سفیر بن کر مکہ گئے تو یہ خبر مشہور ہوگئی کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل (شہید) کر ڈالا۔ اس وقت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش سے لڑنے اور مرنے پر بیعت لی' جو تاریخ اسلام میں ''بیعت رضوان'' کے نام سے مشہور ہے۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اس ''بیعت رضوان'' میں بھی شریک تھیں۔ بلکہ عین اس وقت جب احد میں عام مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اور آنحضرت ﷺ پر کفار بڑھ بڑھ کر وار کر رہے تھے اور جان نثار آگے آ کر اپنی جانیں قربان کر رہے تھے' یہ بہادر خاتون بھی تیغ بدست حملہ آوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھیں۔ اس دن کئی زخم ان کے دست و بازو میں آئے تھے۔ اسی طرح

[1] اسد الغابة: ۳/ ۶۵۔ الاصابة: ۴/ ۳۴۴، ۳۲۸۸۔

[2] سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۷۰، ۴۱۔ اسد الغابة: ۵/ ۴۹۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیگر غزوات میں بھی ان سے بے مثال بہادری کے کارنامے ظہور میں آئے ہیں۔ ❶

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے جب ادعائے نبوت کیا اور مقام یمامہ میں ایک خون ریز لڑائی کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس جنگ میں جو ''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے ام عمارہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔ اور جب تک ان کا ہاتھ زخمی نہ ہوا دشمنوں سے لڑتی رہیں۔ اس دن ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو بارہ زخم لگے تھے۔ ❷

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کو جزیرہ نمائے عرب سے باہر قدم رکھنے کے لئے مشرق کی ان دو پرزور طاقتوں سے مقابلہ کرنا پڑا جو دنیا میں روم اور ایران کے مہیب ناموں سے مشہور تھیں۔ رومیوں کا وہ سب سے خونریز معرکہ جس پر ان کی قسمت کا آخری فیصلہ ہوا' جنگ یرموک ہے۔ اور ایرانیوں کی وہ سب سے آخری پرزور کوشش جس سے زیادہ زور وقوت صرف کرنا تخت کیانی کے امکان میں نہ تھا' جنگ قادسیہ ہے۔ یہ دونوں معرکے تاریخ اسلام کے بہترین کارنامے ہیں جنہوں نے دنیا میں پھیلنے کے لئے اسلام کا راستہ صاف کر دیا۔

لیکن ان دونوں واقعات میں مسلمانوں کی فتح یابی مخدرات اسلام کے زور بازو اور آتش بیانی کی ممنون ہے۔ محرم ۱۴ ہجری میں مسلمانوں کی اور ایرانیوں میں مقام قادسیہ پر مقابلہ ہوا۔ ایرانیوں کی جمعیت ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ اور مسلمان کچھ اوپر تیس ہزار تھے۔ اس معرکہ میں کئی ہزار مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔ عورتوں اور بچوں نے شہدا کی قبریں کھودیں اور مجروحوں کو میدان جنگ سے اٹھا لائے اور ان کی تیمارداری کی۔

قادسیہ کی لڑائی میں عورتوں کو کس قدر جوش تھا! اس کا اظہار ذیل کی تقریر سے ہوگا جو قبیلہ نخع کی ایک بوڑھی عورت نے اپنے بیٹوں کو میدان جنگ میں بھیجتے وقت کی تھی۔

اِنَّکُمْ اَسْلَمْتُمْ فَلَمْ تَبْدُلُوْا وَھَاجَرْتُمْ فَلَمْ تَثْرِبُوْا وَلَمْ تَنْبُ بِکُمُ الْبِلَادُ وَلَمْ تُقْحِمْکُمُ السَّنَۃُ ثُمَّ جِئْتُمْ بِاُمِّکُمْ عَجُوْزٍ کَبِیْرَۃٍ فَوَضَعْتُمُوْھَا بَیْنَ اَیْدِیْ اَھْلِ فَارِسٍ وَاللّٰہِ اِنَّکُمْ بَنُوْ رَجُلٍ وَاحِدٍ کَمَا اِنَّکُمْ بَنُوْ اِمْرَأَۃٍ وَاحِدَۃٍ مَا خُنْتُ اَبَاکُمْ وَلَا فَضَحْتُ خَالَکُمْ اِنْطَلِقُوْا وَاشْھَدُوْا اَوَّلَ الْقِتَالِ وَآخِرَہٗ ❸

''پیارے بیٹو! تم اسلام لائے اور پھر پھرے نہیں' تم نے ہجرت کی تو تم کو کسی نے

❶ اسد الغابۃ: ۵/ ۶۰۵۔ ❷ فتوحات اسلامیہ/ سید دحلان: ص ۴۶۔
❸ تاریخ الطبری: ۳/ ۵۴۴' سنہ ۱۴۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ملامت نہ کی۔ تمہارا وطن تمہارے ناموافق تھا۔ نہ تم پر قحط پڑا تھا۔ تم نے اپنی بوڑھی ماں کو اپنے ساتھ لا کر اہل فارس کے سامنے ڈال دیا۔ اللہ کی قسم! تم ایک باپ کی اولاد ہو' جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو۔ نہ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی۔ اور نہ میں نے تمہارے ماموں کی فضیحت کی' جاؤ اور شروع سے آخر تک لڑو۔''

بیٹوں نے ایک ساتھ دشمنوں پر حملہ کیا اور بڑی بہادری سے لڑے۔ جب نظروں سے غائب ہو گئے تو اس بوڑھی عورت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے بچوں کو بچانا۔ اختتام جنگ پر بہادر بیٹے صحیح وسالم اپنی ماں کے پاس آئے اور غنیمت کا مال ماں کے آگے ڈال دیا۔

جنگ قادسیہ میں عرب کی مشہور شاعرہ خنساؓ بھی شریک تھی۔ خنساؓ کے ساتھ ان کے چاروں بیٹے بھی شریک تھے۔ شب کے ابتدائی حصہ میں جب ہر سپاہی صبح کے ہولناک منظر پر غور کر رہا تھا' آتش بیاں شاعرہ نے اپنے بیٹوں کو یوں جوش دلانا شروع کیا۔ [1]

يَا بَنِيَّ اِنَّكُمْ اَسْلَمْتُمْ وَهَاجَرْتُمْ مُخْتَارِيْنَ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّكُمْ بَنُوْ رَجُلٍ وَاحِدٍ كَمَا اَنَّكُمْ بَنُوْامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ مَاخُنْتُ اٰبَاكُمْ وَلَا فَضَحْتُ خَالَكُمْ وَلَا هَجَنْتُ حَسَبَكُمْ وَلَاغَيَّرْتُ نَسَبَكُمْ وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعَدَّاللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِيْلِ فِيْ حَرْبِ الْكَافِرِيْنَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الدَّارَ الْبَاقِيَةَ خَيْرٌ مِنَ الدَّارِالْفَانِيَةِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوااللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [2] فَاِذَااَصْبَحْتُمْ غَدًااِنْ شَاءَ اللّٰهُ سَالِمِيْنَ فَاغْدُوْا اِلٰى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ مُسْتَبْصِرِيْنَ وَبِاللّٰهِ عَلٰى اَعْدَائِهٖ مُسْتَنْصِرِيْنَ وَاِذَا رَأَيْتُمُ الْحَرْبَ قَدْ شَمَّرَتْ عَنْ سَاقِهَا

---

[1] یہ دونوں واقعے موقع جنگ' تعداد اولاد اور بعض الفاظ کے اتحاد سے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن بعض اختلافات بھی ایسے ہیں جو ایک واقعہ نہیں ہونے دیتے پہلی عورت قبیلہ نخع کی ہے۔ اور دوسری عورت خنساؓ قبیلہ مسلم کی ہے' پہلی عورت کی مختصر اور سادہ تقریر ہے دوسری عورت کی تقریر طویل اور فصاحت اور جوش سے لبریز ہے جو خنساؓ کے شایان شان ہے۔ ''طبری'' نے پہلی عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بیٹے مال غنیمت لے کر صحیح وسالم واپس آ گئے۔ ''ابن اثیر'' نے دوسری عورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے بیٹے شہید ہوئے اور اُن کی تنخواہ حضرت عمرؓ ان کی ماں کو دیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

[2] [۳/آل عمران:۲۰۰]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاضْطَرَمَتْ لَظَىٰ عَلَىٰ سِيَاقِهَا. وَجَلَّلَتْ نَارًا عَلَىٰ رِوَاقِهَا فَتَيَمَّمُوْا وَطِيْسَهَا وَجَالِدُوْا رَئِيْسَهَا عِنْدَ اِحْتِدَامِ خَمِيْسِهَا تَظْفَرُوْا بِالْغُنْمِ وَالْكَرَامَةِ فِي دَارِ الْخُلْدِ وَالْمُقَامَةِ [1]

''پیارے بیٹو! تم اپنی خواہش سے مسلمان ہوئے اور تم نے ہجرت کی۔ اللہ وحدہ لاشریک کی قسم ہے! کہ تم جس طرح ایک ماں کے بیٹے ہو ایک باپ کے بھی بیٹے ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی۔ اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل کیا۔ اور نہ تمہارے حسب ونسب میں داغ لگایا۔ جو ثواب عظیم اللہ تعالیٰ نے کافروں سے لڑنے میں مسلمانوں کے لئے رکھا ہے' تم اس کو خود جانتے ہو۔ خوب سمجھ لو کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے' اس دار فانی سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''مسلمانو! صبر کرو اور استقلال سے کام لو اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو''۔ کل جب خیریت سے تم ان شاء اللہ صبح کرو' تو تجربہ کاری کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے نصرت کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر جھپٹ پڑنا۔ اور جب دیکھنا کہ لڑائی زوروں پر ہے اور ہر طرف اس کے شعلے بھڑک رہے ہیں تو تم خاص آتش دان جنگ کی طرف رخ کرنا۔ اور جب دیکھنا کہ فوج غصہ سے آگ ہو رہی ہے تو تم غنیم کے سپہ سالار پر ٹوٹ پڑنا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ تم دنیا میں مال غنیمت اور عاقبت میں عزت پاؤ۔''

صبح کو جنگ چھڑتے ہی خنساء رضی اللہ عنہا کے چاروں بیٹے ایک ساتھ دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور آخر کار بڑی بہادری سے لڑ کر چاروں شہید ہوئے۔ خنساء رضی اللہ عنہا کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا ''اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے بیٹوں کی شہادت کا مجھے شرف بخشا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ آٹھ سو دینار خنساء رضی اللہ عنہا کو اس کے چاروں بیٹوں کی تنخواہ دیا کرتے تھے۔

واقعہ جسر کے بعد جس میں مسلمانوں کو ایرانیوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھانی پڑی تھی' ایک دوسرا ہولناک معرکہ ہوا جو ''جنگ بویب'' کے نام سے مشہور ہے' جنگ بویب میں جس کو قادسیہ کی تمہید سمجھنا چاہیے' مسلمانوں کو ایرانیوں کا بہت سا سامان رسد ہاتھ آ گیا۔ مسلمان عورتوں کو رزمگاہ سے بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے' کھانے کا انتظام چونکہ عورتوں ہی سے متعلق تھا اس لئے مثنی نے جو فوج کا سپہ سالار تھا' یہ سارا سامان فوج کے ایک رسالہ کی حفاظت میں عورتوں کے پاس بھیج دیا۔ یہ رسالہ گھوڑے

---

[1] اسد الغابة: ۴۴۲/۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اڑاتا ہوا عورتوں کی فرودگاہ کی طرف چلا۔ عورتیں سمجھیں کہ دشمن چڑھ آئے ہیں۔ عورتوں کے خیمے میں اسلحہ کہاں سے آتا، بچوں کو پیچھے کھڑا کیا اور خود پتھر اور خیمہ کی چوبیں (لکڑیاں) لے کر حملہ کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ عمر بن عبدالمسیح جو اس رسالہ کا افسر تھا، پکارا کہ اسلامی فوج کی عورتوں کو بے شک ایسا ہی بہادر ہونا چاہیے۔ یہ کہہ کر اس نے عورتوں کو مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری سنائی اور چیزیں ان کے سپرد کیں۔ ❶

میسان کی لڑائی میں اس سے بھی ایک عجیب بہادری عورتوں سے ظاہر ہوئی۔ دریائے دجلہ کے قریب اہل میسان اور مسلمانوں کا سامنا ہوا۔ مغیرہ جو اس وقت فوج کے سپہ سالار تھے، میدان جنگ سے عورتوں کو بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ ازدہ بنت حارث نے جو طبیب العرب کلدہ کی پوتی تھیں عورتوں سے کہا کہ ''اگر ہم مسلمانوں کی مدد کرتیں تو نہایت مناسب ہوتا۔'' یہ کہہ کر انھوں نے اپنے دوپٹے کا ایک بڑا علم بنایا اور عورتوں نے بھی اپنے اپنے دوپٹوں کی جھنڈیاں بنائیں۔ دونوں طرف کے بہادر دل توڑ کر حملے کر رہے تھے کہ اس سامان کے ساتھ عورتیں پرچم اڑاتی ہوئی فوج کی قریب پہنچ گئیں۔ یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کی امداد کو ایک تازہ دم فوج اور پہنچ گئی، غنیم کے بازو ست پڑ گئے اور آن کی آن میں یہ سیاہ بادل چھٹ گیا۔ ❷

عہد صدیقی ابتدائی دور میں ۱۳ھ میں مسلمانوں نے دمشق پر لشکرکشی کی، چند معرکوں کے بعد اہل دمشق قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمان دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے معلوم ہوا کہ نوے ہزار رومی بڑے سروسامان کے ساتھ اجنادین میں جمع ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی منتشر فوج مختلف دستوں کی شکل میں تمام ملک شام میں پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جو عراق کو پامال کر کے دمشق میں آ کر مل گئے تھے یہ رائے پسند کی گئی کہ کل اسلامی فوج کو سمیٹ کر ایک جگہ جمع ہونا چاہیے۔ ان فوجوں کی مجموعی تعداد چوبیس ہزار تھی۔ چنانچہ تمام افسران اسلام جہاں جہاں تھے اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے اجنادین کی طرف بڑھے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادین کی طرف کوچ کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فوج کے آگے آگے جا رہے تھے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھوڑی فوج کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو لئے ہوئے مع خیمے اور سامان رسد کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ اہل دمشق نے دیکھا کہ مسلمان ڈیرے خیمے اٹھائے لدے پھندے جا رہے ہیں، ان کو انتقام کا موقع

❶ تاریخ الطبری: ۳/۴۶۹ سنہ ۱۳ھ واقعہ بویب۔ ❷ تاریخ طبری: جلد ۶: ص ۲۳۴۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہایت مناسب معلوم ہوا۔ قلعہ کے پھاٹک کھول کر فوراً پیچھے سے حملہ کر دیا۔ قیصر روم نے دمشق کے لئے کچھ امدادی فوجیں بھیجی تھیں' اتفاق سے عین وقت پر وہ بھی آ پہنچیں اور آتے ہی انہوں نے مسلمانوں کا آگا روک لیا۔ اس وقت مسلمانوں میں جس انتہا کی بدحواسی پیدا ہونی چاہیے تھی وہ ظاہر ہے۔ مگر اس کے برخلاف انہوں نے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ دونوں طرف کے حملے روکے۔ لیکن زیادہ تر ان کی توجہ سامنے کی فوج کی طرف منعطف تھی۔ اتنا موقع بھی اہل دمشق کو غنیمت معلوم ہوا اور مسلمان عورتوں کو اپنی حراست میں لے کر قلعہ دمشق کی طرف رخ کیا۔

عورتوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے کہا "بہنو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کر سکتی ہے کہ مشرکین دمشق کے قبضہ میں آ جاؤ۔ کیا تم عرب کی شجاعت وحمیت کے دامن میں داغ لگانا چاہتی ہو؟ میرے نزدیک تو مر جانا اس ذلت سے کہیں بہتر ہے۔" ان چند فقروں نے ایک آگ سی لگا دی' خیموں کی چوبیں لے لے کر باقاعدہ ہاتھ باندھ کر آگے بڑھیں۔ سب سے آگے خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا ضرار کی بہن تھیں اور ان کے پیچھے عفیر بنت عفارہ' ام ابان بنت عتبہ' سلمہ بنت نعمان بن مقرن وغیرہ تھیں۔ کچھ دیر کے لئے تو حیرت نے دمشقیوں کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ اور اتنی دیر میں عورتوں نے تیس لاشیں گرا دیں۔ اور آخر کو پھر انہوں نے بھی حملہ کر دیا۔ دمشقیوں کے قدم اُکھڑنے کو تھے کہ مسلمان بھی ادھر سے فارغ ہو کر آ گئے۔ دمشقی فوج میں جو رمق جان باقی تھی وہ بھی ان حملوں سے نکل گئی۔ باقی فوج بھاگ کر دمشق میں قلعہ بند ہو گئی۔ اور اسلامی فوج کی عنان عزیمت پھر اجنادین کی طرف مڑی۔

اڈورڈ گبن صاحب نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو نقل کر کے مسلمان عورتوں کی عفت' عصمت' دلیری و بہادری کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ وہ عورتیں ہیں جو شمشیر زنی' نیزہ بازی' تیر اندازی میں نہایت ماہر تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ نازک سے نازک موقع پر بھی یہ اپنے دامن عفت کے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوتی تھیں۔"

جنگ یرموک مسلمانوں کی سب سے پہلی باقاعدہ جنگ تھی۔ اس معرکہ میں مسلمان کل چالیس ہزار تھے' مگر جو تھے عرب میں انتخاب (چنے ہوئے) تھے۔ رومیوں کی جمعیت دو لاکھ سے زائد تھی اور یہ آدمیوں کا طوفان اس جوش وخروش کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا کہ ایسا گمان ہوتا تھا کہ ایک ہی ٹکر میں مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ دے گا۔ یرموک میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کی تعداد میں چوگنے کا فرق تھا۔ عیسائیوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ بیس ہزار رومیوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاؤں میں بیڑیاں ڈال لی تھیں کہ ہٹنا چاہیں بھی تو نہ ہٹ سکیں۔

دو لاکھ کا ٹڈی دل اس زور و شور سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا کہ اسلامی فوج کا داہنا بازو ہٹتے ہٹتے عورتوں کے خیمہ گاہ تک آ گیا۔ لخم و جذام کے قبیلے ایک مدت تک ان عیسائیوں کے ماتحت رہے تھے اور اب مسلمان ہو گئے تھے' میسرہ (بایاں حصہ) میں زیادہ تر یہی لوگ تھے۔ رومیوں نے ان کی طرف رخ کیا۔ تو یہ مرعوب ہو کر نہایت بے ترتیبی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ رومی تعاقب کرتے ہوئے خیموں تک پہنچ گئے۔ عورتوں کے غصہ کی انتہا نہ رہی' فوراً خیموں سے باہر نکل آئیں اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کا سیلاب جو نہایت سرعت سے آگے بڑھ رہا تھا دفعتاً تھم کر پیچھے ہو گیا۔ اب خواتین نے بھاگتوں کو روک کر پھر آگے بڑھایا' فوج کی پشت پر آ کر مسلمانوں کو غیرت دلا دلا کر جوش پیدا کرنے لگیں۔ عورتوں کی ان کوششوں کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر سنبھل گئے۔ قریش کی عورتیں تلواریں گھسیٹ گھسیٹ کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں اور حملہ کرتے ہوئے مردوں سے آگے نکل گئیں [1]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن جویریہ رضی اللہ عنہا عورتوں کا ایک دستہ لے کر آگے بڑھیں اور نہایت دلیری سے لڑ کر زخمی ہوئیں۔ [2] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں ہند بنت عتبہ مردوں کو مخاطب کر کے یہ کہتی تھی۔ [3]

يَامَعْشَرَ الْعَرَبِ عَضِّدُوا الْغُلْفَانَ بِسُيُوفِكُمْ

''عربو! نامرد بن جاؤ نامرد''۔ ضرار بن ازور کی بہن خولہ یہ شعر پڑھ کر مسلمانوں کو غیرت دلاتی تھیں۔

يَاهَارِباً عَنْ نِسْوَةٍ تَقِيَّاتِ　　　رَمَيْتَ بِالسَّهْمِ وَالْمَنِيَّاتِ

''اے پاک دامن عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنے والو تم موت اور تیر کے نشانہ نہ بنو۔''

مؤرخ طبری نے اس جنگ میں ام حکیم بنت حارث کا نام خصوصیت سے لیا ہے۔ ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن اسماء بنت یزید نے تنہا نو رومیوں کو مار ڈالا۔ [4] جو عورتیں مردانہ وار جنگ یرموک میں لڑیں ابن عمر واقدی ان میں سے بعض کے یہ نام بتاتا ہے۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا' عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی' خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا'

---

[1] تاریخ اسلام:۱/۳۶۸۔　　[2] تاریخ الطبری:۳/۴۰۱،۱۳ھ۔

[3] فتوح البلدان بلاذری:ص۱۶۱، جنگ یرموک۔　　[4] اسد الغابۃ:۵/۳۹۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کعوب بنت مالک، سلمیٰ بنت ہاشم رضی اللہ عنہا، نعم بنت قناس رضی اللہ عنہا، عفیرہ بنت عفارہ رضی اللہ عنہا۔

جنگ یرموک کے بعد پھر مسلمانوں کی فوج رومیوں کے مقابلہ پر جا رہی تھی، ایک دن اس نے دمشق کے قریب مرج الصفر میں قیام کیا۔ خالد بن سعید نے جنھوں نے حال ہی میں ام حکیم بنت حارث سے نکاح کیا تھا۔ یہیں مسلمانوں کی دعوت ولیمہ کی۔ ایک پل کے قریب ام حکیم کا خیمہ نصب ہوا، جو اسی مناسبت سے اب تک ''ام حکیم کا پل'' کہلاتا ہے۔ ابھی لوگ کھانے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ رومی پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے بھی لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کو پسپا ہو جانا پڑا۔ ام حکیم بھی نہایت دلیری سے لڑیں۔ رومیوں کے سات آدمی ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ [1]

جنگ جمل میں گو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فوج لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آنا ہم ایک اہم اجتہادی غلطی سمجھتے ہیں، لیکن اس سے عورتوں کے استقلال، دلیری اور ثابت قدمی کا اظہار ضرور ہوتا ہے۔

فتوحات واقدی کی روایتیں اگر تسلیم کر لی جائیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ شام کی فتوحات میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ خصوصاً ام حکیم، ہند، ام کثیر، اسماء، ام ابان، ام عمارہ، خولہ، لبنیٰ، عفیرہ رضی اللہ عنہن، ان عورتوں نے بعض موقعوں پر اس مردانگی سے جنگی خدمات انجام دی ہیں کہ مردوں سے بھی اس کا تصور نہیں ہو سکتا۔

عتبہ بن غزوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر تھا۔ ازدہ بنت حارث جو طبیب عرب کلدہ کی پوتی اور عتبہ کی بیوی تھی۔ عتبہ جب اہل مدینۃ الفرات سے سرگرم تھا تو اس کی بیوی ازدیٰ اپنی تقریر سے لوگوں کو ابھارتی اور جوش دلاتی تھی۔ [2]

دمشق کے حملہ میں جب ابان بن سعید، تو ماحاکم دمشق کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو ان کی بیوی ام ابان بنت عتبہ اپنے مقتول شوہر کے سارے جنگی اسلحہ سے لیس ہو کر قصاص لینے کو نکلیں اور دیر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہیں۔ اہل دمشق گو محصور تھے، لیکن شہر پناہ کے برجوں سے برابر مسلمانوں کا جواب دیتے تھے۔ سب کے آگے ایک شخص ہاتھ میں طلائی صلیب لئے ہوئے ارباب ثلثہ سے فتح کی دعا مانگ رہا تھا۔ ام ابان کو تیر اندازی میں بڑی قدرت تھی۔ ایسا تاک کر تیر مارا کہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعہ کے نیچے گر پڑی۔ مسلمانوں نے دوڑ کر صلیب اٹھالی۔ عیسائیوں سے صلیب

---

[1] اسد الغابۃ: ۵/ ۵۷۷۔ [2] فتوح البلدان بلاذری: ص ۴۲۱، القسم الاول۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اعظم کی یہ تذلیل دیکھی نہ گئی۔ توما حاکم دمشق غصہ سے شہر کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور پھر اس زور کا رن پڑا کہ مسلمان گھبرا اٹھے۔ رومیوں نے صلیب کی واپسی کے لئے لاکھ لاکھ کوششیں کیں مگر ایک بھی کارگر نہ ہوئی۔ جس نے بھی ادھر کا رخ کیا' ام ابان نے اس کو تیروں پر دھر لیا۔ توما جو کسی طرح پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیتا تھا ام ابان نے اس کی آنکھ میں ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ وہ چیختا ہوا بھاگا۔ اس وقت ام ابان رجز کے یہ شعر پڑھی جارہی تھیں۔

اُمُّ اَبَانَ فَاطْلُبِیْ ثِیَارَکِ ''ام ابان تو اپنا انتقام لے''۔

هَوِّلِیْ عَلَیْهِمْ صَوْلَةَ الْمُتَدَارِکِ ''اوران پر پے در پے حملے کئے جا''۔

قَدْضَجَّ جَمْعُ الْقَوْمِ مِنْ نِبَالِکِ ''رومی تیرے تیروں سے چیخ اٹھے''۔

یرموک کی سب سے خوفناک لڑائی ''یوم التعویر'' مسلمان عورتوں کی بہادری کا عجیب وغریب نمونہ تھی۔ مسلمانوں کو ہزیمت ہو جاتی اگر عورتیں تلواریں کھینچ کر رومیوں کے منہ نہ پھیر دیتیں۔ ہند' خولہ' ام حکیم رضی اللہ عنہن اور بہت سی قریش کی عورتوں نے مردانہ وار حملے کئے۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما گھوڑے پر سوار اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں اور برابر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے دوش بدوش لڑتی جاتی تھیں۔ [1] ''صفین'' میں بہت سے مسلمان عورتیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے شریک جنگ تھیں' پرزور تقریروں سے فوج کو ابھارتی تھیں۔ سیدہ زرقا' سیدہ عکرشہ' سیدہ ام الخیر رضی اللہ عنہن نے میدان کارزار میں وہ تقریریں کی ہیں کہ فوج کی فوج میں ایک آگ لگ گئی ہے۔ [2]

۹۰ ہجری میں ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے بخارا پر فوج کشی کی۔ قتیبہ اس فوج کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا۔ عرب میں ازد کا قبیلہ بہادری اور شجاعت میں ضرب المثل تھا۔ اسلامی فتوحات میں اس کے کارنامے نہایت روشن ہیں۔ بخارا کے ترک بھی بڑے ساز وسامان سے مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ قبیلہ ازد نے کہا پہلے تنہا ہم کو زور آزمائی کرنے دو۔ قتیبہ نے ان کو آگے بڑھنے کی اجازت دی۔ ازدی بڑھے اور نہایت بہادری سے حملے کئے لیکن مقابلہ معمولی لوگوں سے نہ تھا۔ ترکو نے اس ثابت قدمی سے جواب دیئے کہ ازدی ہٹتے ہٹتے قیام گاہ تک آ گئے۔ ترکوں نے بڑھ کر اور زور سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ عورتوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوا ہی

[1] اس قسم کے اور بہت سے واقعات اس فتوح الشام میں مذکور ہیں جو ابن عمر واقدی کی طرف منسوب ہے مگر چونکہ فتح الشام ازدی وغیرہ میں ان کا مطلق ذکر نہیں ہے' اس لئے ہم ان کو قلم انداز کرتے ہیں۔

[2] عقد الفرید' ج ا ص ۱۲۱ تا ۱۲۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتی ہے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور مار مار کر گھوڑوں کے رخ پھر میدان جنگ کی طرف پھیر دیے اور ایک عام شور برپا کر دیا۔ مسلمانوں کی ہمت بندھی اور سنبھل گئے اور پلٹ کر اس زور و شور سے حملے کیے کہ ترک پھر نہ جم سکے۔ گو اس موقع پر عورتوں نے تلواریں نہیں اٹھائیں لیکن یہ فتح بالکل عورتوں کی کوشش سے ہوئی۔ اگر عورتیں ہمت نہ کرتیں تو مسلمان میدان جنگ چھوڑ چکے تھے [1]

اسلام میں خوارج کا فرقہ اپنی تاریخی حیثیت سے نہایت شہرت رکھتا ہے۔ جن کے کارنامے بعض اسلامی فرقوں کی طرح صرف خوفناک سازشیں نہیں ہیں بلکہ بارہا حکومتوں اور جابرانہ شخصیتوں کے مقابلہ میں اس نے تلواریں بلند کی ہیں۔ گو طلب مساوات، آزادی بیان اور تمنائے حریت کی بنا پر اس کی گردن ہمیشہ تلوار کے نیچے رہی۔ لیکن اس کی الوالعزمی اور شجاعت نے اس کو بہت دنوں تک زندہ رکھا اور اب تک ہے۔ سلطنت کے متعلق اس کے خیالات بالکل آج کل کے نہلسٹ فرقوں کے مشابہ تھے۔

سن ۷۷ ہجری میں جب عبدالملک شام میں حاکم تھا اور حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر تھا، شبیب خارجی نے موصل میں سلطنت کے خلاف سر اٹھایا۔ غزالہ شبیب کی بیوی اور جہیزہ شبیب کی ماں بھی شریک جنگ رہتی تھیں۔ حجاج نے شبیب کے دبانے کو یکے بعد دیگرے پانچ سردار بھیجے مگر ایک بھی میدان جنگ سے واپس نہ آیا۔ آخر عبدالملک نے شام سے فوجیں بھیجیں اور حجاج خود ان کو لے کر نکلا۔

شبیب موصل سے کوفہ چلا لیکن حجاج اس سے پہلے کوفہ پہنچ کر قصر الامارۃ میں اتر چکا تھا۔ غزالہ نے نذر مانی تھی کہ کوفہ کی جامع مسجد میں دو رکعت نماز نفل پڑھوں گی۔ کچھ دن چڑھے غزالہ اپنے شوہر کے ساتھ صرف ستر آدمی لے کر جامع مسجد آئی۔ حالانکہ سارا شہر دشمن تھا اور خود شامی فوجیں کوفہ میں بھری پڑی تھیں۔ شبیب تلوار کھینچ کر مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور غزالہ نے اندر جا کر اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر معمولی نماز نہیں پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ اور دوسری رکعت میں آل عمران۔ جن سے بڑی کوئی سورہ قرآن مجید میں نہیں ہے دو دو اور اڑھائی اڑھائی پاروں میں تمام ہوتی ہیں۔ غزالہ نماز سے فارغ ہو کر اپنی فرودگاہ کو چلی گئی اور حجاج کی ساری فوج دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ جب لڑائی کی نوبت آئی تو حجاج کوفہ بصرہ اور شام کی فوج لے کر نکلا۔ شبیب کی جمعیت گو اس کے مقابلہ میں نہایت مختصر تھی لیکن بہادری سے لڑی۔ حجاج اپنی فوج کے پیچھے کھڑا ہو کر خود جوش دلا

[1] الکامل فی التاریخ: ۴/ ۲۳ سنہ ۹۰، فتح الباری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا تھا۔اس کی فوج برابر بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ حجاج نے خوارج کی مسجد پر قبضہ کرلیا۔ غزالہ اور جہیزہ بھی لڑائی میں مشغول تھیں کہ حجاج نے خاموشی سے چند آدمی بھیجے جنھوں نے پیچھے سے جا کر غزالہ کو مار کر گرادیا۔شبیب اپنے مقتولین کو چھوڑ کر ہواز کی طرف چلا گیا۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ جہیزہ بھی اس لڑائی میں ماری گئی' لیکن ابن اثیر اور طبری نے لکھا ہے کہ اس کے کچھ دن بعد جب شبیب کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر پل سے دریائے دجلہ میں گر پڑا اور شبیب آہنی زرہ اور ہتھیاروں کے بوجھ سے ڈوب کر مر گیا تو کسی نے اس کی ماں سے جا کر کہا کہ شبیب مارا گیا۔ اس کی ماں نے کہا شبیب اور مارا جائے' یہ ہو نہیں سکتا آخر جب دوسرے دن کہا گیا کہ نہیں شبیب ڈوب کر مر گیا تو اس نے کہا یہ ممکن ہے۔اس واقعہ سے اس کی ماں کی بہادری کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ تھی۔

بعض لڑائیوں میں حجاج اور غزالہ کا سامنا ہو گیا۔حجاج مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ نکلا۔حالانکہ یہ وہی حجاج تھا جس سے سارا عراق اور حجاز کانپتا تھا۔ایک شاعر اسی واقعہ کو لکھ کر حجاج کو عار دلاتا ہے۔ [1]

اَسَدٌ عَلَیَّ وَفِی الْحُرُوْبِ نَعَامَۃٌ فَتْخَاءُ تَصْفِرُ مِنْ صَفِیْرِ الصَّافِرِ

''حجاج مجھ پر تو شیر ہے لیکن معرکوں میں بزدل اور سست شتر مرغ کی طرح بزدل ہو جاتا ہے۔''

ھَلَّا بَرَزْتَ اِلٰی غَزَالَۃَ فِی الْوَغٰی بَلْ کَانَ قَلْبُکَ فِی جَنَاحِ الطَّائِرِ

''حجاج! تو لڑائی میں غزالہ کے مقابلہ میں کیوں نہ نکلا۔ اور نکلتا کیونکر؟ تیرا دل تو دھڑک رہا تھا۔''

۱۳۹ ہجری میں منصور کے ایام خلافت میں قیصر روم نے ملطیہ پر فوج کشی کر کے اس کو بالکل ویران کر دیا۔منصور نے قیصر کی تادیب کو فوجیں روانہ کیں۔ صالح بن علی اور عباس بن محمد سپہ سالار تھے۔ ان لوگوں نے جا کر پہلے ملطیہ کو از سر نو آباد کیا۔اور پھر قسطنطنیہ کی طرف فوجیں بڑھائیں اور قیصر کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا ام عیسیٰ بنت علی اور لبابہ بنت علی صالح کی بہنیں اور خلیفہ منصور کی پھوپھیاں تھیں انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ جب بنو امیہ کی حکومت برباد ہو جائیگی تو ہم جہاد کریں گی۔ چنانچہ ایفائے نذر کے لئے وہ بھی اس جہاد میں شریک تھیں۔ [2]

---

[1] تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین ص ۱۰۰۔

[2] الکامل فی التاریخ: ۵/۴۷، سنہ ۱۳۹ھ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۱۷۸ ہجری میں ہارون رشید کے زمانہ میں ولید بن طریف خارجی نے خابور اور نصیبین میں علم بغاوت بلند کیا۔ ادبار کا ایک مشہور سردار یزید شیبانی اس بغاوت کے فرو کرنے کو بھیجا گیا۔ چند مقابلوں کے بعد خوارج نے شکست کھائی اور ولید مارا گیا۔ ولید کی بہن فارعہ کو جب اپنے بھائی کا حال معلوم ہوا تو اس نے زرہ پہنی سارے ہتھیار لگائے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئی۔ یزید دوسروں کو ہٹا کر خود اس کے مقابلہ میں آیا اور فارعہ کے گھوڑے کو ایک نیزہ مارا اور فارعہ سے کہا۔ تم کیوں اپنے خاندان کو بدنام کرتی ہو واپس جاؤ۔ فارعہ میدان سے پھری لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس کی زبان پر خود اس کی تصنیف کے یہ دردناک اشعار تھے۔ [1]

فَيَا شَجَرَ الْخَابُوْرِ مَالَکَ مُوْرِقًا   کَاَنَّکَ لَمْ تَجْزَعْ عَلٰى ابْنِ طَرِيْفٍ

''اے خابور (نام مقام) کے درخت! تم کیوں سرسبز ہو؟ گویا تم ولید کی موت پر بے قرار ہی نہ ہوئے۔''

فَتًى لَايُحِبُّ الزَّادَ اِلَّا مِنَ التُّقٰى   وَلَا الْمَالَ اِلَّامِنْ قَنَاوَسُيُوْفٍ

''ولید ایک ایسا جوان تھا جو صرف زاد تقویٰ اور تیغ و نیزہ کی دولت پسند کرتا تھا۔''

فَقَدْ نَاکَ فُقْدَانَ الشَّبَابِ وَلَيْتَنَا   فَدَيْنَاکَ مِنْ فُتْيَانِنَا بِاُلُوْفٍ

''اے ولید! ہم نے تجھ کو اس طرح کھو دیا ہے جس طرح جوانی کو کوئی کھو دے۔ کاش ہم اپنے ہزار جوان تیری ایک ذات پر فدا کرتے۔''

عَلَيْهِ سَلَامُ اللّٰهِ وَقْفًا فَاِنَّنِىْ   اَرَى الْمَوْتَ وِقَاعًا لِکُلِّ شَرِيْفٍ

''ولید پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ موت ایک دن ہر شریف کو آنے والی ہے۔''

یہ پورا مرثیہ اس قدر بلند اور پر درد ہے کہ اکثر علمائے ادب اس کو چشم ادب سے دیکھتے ہیں۔ ابو علی قالی نے اپنی ''امالی'' میں اس کو نقل کیا ہے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ فارعہ کے مراثی خنساء کے ہم پلہ ہیں۔ اس مرثیہ کا پہلا شعر اس قدر مقبول ہے کہ عموماً علمائے بدیع اس کو تجاہل عارفانہ کی مثال میں پیش کرتے ہیں۔

ولید کی اس بہن کا نام ابن خلکان نے فارعہ اور فاطمہ لکھا ہے۔ لیکن ابن اثیر نے اس کا نام لیلیٰ بتایا ہے۔ ابن خلدون نے اس واقعہ کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہیں لکھا۔ بہر حال ہم کو کام سے غرض ہے نام کچھ بھی ہو۔

---

[1] الکامل فی التاریخ: ۵/ ۳۰۷ سنہ ۱۷۸ھ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قرون وسطیٰ میں صلیبی جنگ کا نہ صرف عیسائی مردوں پر نشہ چھایا تھا بلکہ عیسائی عورتیں تک جوش میں بھری ہوئی تھیں۔ اور بقول عماد کاتب ''بیسیوں عیسائی عورتیں میدان جنگ میں شریک تھیں۔'' عام مسلمانوں میں صلیبی جنگ کے مقابلہ میں جوش جو پھیلا تھا۔ عورتیں بھی اس سے بے اثر نہ تھیں۔ اسامہ ایک مسلمان امیر تھا۔ جب وہ صلیبی جنگ میں شریک ہونے کو آیا تو اس کی ماں اور بہن بھی اس کے ساتھ تھیں۔ دونوں برابر ہتھیار لگا کر اسامہ کے ساتھ رہتی تھیں اور عیسائیوں پر حملہ کرنے میں اس کو مدد دیتی تھیں۔ [1]

مسلمان ماؤں کے اس دینی جوش کا اثر تھا کہ بچہ بچہ تک اس سے متاثر تھا۔ عیسائی ایک مدت سے عکا کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے۔ جب وہ تھک گئے اور ایک زمانے کی معیت کی وجہ سے مسلمانوں سے راہ و رسم پیدا ہوگئی تو انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ عیسائی اور مسلمان بچوں میں آپس میں مقابلہ ہونا چاہیے۔ کچھ عیسائی بچے ادھر سے اور کچھ مسلمان بچے ادھر سے نکلے۔ دیر تک مقابلہ رہا۔ آخر اسلام کے ننھے ننھے ہاتھوں نے مسیحی بھیڑوں کے میمنوں کو رسیوں میں جکڑ کر باندھ دیا۔ [2]

اسلام کے تاریخی محاسن کے ذکر میں عموماً ہندوستان کا نام نہیں آتا لیکن اس خاص مضمون میں ایک جگہ نہیں بیسیوں جگہ ہندوستان کا نام آئے گا' ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں اکثر ایسی مسلمان عورتوں کے نام نظر آتے ہیں' جن کی بہادری' شجاعت' اولوالعزمی مردوں کے مقابلہ میں کسی قدر ترجیحی ثابت ہوتی ہے۔

شاہ التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ جس نے اسلامی خواتین میں گو کم مگر سب سے بہتر سلطنت کی۔ ابن بطوطہ جو محمد تغلق کے زمانہ میں ہندوستان آیا تھا' لکھتا ہے کہ ''رضیہ مردانہ لباس میں تمام ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار باہر نکلتی تھی''۔ شاہان ہند کا معمول تھا کہ جب وہ شکار کو جاتے تھے تو کل بیگمات اور کنیزیں بھی ساتھ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ التمش شیر کے شکار کو گیا تھا۔ بیگمات پیچھے تھیں ایک شیر نکل کر بادشاہ پر جھپٹا اگر رضیہ نہ پہنچ گئی ہوتی تو بادشاہ بری طرح زخمی ہو گیا ہوتا لیکن شیر دل رضیہ نے جھپٹ کر تلوار کے ایسے سخت وار کیے کہ شیر نیم جان ہو کر گر پڑا۔

تخت حکومت پر بیٹھ کر رضیہ نے وہ رعب قائم کیا کہ اعیان دولت تک کانپتے تھے۔ بعض امرا نے یہ دیکھ کر کہ اب ان کا کوئی زور نہیں چلتا مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور صرف لفظی مخالفت نہیں بلکہ فوجیں لئے دہلی کے باہر پڑے تھے۔ رضیہ کی مدد کو جو باہر سے آتا تھا اس کو بھی توڑ کر ملا لیتے تھے۔

[1] یہ واقعہ احمد بک آجائف روسی کی کتاب حقوق المرأۃ والاسلام سے لیا گیا ہے۔

[2] الفتح القسی فی الفتح القدسی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لیکن رضیہ نے تنہا اپنی تدبیر و دلیری سے ان کو ایسا پریشان کیا کہ وہ ادھر ادھر ٹھوکر کھاتے پھرتے تھے لیکن ان کو پناہ نہیں ملتی تھی۔ ۶۳۷ھ میں جب حاکم لاہور نے سر اٹھایا۔ تو خود فوج لے کر گئی۔ اس کے بعد بھنڈہ کے گورنر نے جب سرکشی کی تو پھر خود فوج لے کر نکلی لیکن اپنے نوکروں کی سازش سے راستہ میں گرفتار ہوگئی اور اس کی جگہ پر دہلی میں اس کے بھائی معزالدین کو لوگوں نے بادشاہ بنایا۔ رضیہ قید سے چھوٹی تو نئے سرے سے ایک لشکر ترتیب دیکر دو تین مرتبہ تخت دہلی کے لئے لڑی لیکن چونکہ رضیہ نے فوج بالکل نئی بھرتی کی تھی' ہمیشہ شکست کھاتی رہی۔ 1

اس سلسلہ میں سلطان علاء الدین کے عہد کا ایک عجیب وغریب واقعہ یہ ہے جس سے اسلامی ہندوستان کی تاریخی عظمت کسی قدر بڑھ جاتی ہے۔ شاہان ہند کے مرقع میں علاؤالدین خلجی کی تصویر ایک خاص امتیاز رکھتی ہے۔ جس کے چہرے سے اولوالعزمی' بلندی خیال' جلالت شان کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ سلطان نے جب سیل تاتار کو روک کر پیچھے ہٹادیا جس کو نہ بغداد و خوارزم کے مستحکم قلعے ہٹا سکے اور نہ چین کی بلند دیواریں روک سکی تھیں اور نہ ایران و روس کی طاقتیں دبا سکی تھیں تو سلطان کو سکندر اعظم کی عالمگیر حکومت کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے ایک دن بر سبیل تذکرہ کہا کہ اب ہندوستان میں کوئی ایسی ریاست نہیں ہے جو مجھ سے سرکشی کر سکے۔ قلعہ جالور کا راجہ کانیر دیو دربار میں حاضر تھا۔ اس نے نہایت بدد ماغی سے متکبرانہ لہجہ میں کہا کہ جالور کا قلعہ کبھی مطیع نہیں ہو سکتا۔

سلطان برہم تو ہوا لیکن اس وقت اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ دو تین دن کے بعد راجہ کو دہلی سے رخصت کر دیا اور مہلت دی کہ راجہ جالور کو جس قدر محفوظ کر سکتا ہے کر لے اور دو تین مہینے کے بعد سلطان نے اپنی ایک لونڈی کو جس کا نام گل بہشت تھا' سپہ سالار بنا کر جالور کی مہم پر روانہ کیا۔ گل بہشت اپنی فوج لئے ہوئے برق و باد کی طرح جالور پہنچی۔ راجہ مقابلہ نہ کر سکا اور قلعہ بند ہوگیا۔ گل بہشت نے راجہ کو محصور کر لیا اور اس بہادری اور دلیری سے اس نے قلعہ پر حملہ کرنا شروع کیا کہ راجہ کو اس کا گمان تک نہ تھا۔ قلعہ فتح ہونے میں کچھ ہی دیر تھی کہ اچانک گل بہشت بیمار پڑی اور ایسی شدید بیمار پڑی کہ پھر نہ اٹھی۔ گل بہشت سب کچھ کر سکتی تھی لیکن موت کا حملہ روک نہیں سکتی تھی۔

گل بہشت کے مرنے پر راجہ شیر ہوگیا اور قلعہ کھول کر شاہی فوج کو اس نے بہت پیچھے ہٹادیا۔ گل بہشت کا لخت جگر شاہین راجہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ آخر دہلی سے ایک نئے سپہ سالار کمال الدین نے پہنچ کر جالور فتح کر لیا۔ 2

---

1 تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین ص ۲۷۹۔ 2 تاریخ فرشتہ: ۱/ ۱۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتویں صدی کے اختتام اور آٹھویں صدی کی ابتدا میں دنیا میں ایک عجیب انقلاب پیدا ہوا۔ امیر تیمور کیا تھا؟ ترکستان کے حدود سے ایک آندھی اٹھی تھی جس سے ترکوں کی مضبوط سلطنت ہل گئی۔ دمشق و عرب متزلزل ہو گیا۔ تغلق خاندان کی شمع حیات بجھ گئی اور مغل اعظم کی اس عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قائم ہوئی جس سے بہتر کوئی حکومت ہندوستان میں قائم نہیں ہوئی۔ گو اس فتح کا ثمرہ خود تیموری نسل کو پورے سوا سو برس کے بعد حاصل ہوا' لیکن دراصل اس مدت میں سیدوں اور لودھیوں کا دور حکومت اس تیموری تاریخ کی تمہید تھا جس کا سرنامہ ظہیر الدین شاہ بابر کے طغرے سے مزین ہے۔

لیکن کیا ان فتوحات میں عورتوں کی کوئی کوشش شامل نہ تھی؟ امیر تیمور کے کشورستاں لشکر میں بہت سی عورتیں تھیں جو میدانوں میں لڑتی تھیں اور معرکوں میں گھستی تھیں۔ بہادروں سے مقابلہ کرتی تھیں' تلواریں چلاتی تھیں' نیزے لگاتی تھیں' تیر مارتی تھیں۔ غرض کسی بار میں وہ مردوں سے کم نہ تھیں۔ کیا تیموری کارناموں میں ان عورتوں کو کوئی حصہ نہ ملے گا۔ [1]

تیموری نسل کا ہر ایک شاہزادہ شجاعت مجسم تھا لیکن کیا تم یہ ناانصافی کر سکتے ہو کہ تیموری شاہزادیوں کو ان کی وراثت سے الگ کر دو۔ بابر نامہ' ہمایوں نامہ' تزک جہانگیری دیکھو ہر جگہ نظر آئے گا کہ تیموری خواتین برابر ہتھیار لگاتی تھیں' گھوڑوں پر سوار ہوتی تھیں' شکار کھیلتی تھیں' شیر مارتی تھیں' چوگان کھیلتی تھیں' تیر چلاتی تھیں' غرض فن سپہ گری سے خوب واقف تھیں۔ تزک بابری کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بابر کو جو فتوحات کابل' سمرقند' فرغانہ وغیرہ میں حاصل ہوئیں ان میں عورتوں کو بھی دخل تھا۔

نور جہاں تیمور و بابر کی بیٹی نہیں بلکہ بہو تھی۔ اکثر نور جہاں ہاتھی پر سوار ہو کر سیر و شکار کو جنگل جاتی تھی اور ایک ایک گولی میں شیر کو ٹھنڈا کر دیتی تھی۔ جہانگیر تزک جہانگیری میں نور جہاں کے شکاروں کا بڑی مسرت سے تذکرہ کرتا ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے۔

''ایک مرتبہ میں شکار کو نکلا۔ ایک ہاتھی پر رستم خان اور میں تھا اور دوسرے ہاتھی پر نور جہاں تھی' سامنے جھاڑی میں شیر تھا۔ ہاتھی شیر کی بو پا کر کانپنے لگتا ہے۔ اس اضطراب و جنبش میں نشانہ ٹھیک لگنا اور پھر عماری میں بیٹھ کر نہایت مشکل ہے۔ قدر اندازی میں میرے بعد رستم خاں کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ مگر ہاتھی پر بیٹھ کر اکثر اس کے تین تین اور چار چار نشانے خطا جاتے۔ لیکن نور جہاں نے عماری میں بیٹھے بیٹھے پہلی ہی آواز میں شیر کو ٹھنڈا کر دیا [2] ایک مرتبہ نور جہاں جہانگیر کے ساتھ شکار کھیلنے

[1] عجائب المقدور ابن عرب شاہ ص: ۴۳۳۔ [2] تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین: ص ۴۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ ہاتھی پر سوار تھی سامنے سے چار شیر نکلے لیکن نور جہاں کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ اس نے نہایت اطمینان سے بندوق چلائی اور دو شیروں کو ایک ایک گولی میں اور دو کو دو دو گولیوں میں ٹھنڈا کر دیا۔ جہانگیر نہایت خوش ہوا اور چند بیش قیمت زیور نور جہاں کو انعام دیے۔ اس موقع پر ایک شاعر نے برجستہ یہ شعر پڑھا۔

نور جہاں اگر چه بصورت زن است   در صف مرداں زن شیر افگن است

نور جہاں چونکہ پہلے علی قلی خان شیر افگن کی بیوی تھی اس لئے ''زن شیر افگن'' کی ترکیب نے اس شعر میں چاشنی پیدا کر دی ہے۔

جہانگیر کے اخیر عہد میں نور جہاں کے بھائی آصف خان کے سبب سے نور جہاں اور جہانگیر دونوں کے دل مہابت خاں کی طرف سے صاف نہ تھے۔ آصف خاں کی کوشش تھی کہ مہابت خاں ذلیل ہو۔ جہانگیر دریائے بھٹ کے قریب خیمہ زن تھا۔ آصف خاں ایک دن پہلے ہی فوج سمیت دریا کے اس پار چلا گیا تھا۔ مہابت خان نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور جہانگیر کو گرفتار کر لیا۔ نور جہاں کو موقع ملا تو وہ دریا سے اس پار جا کر فوج سے مل گئی اور وہاں اس نے امرا و اعیان دولت کو بلا کر سخت ملامت کی کہ صرف تمہاری بے احتیاطی سے بادشاہ گرفتار ہو گیا۔ انہوں نے بالاتفاق کہا کہ مناسب یہ ہے کہ کل حضور کی رکاب میں تمام فوج شاہی دریا کے اس پار جا کر جس طرح ہو بادشاہ کی قدم بوسی حاصل کر لے۔

صبح کو تمام فوج تیار ہوئی۔ مہابت خاں نے پل تو پہلے ہی جلا دیا تھا۔ سواروں نے اپنے اپنے گھوڑے اور ہاتھی دریا میں ڈال دیے۔ نور جہاں بھی ایک ہاتھی پر سوار تھی۔ نور جہاں کے ساتھ شہزادہ شہریار کی بہن اور شاہنواز خاں کی بیٹی بھی تھی۔ ابھی فوج دریا ہی میں تھی کہ مہابت خاں نے حملہ کر دیا۔ ایک تو فوج دریا میں منتشر تھی ہی' اور بھی مزید منتشر ہو گئی۔ عجیب ابتری پھیل گئی۔ نور جہاں نے خواجہ ابوالحسن اور معتمد خاں کو کہلا بھیجا کہ دیکھتے کیا ہو تم بھی جواب دو۔ اتنے میں مہابت خان کے سواروں نے آ کر نور جہاں کے ہاتھی کو گھیر لیا' نور جہاں کی سواری تیروں کا نشانہ بن گئی۔ یہاں تک کہ ایک تیر عماری کے اندر بھی چلا آیا اور شہزادی کے بازو میں آ کر لگا۔ تمام کپڑے خون میں تر بہ تر ہو گئے۔ نور جہاں نے اپنے ہاتھ سے تیر نکال کر باہر پھینک دیا۔ نور جہاں کے ساتھ' جو خواجہ سرا تھے' وہ بھی کام آئے۔ نور جہاں کا ہاتھی زخموں سے چور ہو کر بھاگ نکلا آخر بڑی مشکل سے وہ اپنی فرودگاہ کو پہنچ سکی۔ اگر ہاتھی سنبھلا رہتا تو ممکن تھا کہ نور جہاں لڑنے میں بھی دریغ نہ کرتی۔ [1]

[1] تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین: ص ۴۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرزا ہادی نے تزک جہانگیری کے خاتمہ میں ایک عورت کی بہادری کا عجیب واقعہ لکھا ہے گو اس کے اخلاق کی مذمت بھی کی ہے۔

جہانگیر کے زمانہ میں دولت آباد کا قلعہ نظام الملک سے تعلق رکھتا تھا' حمید خاں حبشی نظام الملک کے دربار کا وکیل تھا اور محل میں بالکل حمید خان کی بیوی کا عمل دخل تھا۔ گو ایک معمولی عورت تھی لیکن رفتہ رفتہ نظام الملک کے دربار میں اس کا اتنا رسوخ بڑھا کہ جب یہ سوار ہو کر نکلتی تھی تو سرداران فوج وامرائے دولت پیادہ اس کے رکاب میں چلتے تھے۔ نظام الملک ان دونوں میاں بیوی کے ہاتھوں میں ایک کٹھ پتلی تھا۔

اسی زمانہ میں عادل خاں نے ایک بڑی فوج نظام الملک سے لڑنے کے لئے بھیجی۔ نظام الملک کو فکر ہوئی کہ اس کے مقابلہ میں کس کو بھیجا جائے۔ حمید بیگم نے کہا کہ میں خود جاؤں گی۔ اگر جیت گئی تو ٹھیک اور اگر ہاری تو عورتوں کا اعتبار ہی کیا؟ چنانچہ نظام الملک کی رضامندی سے حمید بیگم فوج لے کر روانہ ہوئی۔ راستہ بھر اپنے سپاہیوں کو انعام و اکرام سے خوش کرتی گئی۔ جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو حمید بیگم خود تمام ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان میں آئی اور پہاڑ کی طرح عرصہ کارزار میں کھڑی رہی اور اس بہادری اور دلیری سے اپنی فوج کو لڑاتی رہی کہ تھوڑی ہی دیر میں عادل شاہی لشکر اس بے سروسامانی سے بھاگا کہ تمام ہاتھی اور توپ خانے میدان جنگ میں چھوڑ گیا۔

مرزا کے خاص الفاظ یہ ہیں:

''نقاب بر قامت رعنا افگندہ بر اسپ سواری شد۔ وخنجر و شمشیر مرصع بکمر می بست۔ بعد ازانکہ تلاقی صفین ومحاذات فئتین اتفاق افتاد از علو ہمت وعلو جرأت دلیرانہ بالشکر عادل خوانی مصاف دادہ سپاہ وسرداران را بقتل وحرب وضرب ترغیب وتحریص نمودہ قدم مردانگی را در آں بحر وغا ولجۂ ہیجا چوں کوہ استوار بر جا داشت وآں غنیم ودشمن عظیم را شکست فاش دادہ جمیع فیلان وتوپخانہ را بدست آوردہ سالماً وغانماً مراجعت بر افراخت۔''

مسلمان عورتوں کی بہادری کا ایک اور عجیب واقعہ یہ ہے۔

عادل شاہی خاندان جس کے دائرہ حکومت کا مرکزی شہر بیجاپور تھا' پونجی خاتون اس کے سب سے پہلے بادشاہ یوسف عادل شاہ کی بیوی تھی۔ یوسف عادل شاہ نے ۹۱۶ھ میں وفات پائی۔ اس کا نابالغ فرزند اسماعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا۔ کمال خان دکنی نائب السلطنت مقرر ہوا۔ گو نام اسماعیل عادل شاہ کا تھا لیکن سلطنت کمال خاں کرتا تھا۔ اس کو ایک دن خیال ہوا کہ اس نام کو بھی کیوں نہ مٹا دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ پونچی خاتون کمال خاں کے اس ارادہ سے غافل نہ تھی۔ اس نے کمال خاں کو برطرف کرنے کی کوشش شروع کی، لیکن وہ کیا کر سکتی تھی؟ تمام اعیان دربار و سرداران فوج کمال خاں کے قبضہ میں تھے۔ پونچی خاتون نے اس کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ یا کمال خاں معدوم کر دیا جائے یا عادل شاہی خاندان معدوم ہو۔ اس نے موقع دیکھ کر یوسف ترک کو جو اسماعیل عادل شاہ کا کوکہ تھا کل مراتب سمجھا بجھا کر کمال خاں کے پاس بھیجا۔ یوسف نے چپ چاپ ایک ہی خنجر میں کمال خاں کا کام تمام کر دیا۔ یوسف گرفتار ہو گیا اور آخر وہ بھی وہیں ڈھیر کر دیا گیا۔

کمال خاں کی ماں نے اسی وقت کمال خاں کے بیٹے صفدر خاں کو بلا کر معاملہ سے خبردار کیا اور کہا ابھی اسماعیل عادل شاہ اور پونچی خاتون کو قتل کر کے تخت پر بیٹھ جاؤ تمام فوج تمہارا ساتھ دے گی۔ صفدر خاں باپ کی لاش دیکھ کر چاہتا تھا کہ چیخ مارے ماں نے کہا خبردار کمال کے مرنے کی خبر نہ پھیلے۔ لوگوں سے جا کر کہا کہ کمال خاں کہتا ہے کہ اسماعیل عادل شاہ کا سر چاہیے۔

پونچی خاتون پہلے سے سمجھتی تھی کہ یہ آفت آنے والی ہے قلعہ میں اس وقت کمال خان کی طرف سے تین سو مغل اور دو تین سو دکنی اور حبشی سپاہی تھے پونچی خاتون نے ان کو بلا کر کہا ''کہ تم جانتے ہو کہ یہ تخت عادل شاہ کا ہے اور اسماعیل ابھی بچہ ہے۔ کمال خاں ہم کو الگ کر کے خود بادشاہ بننا چاہتا ہے کہ تم میں جو عادل شاہی تخت کا وفادار ہو وہ ہمارے ساتھ قلعہ میں رہے اور ہماری مدد کرے۔ اور جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ قلعہ سے نکل جائے۔ تم دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو۔ کمال خاں کو کفران نعمت کی سزا ضرور ملے گی'' ظاہر ہے کہ ایسی مایوسی کی حالت میں کمال خاں کو چھوڑ کر کون پونچی خاتون کا ساتھ دیتا۔ تین سو مغلوں میں سے ڈھائی سو اور دو تین سو حبشیوں اور دکنیوں میں سے صرف سترہ سپاہیوں نے پونچی خاتون کی معیت گوارا کی اور باقی قلعہ سے نکل کر صفدر خاں سے مل گئے۔ پونچی خاتون نے یہ بھی بڑی عقلمندی کی کہ غداروں سے پہلے ہی قلعہ پاک کر لیا عین موقع پر اگر یہ دشمنوں سے مل جاتے تو کیا ہوتا؟۔

پونچی خاتون نے پہلے چاروں طرف سے اپنے آپ کو قلعہ بند کر لیا اور انہی دو تین سو سپاہیوں کو محل کی چھت پر کھڑا کر دیا اور خود پونچی خاتون، دلشاد آغا، یوسف عادل شاہ کی بہن اور چند عورتیں اسماعیل عادل شاہ کے ساتھ تیر و کمان ہاتھ میں لے کر چھت پر کھڑی ہو گئیں۔ صفدر خاں ایک بڑی جمعیت سے قلعہ کی طرف آیا۔ پونچی خاتون، دلشاد آغا اور سپاہیوں نے صفدر خاں کو تیر اور پتھروں پر دھر لیا اور اتفاق سے اسی وقت مصطفیٰ آقا عادل شاہی خاندان کا ایک قدیم نمک خوار پچاس توپچیوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے کر خاتون کی مدد کو آیا اور ان توپچیوں نے اوپر پہنچ کر گولے اڑانے شروع کر دیے۔ صفدر خاں اپنی ماں کے حکم سے پھرا کہ بڑی توپیں لگا کر ابھی قلعہ ریزہ ریزہ کر دیا جائے۔ پونچی خاتون اور دوسری عورتوں نے کہا کہ اگر توپیں آ گئیں تو پھر کچھ نہ ہو سکے گا اس سے پہلے کوئی تدبیر کر لی جائے تو بہتر ہے رائے یہ ہوئی کہ سپاہیوں کو چھپ جانا چاہیے اور تمام عورتیں یہیں کھڑی رہیں دشمن سمجھیں گے کہ سپاہی ان عورتوں کو قلعہ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا تمام سپاہی ادھر ادھر چھپ گئے اور عورتیں کھڑی رہیں۔ غنیم کی جب نظر پڑی تو دیکھا کہ صرف عورتیں ہیں ان کو ہمت ہوئی اور پلٹ کر انہوں نے دوبارہ حملہ کیا قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا عورتوں نے انگلی تک نہ ہلائی اور کھڑی دیکھتی رہیں صفدر خاں چاہتا تھا کہ پہلا دروازہ توڑ کر دوسرا دروازہ بھی توڑ ڈالے کہ سپاہیوں نے نکل کر اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن پھر نہ ٹھہر سکا۔ [1]

دو تین سو آدمیوں کا ایک بہت بڑی فوج سے مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ نظام شاہی خاندان جس نے دکن میں تقریباً سوا سو برس تک نہایت کامیابی سے حکومت کی اور جس کا دارالحکومت شہر احمد نگر تھا' اس کی ایک شہزادی نے جس دلیری اور استقلال کے ساتھ اکبر اعظم کی فوج کا مقابلہ کیا وہ قابل حیرت امر ہے۔ چاند خاتون نظام شاہی خاندان کی چشم و چراغ اور عادل شاہی خاندان کی بہو تھی۔ حسین نظام شاہ بحری (بحری نگری) اس کا باپ تھا اور علی عادل شاہ (بیجاپور) اس کا شوہر تھا۔ علی عادل شاہ کے مرنے پر بیجاپور سے احمد نگر چلی آئی اور یہیں رہنے لگی۔

اکبر کو جب ہندوستان کی مہمات سے فرصت ملی تو اس کو تسخیر دکن کی فکری ہوئی۔ شہزادہ مراد اور خان ناں اس مہم پر بھیجے گئے۔ اس وقت تخت احمد نگر پر برہان نظام شاہ جلوہ افروز تھا۔ نظام شاہ نے صوبہ برار کی اکبر کو پیشکش کی لیکن اس معاملہ کے اختتام سے پہلے برہان شاہ کا انتقال ہو گیا۔ اور برار پر اکبر کا قبضہ نہ ہو سکا۔ شہزادہ مراد اور خانخاناں موقع کی تاک میں گجرات میں فوج لئے ہوئے پڑے تھے۔ اسی اثنا میں برہان کا جانشین ابراہیم شاہ امرا کے ہاتھ سے مارا گیا۔ منجھو خاں وکیل سلطنت اور آہنگ خاں اور اخلاص تینوں میں تخت نشینی کے لئے جھگڑا ہوا۔ ہر ایک نے اپنا ایک جدا جدا بادشاہ بنا لیا۔ آخر آپس کا نفاق بڑھا اور خونریزیوں تک نوبت پہنچی۔ منجھو خاں نے جل کر شہزادہ مراد کو لکھ دیا کہ نظام شاہی قوت فنا ہو چکی ہے۔ آپ ادھر کا رخ کیجئے میں بلا تامل احمد نگر کا قلعہ آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ مراد چل کھڑا ہوا۔ خانخاناں بھی شاہ رخ مرزا والی بدخشاں' شہباز خاں' راجہ جگن ناتھ' راجہ

[1] تاریخ اسلام کی چار سو خواتین: ص ۳۱۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درگا' راجہ رام چندر اور دیگر امرا کو لے کر روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ احمد نگر کے قریب پہنچ گئے تو منجھو خاں کو اپنی عجلت کاری پر سخت ندامت ہوئی کیونکہ اس اثنا میں منجھو خاں تمام مخالف قوتوں کو دبا کر خود مختار ہو چکا تھا۔ ناچار قلعہ چھوڑ کر نکل گیا۔

چاند خاتون نے دیکھا کہ ہماری آبائی حکومت معدوم ہوا چاہتی ہے۔ اس نے عزم کر لیا کہ جس طرح ہوگا میں سلطنت کو بچاؤں گی۔ اس نے خود پہلے اپنے بعض مخالف امرا کو قلعہ سے علیحدہ کر دیا اور بعض کو توڑ جوڑ کر کے ملا لیا۔ قطب شاہ (گولکنڈہ) اور عادل شاہ (بیجاپور) سے امدادیں طلب کیں اور قلعہ کو ہر طرف سے مضبوط کر کے شہزادہ مراد اور خانخاناں کی منتظر رہی۔ شہزادہ مراد نے ۲۳ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ ہجری کو اپنی فوج قلعہ کی طرف بڑھائی۔ چاند خاتون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے توپوں کے منہ کھول دیئے جائیں تمام دن مراد کوشش کرتا رہا کہ قلعہ تک پہنچ جائے مگر چاند خاتون نے ذرہ برابر بھی آگے بڑھنے نہ دیا۔ شام کو مراد تھک کر خود ہٹ گیا۔ دوسرے دن شاہزادہ مراد' شاہ رخ مرزا۔ خانخاناں' شہباز خان' راجہ جگن ناتھ وغیرہ نے مورچہ ڈال کر چاروں طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ بعض نظام شاہی امرا نے لڑ بھڑ کر چاند خاتون کی مدد کو قلعہ میں جانا چاہا مگر خانخاناں نے جانے نہ دیا۔ شاہزادہ مراد اور خانخاناں مہینوں قلعہ کا محاصرہ کئے پڑے رہے مگر وہ قلعہ کو ذرہ برابر بھی ٹھیس نہ پہنچا سکے۔

ادھر چاند خاتون کی حسب درخواست عادل شاہ نے پچیس ہزار سوار چاند خاتون کی مدد کو بھیجے۔ قطب شاہ نے بھی پانچ چھ ہزار سوار اور کچھ پیادے روانہ کئے۔ منجھو خاں' اخلاص خاں و آہنگ خاں اور امرائے نظام شاہی بھی اسی فوج کے ساتھ ہو گئے۔ غرض اس طرح مل ملا کر ایک زبردست فوج تیار ہو گئی۔ شہزادہ مراد کو اس فوج کا جب علم ہوا تو گھبرا گیا۔ تمام فوج میں ایک کھلبلی مچ گئی۔ آخر یہ طے پایا کہ اس فوج کے آنے سے پہلے پہلے قلعہ لے لینا چاہیے۔ یوں لڑ کر قلعہ میں گھس جانا تو ممکن نہ تھا۔ تین مہینے میں یہاں سے لے کر قلعہ کی برج تک پانچ سرنگیں کھودی گئیں اور ان میں بارود بچھا دیا گیا تاکہ وقت آنے پر آگ لگا کر قلعہ کو اڑا دیا جائے۔

چاند خاتون کو ان سرنگوں کی خبر ہو گئی۔ اس نے اسی وقت بارود نکال کر سرنگوں کو بھرنا شروع کر دیا۔ شہزادہ مراد کو اس کی جلدی تھی کہ اس قلعہ کی فتح میرے نام لکھی جائے۔ خانخاناں کا اس میں ہاتھ بھی نہ لگنے پائے۔ دوپہر کو شہزادہ خانخاناں کے سوا تمام امرا اور فوج کو لے کر قلعہ کے رخ پر مستعد کھڑا ہو گیا کہ ادھر بارود سے قلعہ اڑے اور میں پہنچ جاؤں۔ چاند خاتون اس وقت تک دو سرنگیں بھروا چکی تھی اور تیسری کھودی جا رہی تھی کہ شہزادہ نے سرنگوں میں آگ لگانے کا حکم دیا۔ اس زور کی ایک آواز ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ایک دھماکہ ہوا کہ لوگ سمجھے آسمان پھٹ پڑا یا بجلی ٹوٹ پڑی' اور قلعہ کی پچاس گز دیوار دھڑام سے گر پڑی۔ سامنے شہزادہ اپنے خونخوار راجپوتوں اور مغلوں کے ساتھ کھڑا نظر آیا۔ قیامت نظر آئی۔ لوگوں کے دل بیٹھ گئے۔ کام کرنے والوں نے کام چھوڑ دیا۔ سپاہیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ فوج کے سردار بھاگ کھڑے ہوئے۔ غرض سارے قلعہ میں عجیب سراسیمگی اور بدحواسی پھیل گئی۔

چاند خاتون کی ہمت دیکھو' اسی وقت گھوڑے پر سوار مسلح ہو کر ہاتھ میں تلوار لئے پردہ سے باہر نکل آئی۔ شہزادہ اس فکر میں تھا کہ دو باقی سرنگیں بھی اڑیں تو حملہ کیا جائے لیکن وہ سرنگیں ہوں بھی تو۔ چاند خاتون نے اتنی ہی دیر میں جلدی جلدی کر کے بیسیوں آگ برسانے والی توپیں اس شگاف میں کھڑی کر دیں۔ تمام فوج کو تسکین دے کر پھر لڑنے پر آمادہ کر دیا۔ مغلوں اور راجپوتوں نے جان توڑ حملے کئے۔ شہزادہ مراد نے سر توڑ کوشش کی مگر چاند خاتون نے ایک انچ بھی قلعہ نہ دیا اور اس ہمت اور دلیری سے فوج کو لڑاتی رہی کہ قلعہ کی خندق شام تک مغلوں اور راجپوتوں کی لاشوں سے بھر گئی۔ شام کو شہزادہ ناکام لوٹا۔ رات بھر میں چاند خاتون نے خود مسلح کھڑی ہو کر پچاس گز قلعہ کی دیوار تین گز بلند کر دی۔ صبح کو مراد نے دیکھا تو پھر وہی پہلی دیوار حائل تھی۔ موافق اور مخالف دونوں کے منہ سے چاند خاتون کی اس اولوالعزمی' استقلال اور بہادری پر صدائے آفرین و تحسین بلند ہوگئی اور اسی وقت سے چاند خاتون کا لقب چاند سلطان ہوگیا۔

اس ناکامی سے شہزادہ مراد دل برداشتہ ہوگیا۔ امرائے اکبری میں مقابلہ کی قوت نہ رہی۔ ناچار صلح کرنی چاہی۔ پہلے تو چاند سلطان نے انکار کیا کہ غنیم بے دل ہو چکے ہیں۔ تھوڑی سی کوشش سے ان کو ہزیمت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ لوگ قلعہ میں بند ہو کر گھبرا گئے تھے اس لئے چاند سلطان نے بھی آخر صلح منظور کر لی اور حسب قرارداد برار کا صوبہ شہزادہ مراد کے حوالے کر دیا۔ [1]

غور کرو! کیا اس سے بھی زیادہ کسی عورت کی بہادری ہو سکتی ہے۔ سلطنت کی بنیادیں کمزور' امرا میں نفاق اور خانہ جنگی' قلعہ میں فوج نہیں' سامان رسد نہیں' قلعہ کی دیوار شکستہ اور منہدم' پہلے سے قلعہ کی حفاظت کا خیال نہیں' اور پھر مقابلہ اکبر اعظم اور خانخاناں سے' ایسی حالت میں غنیم کو ہٹا کر قلعہ کو بچا لینا مسلمان عورتوں کا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔

ہم نے اپنی یہ داستان جس سرزمین اقدس سے شروع کی تھی آخر میں ہم پھر اسی کے ایک گوشہ میں آ کر پناہ لیتے ہیں۔ یہ عرب کا گوشہ یمن کے نام سے مشہور ہے۔ پانچویں صدی ہجری کے وسط

[1] تاریخ اسلام کی چار سو خواتین: ص ۱۷۱ تا ۱۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں یہ علاقہ خلافت عباسیہ کے احاطہ اقتدار سے نکل کر دولت فاطمیہ مصر کے قبضہ میں چلا گیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یمن میں ایک مقام خزار ہے' وہاں مشہور قدیم قاضیوں کا خاندان تھا' جو آل صلیح کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں فاطمیوں کی طرف سے ایک داعی زیاد مبلغ پہنچا۔ اس نے اس خاندان کے ایک نوجوان لڑکے میں نجابت اور اولوالعزمی کے غیر معمولی آثار دیکھ کر اس کو اپنے رنگ میں لانا شروع کیا اور اسماعیلی مذہب کی اس کو تلقین کی۔ اس کا نام علی بن محمد صلیحی تھا۔ علی نے جوان ہو کر حوصلہ مندیوں اور اولوالعزمیوں کے پر و بال پیدا کئے۔ علی کی ایک چچازاد بہن تھی جس کا نام اسماء تھا۔ یہ لڑکی حسن و جمال' تدبیر و دانش' علم و فضل' مردانگی و شجاعت میں بے مثال تھی۔ علی کی شادی اسماء سے ہوئی' قدرت الٰہی نے اس طرح گویا دو قوتوں کو باہم اکٹھا کر کے یمن کی آئندہ قسمت کا ہیولیٰ تیار کر دیا اور ان دونوں کی ہمتوں اور تدبیروں سے پورا ملک یمن ان کے قبضۂ اختیار میں آ گیا۔

علی صلیحی کو دشمنوں سے جو معرکے پیش آئے اس میں اسماء اس کی دست و بازو تھی۔ ایک دفعہ جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ مکہ معظّمہ کی طرف کوچ کر رہی تھی کہ اچانک دشمنوں نے چھاپا مارا۔ علی صلیحی کے ساتھ آدمی کم تھے اس کو شکست ہوئی اور اسماء دشمنوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئی اور ایک عرصہ تک ان کی قید میں رہی اور آخر کار خود اپنی ہی تدبیروں سے قید و بند کے دروازے کو توڑ کر باہر نکل آئی۔ اس نے سخت چوکی پہرہ کے باوجود روٹی کے اندر ایک خط رکھ کر قاصد کو جو ایک سائل کی صورت میں آیا تھا اپنے بیٹے کے پاس روانہ کیا۔ وہ ایک بہت بڑی فوج لے کر موقع پر آ پہنچا اور اسماء آزاد تھی۔ جب تک زندہ رہی یمن کی ملکہ وہی تھی۔ ۴۹۷ھ میں اس نے وفات پائی۔

اسماء کے آغوش تربیت میں دو اور بہادر خاتونانِ اسلام پل کر جوان ہوئیں۔ ایک اس کی لڑکی فاطمہ اور دوسری اس کی بہو سیدہ۔ فاطمہ نے تو اپنے شوہر کی قید سے جس نے دوسری شادی کر لی تھی' مردانہ وار گلو خلاصی حاصل کی۔ چپکے سے اپنی ماں کو پیغام بھیجا اور وہاں سے فوج منگوا کر مردانہ بھیس بدل کر چل کھڑی ہوئی۔

سیدہ اپنی ساس اسماء کی وفات کے بعد یمن کی ملکہ ہوئی۔ اس کا شوہر مکرم عیاش اور راحت طلب تھا۔ سیدہ نے سلطنت کے بار کو نہایت عمدگی سے اٹھایا۔ بہت سی عمارتیں بنوائیں' شہر آباد کئے' فوج کشیاں کیں' دشمنوں کو تلواروں اور تدبیروں دونوں سے زیر کیا۔ دولت فاطمیہ کی طرف سے جو مراسلے آتے تھے ان میں اس کے لئے بڑے بڑے القاب شاہی استعمال کئے جاتے تھے۔ [1]

ابھی ہم کو بیسیوں اسلامی ممالک اور سینکڑوں اسلامی شاہی خاندانوں کے تاریخی اوراق الٹنے

[1] تاریخ اسلام کی سو باکمال خواتین: ص ۲۲۵ تا ۲۲۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باقی ہیں۔ ایران و ترکستان و روم و افریقہ و مراکش و اندلس کے اسلامی خاندانوں کی بہادر خواتین کے حالات اس مختصر رسالہ میں نہیں آئے۔ حالانکہ ان ملکوں اور خاندانوں میں بہادر خواتین اسلام کی کمی نہیں۔ لیکن افسوس کہ دوسرے ضروری کاموں کی مصروفیت مزید تفصیل کی اجازت نہیں دیتی۔ مگر جاتے جاتے ہم خواتین اسلام کی ایک روحانی شجاعت و بہادری کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو اس جسمانی شجاعت و بہادری سے بدر جہا بلند و برتر ہے۔ اس سے مراد ان کی اخلاقی و روحانی شجاعت و جرأت ہے۔

آغاز اسلام میں متعدد مسلمان خواتین نے اپنے دین و ایمان کی خاطر سخت سے سخت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ مگر کبھی جادہ حق سے روگردانی نہیں کی۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا مشہور صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ ان کو ابوجہل نے اسلام لانے کے جرم میں ایسی برچھی ماری کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں۔

سیدہ ام فکیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام سے پہلے ان کو مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ ''میں نے رحم کھا کر تجھ کو نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس لئے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہوں'' وہ نہایت استقلال سے جواب دیتیں کہ ''عمر اگر تم مسلمان نہ ہو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے ان بے رحمیوں کا انتقام لے گا''۔ زنیرہ رضی اللہ عنہا ایک اور صحابیہ تھیں۔ وہ بھی اسلام کی راہ میں بے حد ستائی گئیں۔ ابوجہل نے ان کو اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ نہدیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام عبیس رضی اللہ عنہا یہ دونوں بھی صحابیہ تھیں' انہوں نے بھی اسلام لانے کے جرم میں نہایت سخت تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب بنوامیہ کے مقابل حجاز میں اپنی خلافت قائم کی اور حجاج نے ان پر بڑے سروسامان سے فوج کشی کی تو ان کے رفقا نے ان سے علیحدہ ہونا شروع کر دیا۔ مخلصوں کی ایک بہت چھوٹی سی جماعت ان کے ساتھ رہ گئی۔ اس وقت حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ گھبرا کر اپنی ماں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اجازت طلب کی کہ ''اگر مناسب ہو تو میں حجاج سے صلح کر لوں'' بہادر ماں نے جواب دیا ''فرزند من! اگر تم باطل پر ہو تو آج سے بہت پہلے تم کو صلح کر لینی چاہیے تھی' اور اگر حق پر ہو تو رفقا کی کمی سے دل برداشتہ نہ ہو۔ حق کی رفاقت خود کیا کم نصرت ہے''۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ماں کے پاس سے واپس آئے اور تمام ہتھیاروں سے سج کر ماں سے رخصت ہونے آئے۔ ماں نے سینہ سے لگایا تو جسم بہت سخت نظر آیا۔ پوچھا کیا واقعہ ہے؟ فرمایا ''میں نے دوہری زرہ پہن لی ہے۔'' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ''یہ شہدائے حق کا شیوہ نہیں۔'' ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے زرہ اتار ڈالی۔ پھر کہا مجھے ڈر ہے کہ دشمن میری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ ماں نے جواب دیا۔ ''بیٹا! جب بکری ذبح ہو جاتی ہے تو اس کو کھال کھینچنے کی تکلیف نہیں ہوتی۔'' اوراس طرح ماں نے بیٹے کو مقتل میں بھیجا اور حق وصداقت کی قربان گاہ پر اپنے جگر کے ٹکڑے کو نثار کر دیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد حجاج نے ان کی لاش کو سرراہ سولی پر لٹکا دیا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا جب ادھر سے گزر ہوا تو بیٹے کی لاش سولی پر لٹکی نظر آئی۔ کون ایسی ماں ہوگی جو اس پر اثر منظر کو دیکھ کر تڑپ نہ جائے گی' لیکن وہ نہایت بے پروائی کے ساتھ ادھر سے گزر گئیں اور لٹکی لاش کی طرف اشارہ کر کے یہ بلیغ فقرہ کہا۔ ''کیا اب تک یہ سوار اپنے گھوڑے سے اترا نہیں۔'' [1]

اس روحانی شجاعت' اخلاقی جرأت اور بے مثال صبر واستقلال کا نمونہ کہاں نظر آ سکتا ہے؟

ناظرین سے رخصت ہوتے ہوئے اس منظر کو ان کے سامنے کرتے جاتے ہیں جب غرناطہ کا آخری سلطان ابوعبداللہ اپنے آخری قلعہ کی کنجیاں عیسائی فاتحوں کے سپرد کر رہا تھا اور اپنی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اس سرزمین پر جہاں مسلمانوں نے ۸۰۰ برس حکومت کی' آخری نظر ڈالتے ہوئے آنسوؤں کے تار اس کی دونوں آنکھوں سے جاری ہو جاتے ہیں' اس وقت سلطان کی والدہ عائشہ آگے بڑھ کر کہتی ہیں کہ ''فرزند من! جس چیز کو تم مرد بن کر نہ بچا سکے اب اس کے لئے عورتوں کی طرح خوب رولو۔'' [2] اس ایک فقرہ میں استقلال وجرأت کی کتنی روح بھری ہے۔

یہ گزشتہ بہادر خواتین اسلام کے کارناموں کا ایک دھندلا سا خاکہ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ موجودہ خواتین اسلام آیندہ کی تاریخ اسلام کے لئے کیا کارنامہ دنیا میں چھوڑ جانا چاہتی ہیں؟۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ.

www.KitaboSunnat.com

[1] الاصابۃ: ۴/ ۲۳۰، ۲۴۶۔ [2] لین پول کی ''مسلمان اندلس میں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

سیر الصحابیاتؓ
مع
اسوۂ صحابیاتؓ